شناخت کی چوری کرنے والے طبقے کا مکمل تعارف

دھوکے کا لائسنس

مرتب

حضرت مولانا سہیل باوا صاحب دامت برکاتہم

شائع کردہ

ختم نبوت اکیڈمی لندن

شناخت کی چوری کرنے والے طبقے کا مکمل تعارف

دھوکے کا لائسنس

مرتب

حضرت مولانا سہیل باوا صاحب دامت برکاتہم

شائع کردہ

ختم نبوت اکیڈمی لندن

KHATM E NUBUWWAT ACADEMY LOND

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

نامِ کتاب: دھوکے کا لائسنس
تالیف: حضرت مولانا سہیل باوا صاحب زید مجدہم
ناشر: ختم نبوت اکیڈمی (لندن)
اشاعت: صفر المظفر ۱۴۴۳ھ/ستمبر 2021ء

کتاب ملنے کے پتے

مکتبہ عزیزیہ، سلام کتب مارکیٹ، بالمقابل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی
مکتبہ مروان، دکان نمبر 19، سلام کتب مارکیٹ، بالمقابل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

شائع کردہ

ختم نبوت اکیڈمی، لندن
KHATM E NUBUWWAT ACADEMY
387 Katherine Road , Forest Gate , London E7 8LT , United Kingdom
Phone: 020 8471 4434 | Cell : 0788 905 4549 , 0795 803 3404
Email: khatmenubuwwatacademy@gmail.com
Website: www.khatmenubuwwat.org

NUBUWWAT ACADEMY LOND

سورۃ الاخلاص

NUBUWWAT ACADEMY LOND

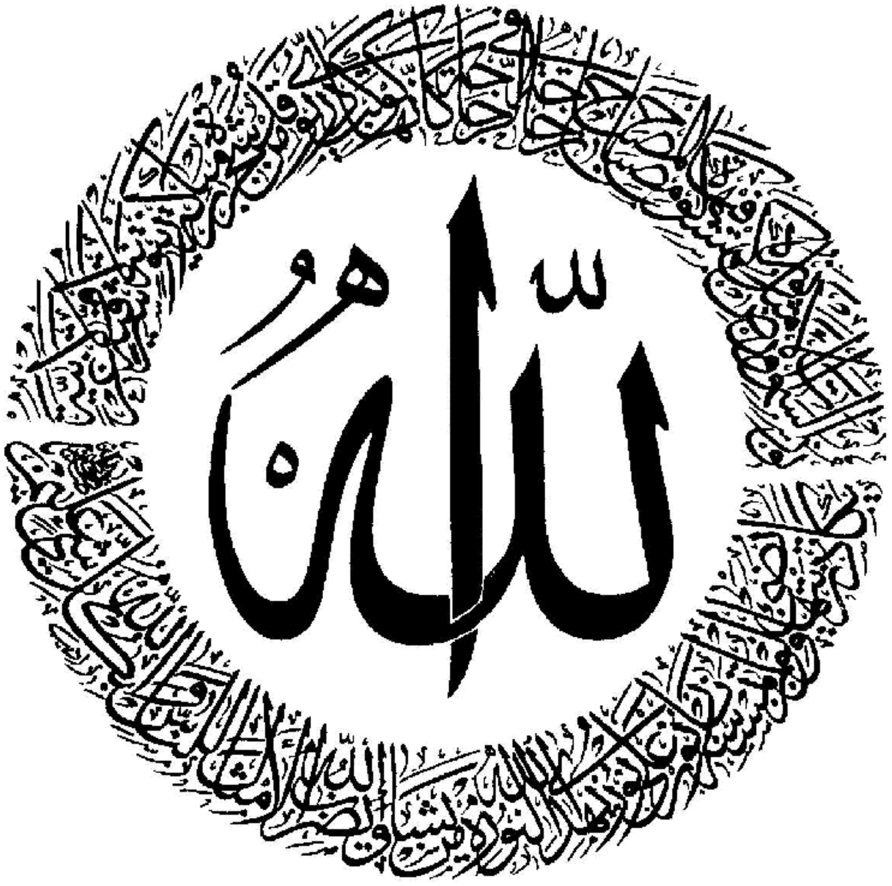

NUBUWWAT ACADEMY LOND

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر
انتساب	17
باوا خاندان.....ازقلم: جمیل فاروقی، اسلام آباد	19
ایک تعارف.....از اورنگزیب اعوان صاحب	21
ختم نبوت: اسلام کا بنیادی اور اجماعی عقیدہ.....عبدالرحمٰن باوا، عالمی مبلغ ختمِ نبوت، لندن	23
دھوکے کا لائسنس	26
قرآن کی عریاں تحریف کرنے والا طبقہ	29
حفاظتِ قرآن	31
اعتراض	//
جواب	//
مرزا غلام قادیانی کے مہلک امراض اور مرزائی دجل	33
یلاش کو مرزا کی صحت کا ٹھیکہ مہنگا پڑ گیا	//
مرزا کی جسمانی و ذہنی صحت مرزا کی زبانی	39
مرزا کی بیماریاں	34
مرزا قادیانی کے خدا کا وعدہ جو وفا نہ ہوا	//
مرزا کی بیماریوں سے متعلق ایک مرزائی عذر	35
اعتراض کے جوابات	//

NUBUWWAT ACADEMY LOND

جواب نمبر:1	35
جواب نمبر:2	//
مرزائیوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہونے والے سحر کو جسمانی و ذہنی مرض قرار دینے کی ناکام کوشش	36
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کی حقیقت، ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ	//
راویوں پر اعتراضات	//
معوذتین کا وقتِ نزول	37
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر اور اس کی نوعیت	38
رَجُلًا مَّسْحُوْرًا کی بحث	41
جادو کے اثر کی کیفیت	42
نفاق	44
سوال	//
جواب	//
نفاق کی تعریف و انواع	//
نفاق کی تعریف، لغۃ	//
اصطلاحاً	//
نفاق کی انواع	45
نفاق کی پہلی نوع: اعتقادی نفاق	//
نفاق کی دوسری نوع: عملی نفاق	46
نفاق کا گانے سے تعلق	47
ختمِ نبوت پر گفتگو کے دو طریقے	48
اسلام کی دو خصوصیات:	//
1:- اجتماعیت	//

NUBUWWAT ACADEMY LOND

2:- جامعیت	48
ختم نبوت کے مختلف پہلو	49
1:- حسن	//
2:- علم	//
3:- رشتہ داری	50
4:- کرامات	//
مجدد کی شرائط	52
قوتِ اصلاح	53
زہد و تقویٰ	//
حریت آموزی	54
اعلائے کلمۃ الحق	//
خلق	55
قبولیت	//
دنیادار نہ ہو	56
عاجزی وانکساری	//
کارہائے نمایاں	57
وقت کا تقاضا اور ضرورت ..... قرآن کو بدلنے والوں کو بے نقاب کریں!	58
مرزا قادیانی کی تخم ریزی اور کاشت کاری ..... ایک پروسیس کے تحت	60
مہاراجہ کی مرزا غلام سے ملنے کی خواہش	61
امسال قادیانی حج	63
کفر غماز لوگ	65
مرزا قادیانی کے پیروکاروں سے ایک تاریخی بالمشافہ گفتگو (حصہ اول)	67

NUBUWWAT ACADEMY LOND

69	قادیانیت اختیار کرنے والی خاتون سے اصل حقائق او جھل ہیں
70	گفتگو کے درمیان قادیانیوں کا شور مچانا
71	ہمارے دروازے پھر بھی کھلے ہیں
73	مرزا قادیانی کے بیٹے کا جنازہ (حصہ دوم)
75	اختلاف کے باعث اپنی جائیداد سے حصہ (حصہ سوم، آخری قسط)
77	براہین احمدیہ (قابلِ اتباع عمر)
//	سوال کا پہلا حصہ
//	سوال کا دوسرا حصہ
//	سوال کا تیسرا حصہ
//	سوال کا چوتھا حصہ
//	پہلے حصہ کا جواب
//	ٹوٹل عمر
78	دوسرے حصہ کا جواب
//	تیسرے حصہ کا جواب
//	چوتھے حصہ کا جواب
//	قادیانیوں سے سوال
79	ہمارا سوال
//	نقطۂ نظر
//	قادیانیوں سے ہمارا سوال
80	مسلمان اور قادیانی کے درمیان مکالمہ
83	اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو بہتر تھا
//	بھیڑیوں کی جماعت

NUBUWWAT ACADEMY LOND

درندے، قادیانیوں سے اچھے	//
کج دل لوگوں کی جماعت	84
تہذیب اور پرہیز گاری سے عاری جماعت	//
اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو بہتر تھا	//
شوق پورا نہیں ہوا	//
جلنے والی لکڑیاں	85
کتے	//
مرے ہوئے کیڑے کی طرح	86
لومڑی، سؤر اور سانپ	87
دعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ	88
تخلیقِ نورِ محمدی کی تقدیم اور بعثت کی تاخیر میں راز	89
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرینہ اولاد زندہ نہ رہنے کا راز	90
سورۃ الکوثر کا شانِ نزول	91
احساسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	92
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمت کی فکر میں رونا	93
ایک مثال سے وضاحت	//
میدانِ حشر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی جگہ	94
حضرت جبرائیل علیہ السلام کے میزانِ عمل اُٹھانے میں حکمت	95
سب سے پہلے قبر سے کون اُٹھے گا؟	96
قیامت میں بھی براق پر سواری	97
حشر ملک شام میں	98
کوثر کے کثرتِ معنی	99

NUBUWWAT ACADEMY LOND

حوضِ کوثر کی کیفیت	99
سب سے پہلے سفارش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں گے	101
حقانیتِ اسلام کی دلیل	102
شیخ کا دل مثل آئینہ ہوتا ہے	103
عقل کے باردان فہم کے مرتبان	//
صدیق رضی اللہ عنہ کی نورانیت اور ابوجہل کی ظلمت	104
ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	105
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت	107
خطیب الامت کی بیان کردہ مناسبت	//
خاص کام کی بات	108
قادیانی قرآن کا فساد	109
قادیانی قرآن کی تلاوت کا حکم	112
عقیدۂ ختمِ نبوت اور اجماعِ مسلسل (بیان بروز جمعہ)	116
ادارۂ جنگ فورم پر آنے سے انکار کیوں؟..... قادیانی جماعت کے نام کھلا خط (لندن) (قسط:1) کھلا خط بنام..... جناب محترم ڈاکٹر یحییٰ صاحب نمائندہ جماعت قادیان لندن آج بتاریخ 25 اکتوبر بعنوان آرٹیکل 260 قادیانیوں کا عقیدۂ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام	119
ادارۂ جنگ فورم پر آنے سے انکار کیوں؟..... قادیانی جماعت کے نام کھلا خط (لندن) (قسط:2) کھلا خط بنام..... جناب محترم ڈاکٹر یحییٰ صاحب نمائندہ جماعت قادیان لندن	121
ادارۂ جنگ فورم پر آنے سے انکار کیوں؟..... قادیانی جماعت کے نام کھلا خط (لندن) (قسط:3) کھلا خط بنام..... جناب محترم ڈاکٹر یحییٰ صاحب نمائندہ جماعت قادیان لندن	124
بھوپال کی مہارانی نے برطانیہ کے مسلمانوں کو تاریخی تحفہ کیا دیا تھا؟	128
دیوبند کا ایک مردِ قلندر اور اقبال مرحوم	131

NUBUWWAT ACADEMY LOND

علامہ اقبال مرحوم کا ایک طالب علمانہ انداز	132
عریضۂ اقبال بخدمت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ	133
کشمیر کے بتیس لاکھ مسلمان اور مفکرِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم	134
کیا حضرت علامہ اقبال مرحوم قادیانی تھے؟	136
قادیانی باغی گروپ	139
’’کلب یموت علی کلب‘‘ کا مصداق خود مرزا قادیانی ہے	143
اب آتے ہیں 52 کی طرف	144
مذہب کا لائسنس	146
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کی جالی کا پردہ کس نے ہٹایا؟	148
مبارک بادی کے سنہرے الفاظ میں خط کس کے لیے لکھا گیا؟ تحریکِ ختمِ نبوت 7 ستمبر 1974ء/ 19 شعبان 1394ھ	149
حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا خط	//
دل پارہ پارہ ..... مطالعۂ ختمِ نبوت	151
قادیانی زلزلہ	153
قادیانیت کا اخلاقی جال	154
زخمی دل، جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے	156
سوشل میڈیا پر ہونے والی موجودہ بحث	158
قبر کا تحفہ کس کو ملا؟	159
مقدمہ عوامی عدالت میں	161
قادیانیوں سے سماجی رابطے	163
منافع بخش ادارہ	164
بہشتی مقبرہ کی ابتدائی انوسٹمنٹ اور کاروبار میں برکت کی دعا	//

ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت	165
مرزا اور اس کے اہل وعیال کے لیے کوئی فیس نہیں	168
بہشت سے اخراج، چندہ ضبط	169
بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی وصیت نہ کرنے والا منافق	//
قادیانیت کو لگام دینے کے لیے بہترین سامانِ گرفت مہیا کر گئے!	170
قادیانیوں کا کیلگری ائیر پورٹ پر نفسیاتی حملہ ..... کینیڈا ڈائری	173
قادیانیوں کا ایک خطرناک پروپیگنڈہ!	175
شیطان کو قیامت تک کی ڈھیل	177
قادیانی میڈیا	180
لندن مناظرے سے فرار قادیانیوں کا اعترافِ شکست	188
ایک بھی دعا قبول نہ ہوئی	193
نتیجہ	194
مسلمانوں کے خلاف کون اکسا رہا ہے؟	196
شیطانی مردانہ طاقت کا استعمال؟!	197
سوروں کی پیدائش میں ..... مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی دلیل	200
مرزا قادیانی زندگی میں دجال، اور مر کر بھی دجال 26 مئی 1908ء مرزا قادیانی کے مرنے کا دن	201
مرزا قادیانی کے سر پر جوتوں کی بارش	203
تحریکِ ختمِ نبوت کے کارکنان کے لیے عظیم الشان خوشخبری اور نویدِ مسرت	204
قادیانیوں کا ایک اور نیا طریقۂ واردات	206
عاطف میاں قادیانی اور دنیا بھر میں جاری بحث	207
لندن کے پناہ گزین کی حالت	209

NUBUWWAT ACADEMY LOND

حقیقت میں لاہوری دگنے کافر ہیں	210
مرزا مسرور اور نیوزی لینڈ!!!	212
حسد کی وجہ سے ختمِ نبوت کا انکار	213
نیوزی لینڈ کی پارلیمنٹ کی تلاوت ..... قصرِ قادیانیت لرزہ براندام	214
مذہب سینسر کرنے والے لوگ	216
خلیفہ گیری	218
مرزا قادیانی پر کالی چادر	219
کسی کو کافر کہہ دینا	220
بھٹو خاندان.....آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی بھی بے وفائی نہیں کرے گا	221
قادیانی برطانوی رپورٹ پر تبصرہ	222
قادیانیت کا پرچار	226
جواب	//
قادیانی خلفاء کے ذریعے سے مرزائیوں کا Brain wash	//
حقیقت سے پردہ فاش	//
امت کے فکری و دینی انتشار کا حل ..... حاصلِ مطالعہ	229
قادیانی اور بہائی میں فرق	232
قادیانیوں اور بہائیوں کے اختلافات یہ ہیں	235
برطانیہ میں فکری جدوجہد	236
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بڑی پیشکش کا انکار کس نے کیا؟ مجاہدِ ختمِ نبوت یاسر رضوی کی یاد میں ہم بھی روتے ہیں	238
ابوجہل کی طرح رسوا ہونے والے کون؟	240
مطالعہ و خلاصہ ختمِ نبوت	241

NUBUWWAT ACADEMY LOND

دین کی دعوت	242
برطانیہ میں اسلام ..... تحقیقی رپورٹ	245
یاقوت ومرجان	248
قادیانی مسلمانوں سے کب اُلجھے؟	249
پوری دنیا ہماری دشمن..... کتبہ: خالد محمود، کراچی	251
مرزا قادیانی کی کتابیں اور مرزائیت کی مشکلات.....کتبہ: خالد محمود، کراچی	254
قراردادِ پاکستان اور ایک غلطی کا ازالہ ..... ڈاکٹر صفدر محمود صاحب	259
میرا پاکستان مرزائیوں کے احسان کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے کیا؟.....تحریر: محمد اکرم مرزا	261
قادیانی سالانہ بیعت کی اصل حقیقت.....محمد اکرم مرزا	265
چندہ وصیت..... از: شاہد کمال (سابق قادیانی)	266
پچھلی قوموں نے بھی انبیاء کو جھٹلایا..... از: شاہد کمال	267
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	//
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	//
مہدی کی یہ نشانیاں احادیث مستند سے پتہ چلتی ہیں	268
ایک سابق قادیانی کا قادیانیوں کے نام پیغام..... از: شاہد کمال (سابق قادیانی)	269
اعلانِ قبولِ اسلام..... از: شاہد کمال (سابق قادیانی)	270
احمدیت کو چھوڑنے کے بعد..... تحریر: شاہد کمال (سابق قادیانی) بحکم عالمی مبلغ ختمِ نبوت مولانا سہیل باوا (جاری کردہ: ختمِ نبوت اکیڈمی، لندن)	272
قادیانیت: پروپیگنڈا، دھوکہ اور سینسر شپ.... از: شاہد کمال (سابق قادیانی)	274
مجلس سلطان القلم پروٹوکول	//
مغربی یورپ کی سب سے بڑی عبادت گاہ..... تحریر: شاہد کمال لندن (سابق قادیانی) بحکم عالمی مبلغِ ختمِ نبوت مولانا سہیل باوا صاحب (جاری کردہ: ختمِ نبوت اکیڈمی، لندن)	275

NUBUWWAT ACADEMY LOND

مسجد کیا ہوتی ہے؟	275
''مرزا کے وقت کے ضائع شدہ مستند تراجم'' از: شاہد کمال (سابق قادیانی)	278
حق بات یقین پر چوٹ ضرور ڈالتی ہے.....قبولِ اسلام سے قبل میرے ذہن میں ابھرنے والے سوالات (ڈائری، بدھ، 20 اکتوبر 2004ء) از: شاہد کمال (سابق قادیانی)	279
''زکوٰۃ'' قادیانیت چھوڑنے کا سبب بنی..... از: شاہد کمال (سابق قادیانی)	280
''زکوٰۃ سے کوئی فرق نہیں پڑتا''	//
عکرمہ نجمی کا مرزائیت سے توبہ تائب ہونے کا اعلان..... ترجمہ: شیخ محمد یعقوب خالد حسین بلیاوی	282
احمدیت (مرزائیت) سے براءت کا اعلان	//
میری گزارشات	286
مجھے معاف کرنا! میں 30 سال تک تمہارے ساتھ ظلم کرتا رہا.....مترجم: محمد ارمان عتیق رحمانی (سلطنت عُمان) عکرمہ نجمی کا اپنے خالہ زاد بھائی حسن عودہ کے نام کھلا خط (جن کا ۳۰ سال قبل قادیانیت چھوڑنے کے باعث بائیکاٹ اور کردارکشی کی جاتی رہی)	288
والد کے مشن پر.....از مولانا اشتیاق زاہد (فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن، کراچی)	290
تحفظِ ختمِ نبوت کے خادم ہیں سہیل باوا......از سیدہ ارم	292

NUBUWWAT ACADEMY LOND

سورۃ الإخلاص

انتساب

میری پرورش صرف اور صرف تحفظ ختم نبوت کے ماحول میں ہوئی تھی، اس لیے بچپن سے اسی مشن کی دھن لگی رہی، طالب علمی کے زمانے میں اولیٰ سے رابعہ تک کلاس کے تبلیغی رفیقوں کی کوشش کے باوجود اُن کی گرفت سے باہر ہی رہا۔ ہمارے ساتھی مولوی حبیب قریشی صاحب جماعت میں نکالنے اور تشکیل اور ترغیب دینے کیلئے جن کی طرح چمٹے رہتے، آخر کار میں نے ان کے سامنے اپنا ارادہ اور وعدہ دے دیا کہ خامسہ کے سال آپکے ساتھ جماعت میں نکلوں گا، اس دوران مجھ میں ایک کمی تھی، جو اکثر ساتھی محسوس بھی کرتے اور طنز و مزاح بھی کرتے، کہ سہیل باوا جامعہ میں ہونے والی انجمن میں تقریر نہیں کرسکتا، مجھے بھی تھوڑی تھوڑی دل میں خلش محسوس ہوتی تھی۔

خامسہ کا سال شروع ہوتے ہی 24 گھنٹے کی ہر جمعرات کو جانے والی جماعت کے ساتھ تشکیل پر روانہ ہوجاتا، یہ میری زندگی کا باقاعدہ خلوصِ نیت کے ساتھ پہلا دینی سفر تھا، جسے اللہ تعالیٰ نے ایسا قبول کرلیا کہ پورا سال یہی ترتیب رہی، حتیٰ کہ بقرہ عید کی چھٹی بھی قربان کردی، اور دس دن کے لیے جماعت میں پھر تشکیل کرادی، جب میں گشت پہ نکلتا تھا، تو اتنی فکر اور دل سے دعوت دیتا کہ روزانہ کے جماعت کے ساتھی مجھے کہتے کہ آپ ایسے لگتے ہیں کہ سال لگائے ہوئے ہوں، یعنی جماعت میں سال لگایا ہے اور مجھے گھیرنے کی کوشش میں رہتے۔

ان دس دنوں میں سب سے پہلے نماز کے بعد کا اعلان اور پھر گشت کے آداب سیکھے، بیان کی تو نوبت نہیں آئی، پھر کیا تھا کہ یہ دس دن میرے لیے اتنے قیمتی اور کارگر ثابت ہوئے، کہ زبان بندی ختم کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ بنے، اب وہ تاریخی دس دن تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے پورے عالم کے لیے صدائے بازگشت بن چکے ہیں، اس موقع پر میں اپنے عزیز ساتھی مولوی حبیب قریشی صاحب اور مولوی حسن لغاری مرحوم کا شکریہ ادا کرنا فرض سمجھتا ہوں، جنہوں نے اولیٰ، ثانیہ، ثالثہ، رابعہ کے سال میں بھرپور ترغیب دی، جس کے نتیجہ میں اس ناکارہ انسان کو مبلغِ ختمِ نبوت بنادیا۔

دعا ہے کہ جو کچھ کام ہوا ہے اب تک اللہ رب العزت اس کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اور زندگی کے آخری لمحات تک اس کی رضامندی کے کاموں میں مشغول رکھے، آمین ثم آمین۔

مدرسے میں پڑھنے کے باوجود مجھے بچپن سے کرکٹ کھیلنے کا بے حد شوق تھا، لیکن والد صاحب کی سختی اس بابت بہت زیادہ تھی، چونکہ قرآن کریم کا حفظ کا سلسلہ بھی جاری تھا، راقم اکثر بے بس ہو کر رو پڑتا، اپنے محلے طارق روڈ کی گلیوں سے لے کر شہر بھر کی ٹیموں کے ساتھ مسابقہ ہوتا رہا، پھر ایک وقت آیا، کراچی زون اور بعد ازاں مدرسے کی چھٹیوں کے دوران حیدر آباد، نواب شاہ، لاہور، اسلام آباد تک معرکے میں حصہ لیتے رہے۔

بعض دوست کہتے تھے کہ تُو یا تو مولوی بنے گا یا پھر کرکٹر، دوستوں کے والدین اکثر مجھے مولوی کہہ کر پکارتے تھے، چونکہ میرا حلیہ مولوی والا ہی ہوتا تھا، حتیٰ کے ہمارے محلے کے اکثر لوگ تعجب کرتے تھے کہ تم اپنی شلوار ٹخنوں سے خود اوپر رکھتے ہو یا پھر ابو کہتے ہیں؟ راقم جواب دیتا کہ نہیں میں خود اوپر پہنتا ہوں۔

یہ تھے احوال کچھ بچپن کے ایک شوق کے، جو کہ راقم کے قلم کی قے ہی سمجھ لیجئے، جب اعدادیہ سالِ اول میں داخلہ ملا تو طلبہ میں بھی کرکٹ کی باتیں سننے کو ملیں، بلکہ بعد از عصر طلبہ خوب میدان مارتے، اس ضمن میں ایک واقعہ پیشِ خدمت ہے، طلبہ کو دوپہر میں قیلولہ کے علاوہ کبھی کسی اور کام کی اجازت نہ ہوتی تھی، یہ عام قانون تھا، اور اس کی نگرانی بھی ہوتی تھی۔

راقم ایک بار قیلولہ کے وقت میں اعدادیہ اور اولیٰ کے مابین میچ کھیلتے ہوئے اپنے پیارے استاذ مفتی عبدالسمیع شہید رحمۃ اللہ علیہ کی افریقی دارالاقامہ سے براہِ راست نظروں کی گرفت میں آ گیا، باقی طلبہ تو بچ نکلے، ٹیم کے کپتان، راقم اور اولیٰ کے طالب علم سجاد سزا کے مستحق ٹھہرے، جامعہ کی سب سے بڑی سزا مدرسے سے اخراج یا پھر سر کے سارے بال منڈوانا، اف اللہ!! مر گئے۔

ہمارے زمانے میں سر پر سیاہ رنگ کی ٹوپی پہننے کی بھی اجازت نہیں تھی، بڑے بال تو دور کی بات، مجھے بڑے بال کا بچپن سے شوق تھا، بس کبھی زندگی میں گنجا نہیں ہوا تھا، جامعہ اگر آپ نے دیکھا ہو تو! ہمارے زمانے میں ایک طرف چائے کی کینٹین، دوسری طرف مطبخ و مطعم اور قدیمی دارالاقامہ تھا، اور درمیان میں ایک مقام جہاں حلاق اور قصائی آمنے سامنے پائے جاتے تھے۔

ایک طرف جانور قصائی کے ہاتھوں میں طلبہ کے لیے قربان ہوتے نظر آتے، اور دوسری طرف حلاق کے ہاتھوں ہم جیسے سزا یافتہ طلبہ کے تکبر اور شیخی کے خون کا منظر پیش ہوتا۔

الحمد للہ یہ زندگی کا پہلا اُسترا سر پر نہیں، دل پر ایسا چلا کہ کبھی ایسی غلطی کرنے کی ہمت نہ ہوئی، اس لحاظ سے راقم کی فکری، ذہنی، تعلیمی و تحریکی تربیت میں وافر حصہ میرے استاذی و مفتی حضرت مولانا عبدالسمیع شہید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔

اس بنا پر میں اس کتاب کو اپنے استاذِ محترم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بطور صدقۂ جاریہ پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں قبول و منظور فرمائے اور میرے استاذِ محترم رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو بلند فرمائے، آمین ثم آمین۔

باوا خاندان

ازقلم: جمیل فاروقی، اسلام آباد

1990ء میں جب ہم کراچی گئے اور جامعہ بنوری ٹاؤن میں پڑھنے کے لیے داخلہ لیا، تو مفتی جمیل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی عبدالسمیع شہید رحمۃ اللہ علیہ کی مجالس میں ایک وضعدار اور سنجیدہ فکر شخصیت کو اکثر دیکھتے تھے، مجلس میں یہ شخص تشریف لاتے تو مفتی عبدالسمیع شہید رحمۃ اللہ علیہ مجھے چائے لانے کا حکم دیتے اور جب یہ کہتے کہ ''باباجی'' کے لیے اچھی چائے بنا کر لاؤ، میں سامنے جوان شخصیت کو دیکھ کر ''باباجی'' کے لفظ پر حیران ہوتا، کافی دن بعد عقدہ کھلا کہ وہ ''باباجی'' نہیں، بلکہ باواجی کہتے تھے، جی ہاں! یہ شخصیت عالمی مبلغِ ختمِ نبوت مولانا عبدالرحمٰن باوا حفظہ اللہ تھے۔

''باوا''، میمن برادری کی ایک سب کاسٹ ہے، یہ باوا فیملی سے ہمارا پہلا تعارف تھا، بعد ازاں تو کئی عقدے کھلتے چلے گئے، اور خاندان کے ہر فرد سے تعارف ہوتا چلا گیا، مولانا عبدالرحمٰن باوا حفظہ اللہ کو ہم نے اپنی طالب علمانہ زندگی میں ایک آئیڈیل اور طلباء کا ہمدرد شخص پایا، گو وہ تو ہر خاص وعام کے لیے دردِ دل رکھنے والے محبوب شخص تھے، اور تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے عالمی سطح پر ان کی خدمات کے تو سب ہی معترف ہیں، جامعہ بنوری ٹاؤن محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں عالمِ اسلام کی امیدوں کا مرکز اور تمام دینی تحریکوں کا منبع رہا ہے۔

مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ٹیم میں مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، مفتی جمیل خان شہید رحمۃ اللہ علیہ، مفتی عبدالسمیع شہید رحمۃ اللہ علیہ، مفتی نظام الدین شامزی شہید رحمۃ اللہ علیہ، مولانا عبدالرحمٰن باوا حفظہ اللہ، ہراول دستہ ہوا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ اُن کی مساعی جمیلہ کو قبول ومنظور فرمائے، آمدم برسرِ مطلب کہ زمانۂ طالب علمی میں ہمیں مولانا عبدالرحمٰن باوا حفظہ اللہ کے صاحبزادے سہیل باوا حفظہ اللہ کی رفاقت نصیب ہوئی، جو 1990ء سے آج تک قائم ہے اور اس میں روزافزوں اضافہ ہی ہوا ہے، الحمدللہ! مولانا سہیل باوا حفظہ اللہ سے رفاقت اور ربط کا تسلسل ''الحب للہ'' کی بنیاد پر ہے، ہمارے باواجی زمانۂ طالب علمی سے ہی ایثار ووفا کے مرقع، فعال شخصیت اور تحریکِ ختمِ نبوت کے مجاہد ہیں، مولانا سہیل باوا حفظہ اللہ نے اپنے والد محترم کی طرح ختمِ نبوت کے کارِ عظیم کو حرزِ جاں بنایا ہے، لندن

میں ختمِ نبوت اکیڈمی، اسلامک سینٹر اور عظیم لائبریری قائم کر کے مسلمانوں کی صحیح رہنمائی اور فرقِ باطلہ کی سرکوبی میں کردار ادا کر رہے ہیں، قادیانیت کے تعاقب میں جو کردار مولانا عبدالرحمٰن باوا حفظہ اللہ اور مولانا سہیل باوا دو شخصیات نے ادا کیا ہے، شاید ایک جماعت بھی ایسا نہ کر سکے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

میں سن 2000ء کی اس دوپہر کو کبھی نہیں بھول سکتا جب مولانا سہیل باوا گلشن اقبال کراچی میرے دفتر ہفت روزہ 'الہلال' تشریف لائے اور روتے ہوئے کہا کہ:

''مولوی جمیل! انڈونیشیا قادیانیوں کے ہاتھوں میں جا رہا ہے اور کسی کو خبر ہی نہیں۔''

باوا جی نے قادیانیوں کا میگزین 'الفضل' نکال کر دکھایا، جس میں رپورٹ تھی کہ ''اگلے دس سال میں انڈونیشیا کا سرکاری مذہب احمدی ہوگا۔'' جب یہ پوری رپورٹ احقر نے باحوالہ ہفت روزہ الہلال میں شائع کی اور مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال کی تو وہ تڑپ اُٹھے، چنیوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان تمام دستاویزات اور امامِ حرم شیخ سبیل کو ساتھ لے کر انڈونیشیا کے صدر کے پاس جا پہنچے، انڈونیشیا کی حکومت کے ساتھ مل کر دو ماہ میں قادیانیوں کے تمام مراکز بند کرا دیئے، فللّٰہ الحمد۔ مولانا چنیوٹی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر مولانا سہیل باوا، ادارہ الہلال اور جملہ احباب کو بہت دعاؤں سے نوازا، ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سہیل باوا کی فکر تھی کہ اللہ نے اتنا بڑا کام ان کے ذریعے سے کرا دیا۔ ہمارے محبوب دوست مولانا سہیل باوا صاحب ایک صدا بہار اور باغ و بہار شخصیت ہیں، وہ آج کل لندن میں ''امن کانفرنس'' کی تیاری کر رہے ہیں، اس سلسلے میں ہم سے بھی رابطے میں ہیں، ہمارے ایک اور دوست بھائی عمران صدیقی (میڈیا ڈائریکٹر وزارتِ مذہبی امور پاکستان) ان دنوں لندن میں ہیں، وہ بھی اس کانفرنس کی کامیابی کے لیے مشاورت کے عمل میں اُن کے ساتھ شریک ہیں، اس سلسلے میں ختمِ نبوت اکیڈمی لندن میں آج ایک اہم میٹنگ بھی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ مولانا سہیل باوا سمیت جملہ احباب کے ساتھ عافیت والا معاملہ فرمائے، اللہ تعالیٰ ہم سب سے دین کا غیر معمولی کام لے لے، آمین۔

ایک تعارف

اورنگزیب اعوان صاحب

مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، سفیرِ ختمِ نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور شاہینِ ختمِ نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا کی بین الاقوامی خدماتِ ختمِ نبوت کا تسلسل مولانا سہیل باوا ہیں، تحفظِ ختمِ نبوت کی مبارک جدوجہد میں آپ کے والدِ گرامی قدر جناب عبدالرحمٰن یعقوب باوا صاحب حفظہ اللہ کی خدمات اظہر من الشّمس ہیں، انہی کے خوابوں کی تعبیر مولانا سہیل باوا ہیں، اس خاندان کی سنہری خدمات ہماری تاریخ کا حصہ ہیں، یہ خدمات جہاں قابلِ تعریف ہیں' وہاں لائقِ تقلید بھی، خاندان کا ہر فرد مجاہدِ ختمِ نبوت ہے، اس خانوادہ کی پہچان تحفظِ ختمِ نبوت کی مبارک جدوجہد ہے۔

مولانا سہیل باوا سے ہماری پہلی ملاقات اس وقت ہوئی جب وہ اپنے محلہ کی کرکٹ ٹیم کے ساتھ اسلام آباد آئے تھے، تب وہ نوخیز تھے، دبلا پتلا نوجوان 1994ء میں بھی اتنا ہی متحرک، تیز اور ذہین تھا، جتنا کہ آج ہے، میں اس موقع پر چناب نگر مدرسہ تحفظِ ختمِ نبوت میں تھا کہ مخدومِ گرامی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب حفظہ اللہ نے ان کے استقبال اور خاطر مدارت کے لیے مجھے اسلام آباد پہنچنے کا حکم صادر فرمایا، تب سے اب تک مولانا سہیل باوا سے برابر رابطہ ہے۔

گزشتہ روز انہوں نے اپنی درج ذیل کتابیں بھجوائیں:

1: مقالاتِ حیاتِ مسیح علیہ السلام، 2 : گڈ اور بیڈ پروپیگنڈہ کرنے والا طبقہ، 3: سالنامہ ختمِ نبوت رنگون

4: فلسطین کی ڈائری-سفرنامہ، 5 : مولانا عبدالماجد دریابادی پر تکفیر کے معاملہ میں جرح

6: قادیانی غلبہ 2023ء قلم و قرطاس کی عدالت میں، اللہ تعالیٰ جزاءِ خیر عطا فرمائیں انہیں کہ اس ناچیز کو برابر یاد رکھتے ہیں۔

مولانا سہیل باوا ہمارا فخر ہیں کہ انتہائی کم عمری میں ساری دنیا گھوم چکے ہیں، جہاں بھی گئے ختمِ نبوت کا پرچم لہرایا، یہ مقدس جدوجہد ہی ان کا تعارف اور پہچان ہے، پوری دنیا میں ان کی پہچان ختمِ نبوت کی وجہ سے ہے، لندن میں اُن کی ختم نبوت اکیڈمی ایک بین الاقوامی مرکز ہے، جہاں دنیا بھر کے اسلامی تحریکی رہنما تشریف لاتے ہیں، اور جہاں سے پوری دنیا میں ختمِ نبوت کے کام کو منظم و مربوط کیا جاتا ہے۔

مولانا سہیل باوا ختمِ نبوت کی بین الاقوامی شخصیت ہیں، اللہ تعالیٰ نے جو مرتبہ و مقام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ، مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ کو عطا فرمایا ہے، آج کے دور میں نوجوان علماء کرام میں وہی مرتبہ و مقام مولانا سہیل باوا کو نصیب ہوا ہے، ان کی جدوجہد اور قربانیاں ہمارے نوجوانوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ اُن کی جدوجہد کو شرفِ قبولیت نصیب فرمائیں اور ذریعۂ نجات بنائیں، آمین۔

ختم نبوت: اسلام کا بنیادی اور اجماعی عقیدہ

عبدالرحمٰن باوا، عالمی مبلغ ختمِ نبوت، لندن

7 ستمبر 1974ء اسلامی جمہوریہ پاکستان کے لیے ایک یادگار اور تاریخی دن ہے کہ اس دن پاکستان کی قومی اسمبلی نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے آئین میں ترمیم کر کے مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام ماننے والوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلان کیا تھا۔ پھر 1984ء میں ایک قادیانی آرڈیننس مجریہ 1984ء کا نفاذ ہوا، جس کے ذریعہ قادیانیوں کے اسلامی اصطلاحات کے استعمال اور اُن کی دیگر غیر اسلامی سرگرمیوں پر پابندی لگا دی گئی۔

عقیدۂ ختم نبوت، اسلام کا بنیادی اور اجماعی عقیدہ ہے اور ہمارے ایمان کا حصہ ہے، چودہ سو سال سے اُمت کا متفقہ فیصلہ چلا آرہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا دعویٰ کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے، مرزا غلام احمد قادیانی نے چونکہ نبوت، رسالت اور محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اس لیے دنیا بھر کے علمائے کرام نے اُسے اور اس کے ماننے والوں کو غیر مسلم ہونے کا فتویٰ جاری کیا تھا۔

خود قادیانیوں کے نزدیک بھی دنیا بھر کے تمام تقریباً ڈیڑھ ارب مسلمان کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں، قادیانی مسلمانوں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے، ان کے ساتھ رشتہ ناطہ حرام قرار دیا گیا ہے، حتیٰ کہ مسلمانوں کا چھوٹا بچہ بھی مر جائے تو وہ اس کا نمازِ جنازہ نہیں پڑھتے، اسی لیے پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان نے قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی۔

قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سب سے پہلے مفکرِ پاکستان حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے متحدہ ہندوستان میں حکومتِ وقت سے کیا تھا۔ (دیکھئے: حرفِ اقبال)

قادیانی اور مسلمان دو الگ جماعتیں ہیں، الگ الگ مذہب ہیں، دونوں کا وجود ایک نہیں، ویسے بھی مذاہب عالم کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ جب کبھی بھی کوئی شخص نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو حق و باطل سے قطع نظر جو لوگ اس وقت موجود ہوں گے وہ فوراً ماننے اور نہ ماننے والوں یعنی دو گروہوں میں تقسیم ہوجائیں گے، ان دو گروہوں کو کبھی بھی ہم مذہب قرار نہیں دیا جاسکتا۔

موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے یہودی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے عیسائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ماننے والے مسلمان کہلائے، اسی اصول کے تحت جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت ورسالت کا دعویٰ کیا تو جن لوگوں نے اسے نہیں مانا تو وہ مسلمان رہے اور جن لوگوں نے اسے مان لیا وہ کیوں کر مسلمان کہلا سکتے ہیں؟ انصاف کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ اپنی الگ ''شناخت'' قائم کر لیتے، جیسا کہ بہائیوں نے اپنی شناخت قائم کی ہے، وہ تمام نبیوں بشمول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی مانتے ہیں، لیکن انہوں نے بہاء اللہ کو نبی مانا ہے۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان اصل تنازعہ ہی ''شناخت'' کا مسئلہ ہے، دنیوی معاملات میں بھی یہی اصول کارفرما ہے، اگر ایک فرم (کمپنی) سوسال سے ایک ٹریڈ مارک، ایک لوگو، ایک نام سے کام کر رہی ہے، اس کا ایک ٹریڈ مارک اور لوگو ہے، اس کمپنی سے چند لوگوں نے الگ ہوکر ایک نئی کمپنی بنالی ہے تو کیا یہ نئی کمپنی، پرانی کمپنی کا نام استعمال کرنے کا حق رکھتی ہے؟ لوگو، ٹریڈ مارک استعمال کرسکتی ہے؟ قانون کیا کہتا ہے؟

پولیس کی وردی، بیج، فوجی کی وردی، بیج کو غیر پولیس والا، غیر فوجی استعمال کرسکتا ہے؟ اگر غیر پولیس والا، پولیس کی وردی پہن کر لوگوں کو کہتا پھرے کہ ''میں پولیس مین'' ہوں تو اس کے ساتھ قانون کیا سلوک کرے گا؟ اسی طرح جب قادیانیوں نے اپنا ایک نیا نبی بنالیا تو اسے چاہیے کہ وہ بہائیوں کی طرح ''اسلام'' سے الگ ایک نئے نام سے کام کریں، تاکہ لوگوں میں غلط فہمی نہ ہو، اگر قادیانی بھی اسی اصول کے تحت اپنی الگ شناخت قائم کر لیتے ہیں تو مسلمان اور قادیانی جماعت کے درمیان تنازعہ ختم ہوسکتا ہے۔

بہرحال 7 ستمبر 1974ء کو مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا، لیکن قادیانی جماعت پاکستان کی آئینی ترمیم کو تسلیم کرنے سے انکار ہی نہیں کر رہی، بلکہ انٹرنیشنل فورم پر پاکستان کو بدنام کر رہی ہے، لابنگ کر رہی ہے اور ان کی جانب سے یہ کہا جارہا ہے کہ ان کو جو غیر مسلم قرار دیا گیا یہ سعودی عرب کے فرمانروا شاہ فیصل مرحوم رحمۃ اللہ علیہ کے دباؤ پر کیا گیا اور یہ کہ ان کے خلاف کیے گئے فیصلے انسانی حقوق کی خلاف ورزی ہیں، اسے سراسر ظلم قرار دیا جارہا ہے، وغیرہ، وغیرہ۔

اس سلسلے میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ 1974ء کی آئینی ترمیم جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا، وہ ایک منتخب قومی اسمبلی نے کی اور تمام رکن اسمبلی پاکستان کے عوام کے منتخب نمائندے تھے، کسی بھی رکن نے اس سے اختلاف نہیں کیا، گویا یہ ایک جمہوری فیصلہ تھا، مغربی ممالک نیز انسانی حقوق کی تنظیم بھی جمہوری نظام کو تسلیم کرتی ہے، تو پھر اس جمہوری فیصلے پر تنقید ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

دوم: یہ کہ اس فیصلے سے قبل خود قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا ناصر اور اس کی پوری ٹیم اور لاہوری جماعت کے سربراہ اور اس کی ٹیم کو اسمبلی میں آکر اپنا موقف تحریری اور زبانی پیش کرنے اور تقریباً 13 دن بحث کا موقع دیا گیا، اور انہوں نے تحریری اور زبانی دونوں طریقوں سے اپنا مفصل بیان ریکارڈ کرایا، پھر اس کے بعد فیصلہ کیا گیا۔

جب قادیانیوں کی دونوں پارٹیاں قومی اسمبلی میں حاضر ہوئیں تو اس کا یہ مطلب ہے کہ دونوں نے پاکستان کی قومی اسمبلی کی حیثیت کو تسلیم کرلیا، اس کے علاوہ قادیانی جماعت نے فیڈرل شریعہ کورٹ میں چیلنج کیا تھا اور فیڈرل شریعت کورٹ نے دلائل سن کر قادیانی آرڈیننس 1984ء کو برقرار رکھا۔

قومی اسمبلی اور شرعی عدالت کے فیصلے کے بعد اُسے ظلم قرار دینا یا متنازعہ قرار دینا ناانصافی ہے، جہاں تک شاہ فیصل مرحوم کے دباؤ کا تعلق ہے تو قرآنی حکم ہے کہ کسی غیر مسلم کو حدودِ حرم میں داخل نہ ہونے دیا جائے تو خادم الحرمین الشریفین ہونے کی حیثیت سے ان کا حق ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مسلم ہونے کی بنا پر روکیں۔

قادیانیوں کو جو پاکستان میں غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا تھا، اس میں خود اُن کا طرزِ عمل اور رویہ بھی شامل ہے۔ 1953ء میں تحریک ختم نبوت چلی تھی، وہ قادیانی ریشہ دوانیوں کے نتیجہ اور وزارتِ خارجہ جیسے اہم منصب پر چوہدری ظفر اللہ خان کا فائز ہوکر جہانگیر پارک کراچی میں جارحانہ اور اشتعال انگیز بیان دینا، پھر 29 مئی 1974ء کو چناب نگر (سابقہ ربوہ) ریلوے اسٹیشن پر مسلم طلباء کو تشدد کا نشانہ بنانا، یہ واقعات ایسے ہیں جس کا شدید ردِعمل ہوا اور جس کے نتیجے میں 1974ء میں تحریکِ ختمِ نبوت چلی اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔

قادیانی جماعت کو چاہیے کہ وہ ٹھنڈے دل سے اپنے طرزِ عمل پر غور کرے اور اپنے رویہ میں تبدیلی کرے اور پاکستان کے آئین وقانون کا احترام کرے۔

نبی کریم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایسی تربیت فرمائی کہ وہ جہاں پہنچے، وہاں اخلاق کا بازار گرم ہوگیا، صحابہ جب صحابہ نہیں تھے تو ان کے سایہ سے انسانیت ڈرتی تھی، مگر جب وہ حضور اقدس ﷺ کے فیضِ صحبت سے منور اور روشن ضمیر ہوکر نکلے تو جس بستی میں انہوں نے قیام کیا، وہاں کے باشندوں کے دلوں میں، ان کے بازاروں، ان گھروں میں، ان کے کھیتوں میں اور باغات میں رونق آگئی۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس مقام سے چلے ہیں تو وہاں کے لوگوں نے ان کی آستینیں پکڑ پکڑ یہ کہا کہ اللہ کی قسم! تمہارے وجود سے ہماری زندگیوں میں برکت تھی اور گھروں میں برکت تھی، تمہارے چلے جانے سے زندگیاں ویران ہوجائیں گی، تمہاری آمد ہزاروں رونقوں کا باعث تھی اور تمہارا جانا ہزاروں حسرتوں کا باعث ہوگا۔

دھوکے کالائسنس

مرزائیت بعض مخصوص عقائدوعزائم کی ایک ایسی کلٹ مافیا اور گروہ ہے، جوطرح طرح کی ابلہ فریبوں کے بل پر آج تک قائم ہے، مرزائیت کے پیروکار زمین بھرے مسلمانوں کودائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، دینی امور میں ان سے الگ تھلگ رہنا اپنے مذہبی عقیدے کی بنا پر لازمی تصور کرتے ہیں، مسلمانوں کی نمازوں میں اوران کی نمازِ جنازہ میں بھی شرکت نہیں کرتے، اسلام کے بنیادی ارکان وعقائد میں بھی مسلمانوں کے ہم نوانہیں ہیں، حج بیت اللہ پر قادیان کے سالانہ اجتماع کوترجیح دیتے ہیں، اوراگر قادیان بھی نہ رہے تو پھر کہیں اوراپنا موبائل حج بنانے کے چکر میں ہیں۔

اپنے آپ کومسلمانوں سے یکسرالگ قوم مانتے ہیں، لیکن دنیا کومسلمان باورکرانے کی کوشش میں ہیں، سادہ انسانوں کودھوکہ دینے کے لیے موقع دیکھ کراپنے آپ کومسلمانوں کی مختلف مکاتب فکر پر مشتمل جماعتوں اورفرقوں یا صلحائے امت میں سے کسی کے ساتھ اپنی نسبت ظاہر کرنے والی جماعتوں میں سے ایک فرقہ یا جماعت ظاہر کرنے لگتے ہیں۔

جوسادہ لوح مسلمان مرزائیت کی خطرناکیوں سے آگاہ نہیں، ان کو یہ کہہ کردھوکہ دیتے ہیں کہ احمدی بھی سنی، حنبلی، مالکی، شافعی، حنفی مسلک اورامت مسلمہ کےفرقوں میں سے ایک فرقہ ہیں، یا پھرصوفیائے کرام کے کسی ایک طریق اورسلوک نقشبندی، قادری، سہروردی، چشتی، صابری، نظامی کی طرح ایک امام یا مجدد کے پیروکار ہیں جومرزا قادیانی سے بیعت کرنے کی بنا پر احمدی پکارے جاتے ہیں۔

مرزائیت کے پیروکار جہاں بھی رہتے ہیں، حکومتِ وقت کی وفاداری کا خوب دم بھرتے ہیں، لیکن اپنے پیشوا کوخلیفہ اور امیرالمؤمنین قراردے کرکسی قدرظاہراورکسی قدرخفیہ طور پرایک متوازی حکومت کامکمل نظام رکھتے ہیں، اور یہ بھی یادرکھیں کہ مرزائی جس ملک میں رہتے ہیں، اس حکومت کے وفادارکم اوراپنے امیرالمؤمنین کے اطاعت گزارزیادہ ہوتے ہیں، جوان کا صرف مذہبی پیشوا ہی نہیں ہوتا، بلکہ وہ سیاسی امیربھی ہوتا ہے۔

مرزائیت کے پیروکار مسلمانوں کوکافربھی اوراُن کے اسلام کومردہ قراردیتے ہیں، اورانہی کی دینی اورقومی اصطلاحات کا بلاتکلف استعمال کرتے نظرآرہے ہیں، مرزا قادیانی کواللہ کا بھیجا ہوا نبی اوررسول اورتمام انبیائے کرام علیہم السلام، صلحائے امت، اہل

بیت اطہار رضی اللہ عنہم، صحابہ رضی اللہ عنہم پر ہر طرح کی فضیلت رکھنے والا سمجھتے ہیں، لیکن بڑی ہی مکاری کے ساتھ کفر اور بے دینی کے حکم سے بچنے کے لیے یا لوگوں کو مبتلائے فریب کرنے کے لیے ظل و بروز، صوفیائے کرام کے سلوک کی اصطلاحوں کا بھی سہارا لینے لگتے ہیں۔

غرض مرزائیت دینی اور سیاسی اعتبار سے دجل و تلبیس کے رنگ برنگے پردوں کا ایک تماشہ ہے، جو مسلمانوں کو دینی سیاسی حیثیت سے نقصان پہنچانے کے غرض سے دکھایا جارہا ہے، مرزائیت کی ہر بات اور ہر حرکت جھوٹ اور دھوکہ اور منافقت پر مبنی ہے، مسلمانوں کے ساتھ ان کے حال کی کیفیت، مذہبی و سیاسی حیثیت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں منافقوں کا پردہ چاک کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

مرزائیت دھوکے کا ایک کھیل ہے جو مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور انہیں فریب دینے کی غرض سے کھیلا جارہا ہے، بہت ہی مزے کی بات تو یہ ہے کہ قادیانیت کے متعدد چہرے اور بہت سی زبانیں ہیں، جن میں سے کبھی ایک کو کبھی دوسرے کو مرزائیت کے پیروکار بڑی آسانی سے دنیا کے سامنے پیش کردیتے ہیں۔

قادیانی گروہ ہر زاویہ سے اپنے آپ کو دوسری ملتوں سے الگ نئی ملت خیال کرتے ہیں، لیکن مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے اور خود کو مسلمان ظاہر کر کے دنیوی فائدہ حاصل کرنے کے لیے وہ اپنے کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ یا ایک جماعت اور بلا شرکت غیر حقیقی اسلام باور کرانے لگتے ہیں۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزائی اپنے عقائد کی رو سے اپنے آپ کو مسلمانوں سے جداگانہ ملت سمجھ رہے ہیں، اور اسی بنیادی عقیدہ کی بنا پر اپنے مذہبی اور سیاسی سسٹم بنا رہے ہیں، خود ان کے دعووں اور تحریروں سے بھی ظاہر ہے۔

قارئین کے لیے چند حوالہ جات پیش خدمت ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفاتِ مسیح یا اور چند مسائل میں ہے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔“ (خطبۂ جمعہ مرزا محمود، الفضل قادیان، 30 جولائی 1931ء، ج:19، نمبر:13)

”ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کچھ کر سکے۔“

(انوارِ خلافت، انوار العلوم، ج:3، ص:148)

”غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے

روکا گیا۔اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں؟ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں: ایک دینی اور دوسرا دنیوی۔دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناطہ ہے۔سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیئے گئے...غرض ہر طریق سے ہم کو حضرت مسیح موعود نے غیروں سے الگ کیا ہے۔'' (کلمۃ الفصل،ص:169م،صنفہ بشیر احمد قادیانی)

مسلمانوں کا اعتراض اس بات پر نہیں کہ مرزائی اپنے آپ کو کیوں مسلمانوں سے علیحدہ ملت سمجھ رہے ہیں؟ ان کا یہ اعتقاد اُن کو مبارک ہو اور ہم جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد کسی نئے مدعی نبوت کے دعویٰ پر ایمان رکھنے والے لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے،لیکن ہمیں اس پر دکھ ہے کہ یہ لوگ پوری دنیا کو دھوکا دینے کے لیے اپنے آپ کو اُمتِ مسلمہ کا ایک فرقہ یا مسلمانوں کی ایک جماعت کیوں ظاہر کرنے لگتے ہیں؟ اور اُمتِ مسلمہ کے آغوش میں پناہ لینے کی کیوں کوشش کرتے ہیں؟ اور اُمتِ مسلمہ کی پناہ میں آنے کے بعد عقرب کی دُم کی طرح اس اُمت پر نیش زنی کیوں جاری رکھتے ہیں؟ اپنے آپ کو مسلمانوں کی جماعت کا ایک حصہ ظاہر کرنا منافقت اور عیاری نہیں تو اور کیا ہے؟

مرزائیت کا سارا لٹریچر منافرت انگیزی سے بھرا پڑا ہوا ہے، اور ہم بار بار مرزائیوں کے بدزبان متنبی کی تحریروں اور ان غلاظتوں کی نمائش نہیں کرنا چاہتے،لیکن یہ بات ضرور یاد رکھیں کہ جس مذہب کی بنیادیں ہی منافرت ومنافقت کے جذبے کی خشت وگل سے استوار کی گئی ہو،اس کا مسلمانوں میں مسلمانوں کی تکفیر کر کے طفیلی بن کر رہنا کس قدر بے شرمی کی بات ہے۔

اگر یہ لوگ مرزا قادیانی کی نبوت پر عقیدہ رکھتے ہوئے مسلمانوں سے الگ ایک مذہب بن کر رہنا چاہتے ہیں تو انہیں صاف طور پر اس خواہش کا اعلان کر دینا چاہیے، تاکہ مسلمان مزید دھوکے میں نہ پڑے، اگر وہ مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ یا جماعت بن کر رہنے کے خواہاں ہیں تو اس میں کیا شرم کی بات ہے؟ بس اپنے عقائدِ باطلہ سے دست برداری کا کھلم کھلا اعلان کر دیں، جن کی وجہ سے انہیں مسلمان کہلانے کی خاطر بار بار طرح طرح کی تاویلیں کرنی پڑتی ہیں۔

قرآن کی عریاں تحریف کرنے والا طبقہ

جب کوئی گروہ قرآن کے صراطِ مستقیم سے عمداً وعملاً انحراف کرتا ہے تو رُسوائی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔

مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں نے قرآن کریم کی عریاں تحریف پر صرف قناعت نہیں کی، بلکہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس خطاب اور لقب پر بھی چھاپہ مارا ہے، ان لوگوں کو محکمات کو متشابہات اور متشابہات کو محکمات بنا کر قرآن کریم کی روح کو مجروح کرنے کی چاٹ پڑ گئی ہے۔

آج راقم قارئین کو ایک گھناؤنے فتنے کے فتیلہ سوز اس کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے۔

ایک مرزائی سے سوشل میڈیا پر ایک طویل مراسلت میں ایک سوال کیا کہ قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ مبارک کتنی بار آیا ہے؟

جواب: ''چار دفعہ- ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ۔''
(سورۃ الفتح:۲۹)

تبصرہ: جواب میں صرف چار کہا ہے، کیونکہ سورۃ الصّف کی ساتویں آیت کو مجرمانہ طور پر نظر انداز کر دیا، وہ آیت یہ ہے، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیش گوئی کی تھی:

''إِنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ إِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّأْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ أَحْمَدُ۔'' (سورۃ الصّف:٦)

اس آیت میں احمد سے مراد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، لیکن منکرین کے سربراہ ثانی نے اپنی دیوارِ گریہ کو سہارا دینے کے لیے اس کو اپنے باپ مرزا غلام احمد پر چسپاں کر دیا، اور یہ اب تک اس منکر گروہ کا عقیدہ ہے، ایک عامی بھی جانتا ہے کہ احمد سے کسی بھی طرح غلام احمد مراد نہیں ہو سکتا، ہاں! افترا کے لیے ہر دروازہ کھلا ہے۔

ایک سوال اور بھی کیا گیا کہ:

قرآن کریم میں جن جن انبیاء علیہم السلام کے اسماء کا ذکر ہے، بیان کریں؟

جواب: ''حضرت آدم علیہ السلام سے فہرست شروع کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک کے بعد لکھا ہے: حضرت احمد علیہ السلام (اس سے ان کی مراد مرزا غلام احمد ہے)۔''

منکرین ختم نبوت مرزا غلام احمد کو حضرت احمد علیہ السلام تسلیم کرتے ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ قرآن کریم میں درج ہے-العیاذ باللہ-دراصل یہ قرآن کریم میں اضافہ کی ابلیسی جسارت ہے۔

اصل میں یہ افتراء مذکورہ بالا آیت سے تراشا گیا ہے، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ''مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ'' کہہ کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارک کی بشارت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے دی تھی، جس سے اظہر من الشمس ہے کہ یہ لوگ ''غلام احمد'' کو احمد تسلیم کر کے نہ صرف انبیاء کرام علیہم السلام کی صف میں کھڑا کرتے ہیں، بلکہ اس کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام پر کھڑا کرتے ہیں، بلکہ ایک لحاظ سے اس کو افضل قرار دینے کی ملعون کوشش کرتے ہیں کہ اس کے نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے۔

اسی وجہ سے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا کہ: اس طرح تو مرزا غلام احمد اپنے مریدوں کے نزدیک خاتم النبیین ہوا، العیاذ باللہ-خشیۃ اللہ بالائے طاق رکھ کر اُمتِ محمدیہ کو کافر قرار دیتے ہیں۔

اسی طرح ان کا عیارانہ انداز ہے کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ''غلامی'' سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق بنا، فحش اور فاش الفاظِ ضلالت ہیں۔

احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس نام کو غصب کرنا' اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چیلنج کرنا ہے، ایسے آدمی کو غلام احمد کہنا ایسی ہی بات ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کے بے باک منکر کو ''غلام اللہ'' کہا جائے۔

کہاں حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور کہاں مرزا قادیانی کذاب؟!

چہ نسبت خاک را بعالم پاک

حفاظتِ قرآن

قرآن کریم کی حفاظت سے متعلق کچھ اہم نکات ملاحظہ فرمائیں، قرآن کی حفاظت سے مراد کن اُمور کی حفاظت ہے؟ اس سلسلے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں:

1:- بعض نے کہا ہے کہ تحریف وتغیر اور کمی بیشی سے حفاظت مراد ہے۔

2:- بعض نے کہا ہے کہ آخر دنیا تک فنا ونابودی سے حفاظت مراد ہے۔

3:- بعض دیگر نے کہا ہے کہ قرآن کے خلاف گمراہ کرنے والی منطق کے مقابلے میں حفاظت مراد ہے۔

لیکن یہ تفاسیر صرف ایک دوسرے سے تضاد نہیں رکھتیں، بلکہ ''إِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ'' کے عام مفہوم میں شامل ہیں، تو پھر کیوں ہم اس محافظت کو ایک کونے میں محصور کر دیں، جبکہ یہ مطلق طور پر اور اصطلاح کے مطابق حذفِ متعلق کے ساتھ آئی ہے، حق یہ ہے کہ اس آیت کے ذریعے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ قرآن کی ہر لحاظ سے حفاظت ونگہبانی کرے گا، اسے ہر قسم کی تحریف سے بچائے گا، اسے فنا اور نابودی سے محفوظ رکھے گا اور وسوسے پیدا کرنے والے سوفسطائیوں اور سوفسطائیت کے منکرِ دین سے اس کی محافظت کرے گا۔

اعتراض:

سوال یہ ہے کہ جیسے اس میں لکھا ہوا ہے کہ قرآنِ کریم میں جہاں جہاں ہمارے نبی پاک ﷺ کا نام ہے، وہاں پہ مرزا قادیانی نے مٹا کر اپنا نام لکھا ہے، تو یہ بات سمجھ نہیں آئی کہ قرآن پاک کی حفاظت کی ذمہ داری خود اللہ تعالیٰ نے لے رکھی ہے، تو اس میں کوئی انسان ردّوبدل کیسے کر سکتا ہے؟

جواب:

قرآن میں کسی قسم کی تحریف نہیں ہوئی اور جو قرآن آج ہمارے ہاتھ میں ہے، بالکل وہی قرآن ہے جو پیغمبر اکرم ﷺ پر نازل ہوا، یہاں تک کہ اس میں کوئی لفظ اور کوئی حرف بھی کم یا زیادہ نہیں ہوا، قرآنِ کریم کی حفاظت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ

قرآنِ کریم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے محفوظ کر لیا ہے، یہی سب سے بڑی دلیل ہے کہ دنیا کا کوئی انسان خاص طور پر مسلمان اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہیں کہ قرآنِ کریم میں تحریف ہوگی، جو طبقہ، جو گمراہ عقیدہ رکھنے والے، جیسے قادیانی مرزائی تحریف کرتے ہیں، ان کی چوری اور تحریف پکڑی جائے گی، یہی اس کی حقانیت کی دلیل ہے، کیونکہ جو شخص یا گروہ قرآن کریم میں کسی قسم کی تبدیلی یا تحریف کرے گا، لازمی سی بات ہے کہ ایسے تحریف شدہ نسخے کو مسلمانوں کے پاس موجود قرآن کریم کے نسخوں سے ملایا جائے گا اور منکرین کی طرف سے ہونے والی تبدیلی اور تحریف کو فوراً پکڑ لیا جائے گا، لہٰذا حفاظتِ قرآن کی جو اور بہت ساری صورتیں ہیں، ان میں ایک یہ مذکورہ بالا صورت بھی ہے، جو اپنے ظاہر کے اعتبار سے سب سے زیادہ مضبوط صورت نظر آتی ہے۔

مرزا غلام قادیانی کے مہلک امراض اور مرزائی دجل

یلاش کو مرزا کی صحت کا ٹھیکہ مہنگا پڑ گیا

قادیانی...... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہونے والے سحر اور ایوب علیہ السلام کی بیماری کا تذکرہ کرتے ہوئے در پردہ مرزا قادیانی کی بیماریوں کا دفاع کرتے ہیں، یوں تو بیماری و تندرستی ہر انسان کے ساتھ لگی رہتی ہے، لیکن معاملہ یہاں پر مرزا کے ان دعوؤں کا ہے جس کے پورا نہ ہونے پر مرزائی امت انبیاء علیہم السلام کے حالاتِ زندگی کو بھی خلط ملط کرنے سے گریز نہیں کرتی، آیئے! ایک تحقیقی نظر مرزا قادیانی اور اس کے صحت مند رہنے کے دعوؤں اور اس پر مرزائی عذر و فریب پر ڈالتے ہیں، اور اپنے قارئین کو دلائل کی روشنی میں اس معاملے کی حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں، مضمون کے عنوانات کو چند حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

1:- مرزا کی ذہنی و جسمانی صحت مرزا کی زبانی۔

2:- مرزا کے خدا کا وعدہ جو وفا نہ ہو سکا۔

3:- مرزا کی بیماری سے متعلق مرزائی عذر اور ان کے جوابات۔

4:- مرزائیوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہونے والے سحر کو جسمانی و ذہنی مرض قرار دینے کی ناکام کوشش۔

اس مضمون کی وضاحت کے لیے پہلے ہم قارئین کو سحر کی حقیقت سے آگاہ کریں گے، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا، اور پھر اس کے بعد مرزائی دجل و فریب اور مرزا قادیانی کی غلیظ ترین جسمانی و ذہنی بیماریوں کو چھپانے کے لیے مرزائی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کس حد تک گستاخی کے مرتکب ہو سکتے ہیں، اس کا ثبوت الفضل اخبار سے پیش کریں گے۔ حوالہ جات راقم کے ذمہ ہیں۔

مرزا کی جسمانی و ذہنی صحت مرزا کی زبانی

انبیاء علیہم السلام کی بیماریاں ابدی نہیں ہوتیں اور نہ ہی ایسی ہوتی ہیں کہ عقل کام نہ کرے، جبکہ مرزا غلام قادیانی کے خدا نے اس کی صحت کا ٹھیکہ لیا، اس کے باوجود اس کو ایسی بیماریاں لاحق تھیں، جو معمولی نہیں تھیں اور جس نے مرتے دم تک اس کا ساتھ نہ چھوڑا اور اسی میں وہ مر گیا، مرزا کے خدا کا وعدہ ہے کہ اسے تمام خبیث مرضوں سے بچائے گا مگر وہ اسے بچا نہ سکا، آیئے! ایک نظر مرزا کی بیماریوں پر

ڈالتے ہیں جو اس نے خود اپنی کتاب میں ذکر کی ہیں:

1:- سر درد 2:- دورانِ سر 3:- کمیِ خواب
4:- تشنّج دل 5:- ذیابطیس 6:- سوسو بار پیشاب
7:- مراق 8:- دستوں کی بیماریاں تھیں

مرزا کی بیماریاں

اب اس کی بیماریوں کو دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہیں، مرزا کا کہنا ہے کہ:

''دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں، یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرتِ پیشاب اور دستوں کی بیماری۔''

(تذکرۃ الشہادتین، رخ:20،صفحہ 46)

بقول مرزا کے بیٹے:

''حضرت مسیح موعود کو اپنی وفات سے قبل سالہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا، چنانچہ حضور اسی مرض میں فوت ہوئے۔''

(سیرۃ المہدی، جلد اول، جدید ایڈیشن، حصہ دوم، صفحہ:344، روایت نمبر:379)

بقول مرزا قادیانی:

''مجھ کو دو بیماریاں ہیں: ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی، یعنی مراق اور کثرتِ بول۔''

(ملفوظات، 5 جلدوں والا سیٹ، صفحات:32، 33)

مرزا کے بیٹے نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

''ڈاکٹر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی-ناقل) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔'' (سیرۃ المہدی، حصہ دوم، صفحہ 340، روایت نمبر 372، نیا ایڈیشن)

مرزا قادیانی کے خدا کا وعدہ جو وفا نہ ہوا

معزز قارئین! خود ہی اندازہ کیجیے کہ مرزا کی بیماریاں ہم نے مرزا کی زبانی جان لیں، جبکہ دوسری طرف اس کا خدا یلاش خود اس سے وعدہ کرتا ہے کہ اسے تمام خبیث مرضوں سے بچائے گا، مرزا کو ایسی بیماریاں لاحق تھیں جو مرتے دم تک اس کا ساتھ نہ چھوڑ سکیں، ملاحظہ فرمائیں مرزا کے خدا کا وہ وعدہ جو وفا نہ ہوا:

''اور خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ میں تمام خبیث مرضوں سے تجھے بچاؤں گا۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ، رخ:17، صفحہ 44)

یہاں مرزائیوں سے سوال ہے کہ اگر مرزا اپنے دعوائے نبوت میں سچا ہوتا تو کیا اس کے دعووں کا یہ حال ہوتا؟! اللہ اپنے رسولوں سے کیا وعدہ پورا فرماتے ہیں:

''فَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰہَ مُخۡلِفَ وَعۡدِہٖ رُسُلَہٗ'' (سورۃ ابراہیم:47)

''تم ہرگز گمان نہ کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں سے کیے ہوئے وعدے کے خلاف کرے گا۔''

مرزا کی بیماریوں سے متعلق ایک مرزائی عذر

مرزا کے مطابق اس کے خدا نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے ہر خبیث مرض اور بیماری سے بچاؤں گا، لیکن اس کے باوجود اسے ذیابیطس، اسہال، مراق، دورانِ سر، ہسٹیریا جیسے مرض لاحق ہوئے اور اکثر تو ایسے لاحق ہوئے جنہوں نے موت تک مرزا کا ساتھ دیا، بلکہ اس نے تو اپنی بیماریوں کو اپنے مسیح ہونے کی دلیل بتایا، اس طرح مرزا کے خدا کا وعدہ جھوٹا ثابت ہوا، اس کے جواب میں مرزائی یہ کہا کرتے ہیں کہ نبی کا بیمار ہونا قابلِ اعتراض نہیں، دیکھو! حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کا ذکر تو قرآن میں بھی ہے۔

اعتراض کے جوابات

جواب نمبر:1

قرآن میں اسی جگہ یہ بھی ہے کہ جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے رب سے التجاء فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بیماری کو ایسے دور فرما دیا کہ جیسے کبھی تھی ہی نہیں، جبکہ مرزا کی بیماریاں خود اس کے بقول دائمی تھیں اور اس کی موت بھی انہی بیماریوں کے سبب ہوئی، مرزا نے اپنے خدا سے ان بیماریوں کی شکایت کی تو اسے اس کے خدا نے یہ جواب دیا تھا:

''ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے۔'' (تذکرہ، صفحہ 685 طبع چہارم)

جبکہ دوسری طرف مرزا قادیانی کا دعویٰ تو یہ تھا کہ:

''میں جانتا ہوں کہ میری دعائیں کرنے سے پہلے ہی مستجاب ہیں۔''

(مرزا کا خط بنام حکیم نور الدین، مکتوباتِ احمد، جلد دوم، صفحہ 40)

جواب نمبر:2

کیا حضرت ایوب علیہ السلام کی دعا کے جواب میں بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ فرمایا تھا کہ ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے؟۔

نیز مرزا قادیانی نے اپنی بہت سی بیماریوں کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ احادیث میں بیان ہوا تھا کہ آنے والا مسیح فلاں فلاں بیماریاں لے کر آئے گا، کوئی بیماری اس کے سر میں ہوگی اور کوئی اس کے جسم کے نچلے حصے میں، جبکہ حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری صرف اللہ کی طرف سے بطور امتحان اور ابتلاء کے تھی، آپ نے اس پر صبر کیا اور دعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے دور فرما دی۔

(ماخوذ از مطالعہ قادیانیت مصنف حافظ عبید اللہ)

مرزائیوں کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہونے والے سحر کو جسمانی و ذہنی مرض قرار دینے کی ناکام کوشش

اس مضمون کی وضاحت کے لیے ہم پہلے قارئین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہونے والے سحر کی حقیقت اور اس کی نوعیت سے آگاہ کریں گے، اس کے بعد آپ کے سامنے الفضل کا حوالہ پیش کریں گے، جس میں آپ اس بات کا بخوبی اندازہ کر سکیں گے کہ مرزائی مرزا کی غلیظ ترین مہلک بیماریوں پر اور اس کے دعووں پر پردہ ڈالنے کے لیے کس حد تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کے مرتکب ہو سکتے ہیں، کہ جھوٹ اور دروغ گوئی ان کی کتب میں عیاں ہو جائے گی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کی حقیقت، ایک تحقیقی و تنقیدی جائزہ

اس مسئلے کی تحقیق کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے یہ دیکھا جائے کہ کیا درحقیقت مستند تاریخی روایات کی رو سے یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر ہوا تھا؟ اور اگر ہوا تھا تو وہ کیا تھا اور کس حد تک تھا؟ اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ جو کچھ تاریخ سے ثابت ہے، اس پر اعتراضات وارد بھی ہوتے ہیں یا نہیں جو کیے گئے ہیں؟

جہاں تک تاریخی حیثیت کا تعلق ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر ہونے کا واقعہ قطعی طور پر ثابت ہے، اور علمی تنقید سے اُس کو اگر غلط ثابت کیا جا سکتا ہو تو پھر دنیا کا کوئی تاریخی واقعہ بھی صحیح ثابت نہیں کیا جا سکتا، اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، امام احمد، عبدالرزاق، حُمیدی، بیہقی، طَبرانی، ابن سَعد، ابن مردویہ، ابن ابی شیبہ، حاکم، عبد بن حمید وغیرہ محدثین نے اتنی مختلف اور کثیر التعداد سندوں سے نقل کیا ہے کہ اُس کا نفسِ مضمون تواتر کی حد کو پہنچا ہوا ہے۔

راویوں پر اعتراضات

بعض لوگ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کی روایت کو محض اس لیے رد کر دیتے ہیں، کہ یہ ''ھشام بن عروۃ عن عائشۃ

رضی اللہ تعالیٰ عنہا ‘‘ سے مروی ہے، ان کے زعم میں ہشام ثقہ نہیں اور ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی اور اس اہم ترین واقعہ کو ذکر نہیں کرتا، یہ بھی محض دھوکہ ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی سند کے ساتھ مسند احمد، جلد: 4، صفحہ: 367، طبع بیروت میں جو روایت نقل فرمائی ہے، وہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ہے، اور اس کی سند میں ہشام بن عروہ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں ہیں، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کی صراحت موجود ہے، اور پھر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آپ کے پاس آکر جادو کرنے والے اور اس کے مقام کے بارے میں بتانے کا بالکل واضح ذکر موجود ہے، جہاں تک تعلق امام ہشام کا ہے تو ان کو ائمہ حدیث نے ثقہ قرار دیا ہے، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’وقد احتج بهشام جميع الأئمة.‘‘ (مقدمہ فتح الباری ص625)

’’یقیناً ہشام سے تمام ائمہ نے احتجاج پکڑا ہے۔ (یعنی ہشام کی روایت کو بطور دلیل و حجت تسلیم کیا ہے)۔‘‘

محمد بن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

’’كان ثقة ثبتا كثير الحديث حجة.‘‘

’’ثقہ تھے، ثبت تھے، زیادہ احادیث روایت کرنے والے تھے، حجت تھے۔‘‘

ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

’’ثقة إمام في الحديث.‘‘

’’ثقہ اور حدیث کا امام ہے۔‘‘

(تہذیب الکمال امام مزی، الکاشف امام ذہبی، تقریب التہذیب ابن حجر العسقلانی، طبقات ابن سعد)

معوذتین کا وقتِ نزول

ان روایات پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ معوذتین مکہ میں نازل ہوئی، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو مدینے میں ہوا، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ، عِکرَمہ، عطاء اور جابر بن زید کہتے ہیں کہ یہ سورتیں مکّی ہیں، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت یہی ہے، مگر اُن سے دوسری روایت یہ ہے کہ یہ مدنی ہیں، اور یہی قول حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اور قتادہ کا بھی ہے، اِس دوسرے قول کو جو روایات تقویت پہنچاتی ہیں ان میں سے ایک صحیح مسلم، سنن ترمذی، سننِ نَسائی اور مُسندِ امام احمد بن حنبل میں حضرت عُقبَہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز مجھ سے فرمایا:

’’الم تر اٰياتٍ اُنزِلَت الليلة، لم يُرَ مثلهن، اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ.‘‘

''تمہیں کچھ پتہ ہے کہ آج رات مجھ پر کیسی آیات نازل ہوئی ہیں؟ یہ بے مثل آیات ہیں، اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔''

یہ حدیث اس بنا پر اِن سورتوں کے مدنی ہونے کی دلیل ہے کہ حضرت عُقْبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں ایمان لائے تھے، جیسا کہ ابوداوٗد اور نسائی نے خود اُن کے اپنے بیان سے نقل کیا ہے۔ (تفہیم القرآن ڈاٹ نیٹ)

دوسری روایات جو اس قول کی تقویت کی موجب بنی ہیں، وہ ابن سعد، مُحیُ السُّنّہ بَغَوِی، امام نَسَفی، امام بیہقی، حافظ ابن حَجَر، حافظ بدر الدین عَینی، عَبد بن حُمید وغیرہم کی نقل کردہ یہ روایات ہیں کہ جب مدینے میں یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کیا تھا اور اس کے اثر سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو گئے تھے، اس وقت یہ سورتیں نازل ہوئی تھیں، ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے واقدی کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ یہ سن ۷ ہجری کا واقعہ ہے، اِسی بنا پر سُفیان بن عُیَیْنَہ نے بھی اِن سورتوں کو مدنی کہا ہے، پھر کسی سورۃ یا آیت کے متعلق جب یہ کہا جاتا ہے کہ وہ فلاں موقع پر نازل ہوئی تھی، تو اس کا مطلب لازماً یہی نہیں ہوتا کہ وہ پہلی مرتبہ اُسی موقع پر نازل ہوئی تھی، بلکہ بعض اوقات ایسا ہوا ہے کہ ایک سورت یا آیت پہلے نازل ہو چکی ہوتی تھی، اور پھر کوئی خاص واقعہ یا صورتِ حال پیش آنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسی کی طرف دوبارہ، بلکہ کبھی کبھی بار بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توجہ دلائی جاتی تھی، ہمارے نزدیک ایسا ہی معاملہ ''مُعَوَّذَتَیْن'' کا بھی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کا اثر اور اس کی نوعیت

صحیح بخاری میں یہ حدیث کئی مقامات پر آئی ہے، ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کیا گیا اور کیفیت یہ ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھنے لگے کہ فلاں کام آپ نے کر لیا ہے، حالانکہ وہ کام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا تھا، اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب سے دعا کی تھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے، اللہ نے مجھے وہ بات بتا دی ہے جو میں نے اللہ تعالیٰ سے پوچھی تھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ خواب کیا ہے؟ فرمایا: میرے پاس دو مرد آئے، ایک میرے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا پاؤں کے پاس، پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا: ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: ان پر جادو ہوا ہے، پہلے نے پوچھا: کس نے جادو کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے، پوچھا: وہ جادو کس چیز میں ہے؟ جواب دیا کہ کنگھی پر کھجور کے خوشہ میں، پوچھا: وہ ہے کہاں؟ کہا کہ ذروان میں اور ذروان بنی زریق کا ایک کنواں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنویں پر تشریف لے گئے، اور جب میرے پاس دوبارہ واپس آئے تو فرمایا: واللہ! اس کا پانی تو مہندی سے نچوڑے ہوئے پانی کی طرح تھا اور وہاں کے کھجور کے درخت شیطان کے سر کی طرح تھے، بیان کیا کہ پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور

انھیں کنویں کے متعلق بتایا، میں نے کہا: اللہ کے رسول! پھر آپ نے اسے نکالا کیوں نہیں؟ نبی ﷺ نے فرمایا: مجھے اللہ نے شفا دے دی، اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ لوگوں میں ایک بری چیز پھیلاؤں۔

(بخاری، الدعوات 80، تکریر الدعاء 57، ح: 6391، نیز دیکھیے: الطب 76، السحر 47، ح: 5763، ہل یستخرج السحر 49، ح: 5765، ح: 5766، الادب 78، 56، ح: 6063، الجزیۃ والموادعۃ 58، ہل یعفی عن الذمی اذا سحر، 14، ح: 3175، مسند احمد، ج: 6/ 6357_96، 64)

اس روایت کے جملوں ''آپ کو خیال گزرتا''، ''ان صاحب کی بیماری کیا ہے؟'' اور ''اللہ نے مجھے شفا دے دی ہے۔'' سے معلوم ہوتا ہے کہ جادو کا اثر صرف آپ ﷺ کی ذات تک ہی محدود تھا، نبوت و رسالت اس اثر سے محفوظ تھی، چنانچہ اس عرصے میں آپ ﷺ نے جادو کے اثر سے کوئی شرعی حکم یا عمل ترک نہیں کیا، پرویز نے جو صحیح بخاری کے حوالے سے یہ کہا کہ آپ ﷺ کی حالت یہ ہوگئی تھی کہ ''حتیٰ کہ یہ بھی یاد نہیں کہ میں نے نماز پڑھ لی یا نہیں؟'' یہ وہی ''علمی دیانت'' ہے جس کا مظاہرہ وہ اکثر اپنی تالیفات میں کرتے رہتے ہیں، نبی ﷺ پر جادو کے اثر کرنے کی بنیاد پر انھوں نے ''جادو کا مارا ہوا انسان'' کے الفاظ غلو و مبالغہ آرائی کرتے ہوئے استعمال کیے، یہ بھی ایک علمی خیانت ہے، اس سلسلے کی بخاری کی کسی بھی حدیث میں اس بات کا تذکرہ موجود نہیں کہ آپ کو نماز پڑھنے نہ پڑھنے کا بھی یاد نہیں رہتا تھا، اوپر بیان کردہ حدیث میں ''آپ سمجھنے لگے کہ فلاں کام آپ نے کرلیا ہے، حالانکہ وہ کام آپ نے نہیں کیا تھا'' کا تذکرہ ہوا ہے، باقی روایات میں جو الفاظ آئے ہیں وہ یہ ہیں:

''كان يخيل إليه أنه صنع شيئا ولم يصنعه.'' (ح: 3175)

''يخيل إليه أنه يأتي أهله ولا يأتي.'' (ح: 6063)

''حتى كان يرى أنه ياتي النساء ولا يأتيهن.'' (ح: 5765)

''ليخيل اليه انه يفعل الشيء وما فعله.'' (ح: 5766)

اس معنی و مفہوم کے الفاظ مسند احمد میں ہیں۔ (مسند احمد 6/ 57، 63، 96)

ان حوالہ جات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ ﷺ پر جادو کا اثر جسمانی حد تک تھا، روحانیت اس سے متاثر نہیں ہوئی تھی، اسی لیے آپ ﷺ کی دعوت و تبلیغ کی سرگرمیوں میں کوئی فرق نہیں آیا، یہی وجہ ہے کہ عام لوگ آپ ﷺ پر جادو کیے جانے کے واقعہ سے واقف تک نہ تھے، امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن میں سے بعض اس سحر کے اثرات سے واقف تھیں، جب یہ اثرات جسم کی حد تک تھے تو سحر کے نبی ﷺ پر اثر کر جانے کو عصمتِ نبوت کے منافی کیوں کر قرار دیا جا سکتا ہے؟ مولانا عبدالرحمٰن کیلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''یہ بات یقینی طور پر ثابت ہے کہ یہ جادو شریعت کے احکام پر ہرگز اثر انداز نہیں ہوا، بلکہ یہ اثر محض آپ ﷺ

کی ذاتی حیثیت تک محدود رہا، اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس وقت تک آدھے سے زیادہ قرآن نازل ہو چکا تھا۔ عرب کے لوگ اس وقت دو متوازی فرقوں میں بٹ چکے تھے، جن میں ایک فرقہ یا تو مسلمان تھا یا مسلمانوں کا حلیف اور دوسرا فرقہ ان کے مخالف، اگر اس دوران آپ ﷺ پر جادو کا اثر شریعت میں اثر انداز ہوتا، یعنی کبھی آپ نماز ہی نہ پڑھاتے یا ایک کے بجائے دو پڑھا دیتے، یا قرآن کی آیات خلط ملط کر کے یا غلط سلط پڑھتے، یا کوئی اور کام شریعت منزل من اللہ کے خلاف سرزد ہوتا تو دوست و دشمن سب میں یعنی پورے عرب میں اس کی دھوم مچ جاتی، جب کہ واقعہ یہ ہے کہ ہمیں ایک بھی ایسی روایت نہیں ملتی، جس میں یہ اشارہ تک بھی پایا جاتا ہو کہ اس اثر سے آپ ﷺ کے شرعی اعمال وافعال میں کبھی حرج واقع ہوا ہو۔''

(مولانا عبدالرحمٰن کیلانی: آئینہ پرویزیت، ص: ۷۲۷، ط: ۴، ۲۰۰۴ء مکتبۃ السلام، وسن پورہ لاہور)

اگر جسم پر سحر کے اثر کی وجہ سے عصمتِ نبوت پر حرف آتا ہوتا، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جادو کا اثر نہ ہوتا، جبکہ یہ بات تو قرآن سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جادو کا اثر ہو گیا تھا۔

جب موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَ عِصِیُّهُمْ یُخَیَّلُ اِلَیْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰی فَاَوْجَسَ فِیْ نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوْسٰی قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰی ''

(سورۃ طٰہٰ، آیت نمبر:66،68)

''موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا: تم ہی ڈالو، پھر ان کے سحر کے اثر سے موسیٰ (علیہ السلام) کو خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں یکدم دوڑنے لگ گئیں، پس موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنے دل میں خوف محسوس کیا، ہم نے کہا: خوف نہ کرو، تم ہی سربلند رہو گے۔''

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ ۔'' (الاعراف، آیت نمبر:116)

''پھر جب انہوں نے رسیاں پھینکیں تو انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر سحر کیا اور اُنہیں خوف زدہ کر دیا۔''

ان دونوں آیات سے جو نتیجہ اَخذ ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ جب جادوگروں نے اپنی رسیاں ڈالیں، تو جادو کے اثر سے ہزاروں کے مجمع کی آنکھوں پر ایسا ہی جادو ہوا کہ سب نے انہیں سانپ ہی محسوس کیا، ان سے لوگ بھی خوف زدہ ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی، یعنی لوگوں پر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جادو کا اثر ہوا، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جادو اثر کر سکتا ہے تو نبی کریم ﷺ پر کیونکر نہیں کر سکتا؟

پھر احادیث جو بیان کر رہی ہیں، اس میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے، جو آپ کے منصبِ نبوت میں قادِح ہو، جب آیت کی طرح احادیث بھی یہی بیان کر رہی ہیں کہ اس جادو سے عصمتِ انبیاء متاثر نہیں ہوئی، تو آیت کے ساتھ ان احادیث کو تسلیم کرنے میں کیا حرج ہے؟ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر جادو کا اثر ہو گیا تھا، مگر جادو کی وجہ سے کفار اُن پر غالب نہ آسکے تھے، اسی طرح جادو کرنے سے یہودی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غالب نہیں آ گئے تھے، بلکہ مسلسل دشمنانِ پیغمبر ذلیل سے ذلیل تر ہوتے گئے۔

رَجُلًا مَّسْحُوْرًا کی بحث

آیاتِ مذکورہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے ''یُخَیَّلُ اِلَیۡهِ مِنۡ سِحۡرِهِمۡ'' کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں، اور بالکل یہی الفاظ اوپر بیان کردہ احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے آئے ہیں، اگر جادو کے اثر ہونے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ''رَجُلٌ مَّسۡحُوۡرٌ'' کہنا درست نہیں، تو پیغمبر علیہ السلام کو بھی ''رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا'' کہنا درست نہیں، جیسا کہ پرویز باور کروانے کی کوشش کرتے ہیں، غور طلب بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی فرعون نے ''مَّسۡحُوۡرًا'' کا لفظ استعمال کیا تھا:

''فَقَالَ لَهٗ فِرۡعَوۡنُ اِنِّىۡ لَاَظُنُّكَ يٰمُوۡسٰى مَسۡحُوۡرًا'' (سورۃ الاسراء:۱۰۱)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی مشرکین نے ''مَسۡحُوۡرًا'' کا لفظ استعمال کیا تھا:

''اِذۡ يَقُوۡلُ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا'' (سورۃ الاسراء:۴۷)

دوسری آیت میں یہ الفاظ ہیں:

''وَقَالَ الظّٰلِمُوۡنَ اِنۡ تَتَّبِعُوۡنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسۡحُوۡرًا'' (سورۃ الفرقان:۸)

فرق صرف اتنا باقی رہ جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو جادو کا اثر ''يُخَيَّلُ اِلَيۡهِ'' ہوا تھا، اس کا ذکر قرآن میں ہے، جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جو جادو کا اثر ''يُخَيَّلُ اِلَيۡهِ'' ہو گیا تھا، اس کا تذکرہ احادیثِ نبویہ میں ہے، مگر پرویز صاحب کہتے ہیں: ''بخاری کی اس حدیث کو کوئی کیا کرے۔'' (مطالب الفرقان فی دروس القرآن، سورۃ بنی اسرائیل، ص: ۲۳۴) کیا انصاف پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے پرویز کو یہ نہیں کہنا چاہیے تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ''مَسۡحُوۡرًا'' کہنے کا قول تو کفار کا تھا، لہٰذا قرآن کی ان آیات کو کوئی کیا کرے؟ جو یہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم پر جادو کا اثر ہو گیا تھا، اور وہ ڈر گئے تھے؟ پرویز صاحب نے جس انداز سے احادیثِ سحر کی تردید کی ہے، اس سے تو قرآن کی تردید کا پہلو بھی نکلتا ہے۔

جادو کے اثر کی کیفیت

سحر کا اثر دوطرح سے ہوتا ہے، ایک اثر روحانیت پر ہوتا ہے، دوسرا اُس کا اثر ظاہر اعضائے جسم پر ہوتا ہے، نبی اکرم ﷺ پر جو سحر ہوا، وہ دوسری قسم کا تھا، یہ اثر بتقاضائے بشریت تھا، آپ ﷺ کے سر میں درد ہوا، بخار آیا، زہر کا اثر ہوا، اسی طرح مرضِ سحر میں مبتلا ہوئے اور یہ سب لوازماتِ بشریہ میں سے ہیں، ان سے پیغمبر وانبیاء علیہم السلام بحیثیت انسان مستثنیٰ نہیں ہوتے، پہلی قسم کے (روحانیت پر) اثر سے عصمتِ انبیاء پر فرق آ سکتا تھا، اس سے اللہ نے آپ کو اپنے وعدے کے مطابق محفوظ رکھا:

''اور ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا، مگر یہ کہ وہ جب کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اس کی آرزو میں (وسوسہ) ڈال دیتا تھا، تو جو شیطان ڈالتا ہے اللہ اسے دُور کرتا ہے، پھر اللہ اپنی آیات کو مضبوط کر دیتا ہے۔''

(سورۃ الحج، آیت نمبر:52)

چنانچہ احادیث کی کوئی روایت یا ثبوت ایسا موجود نہیں جس سے یہ پتا چلے کہ اس سحر سے آپ کے دل، یا اعتقاد پر بھی کوئی اثر ہوا ہو، جادو کا اثر نبی کریم ﷺ پر صرف اتنا ہوا، کہ آپ ﷺ کا دنیاوی معاملہ متاثر ہوا، یعنی آپ ﷺ کو خیال ہوتا کہ کوئی کام آپ ﷺ نے کیا، جبکہ وہ کام نہیں کیا ہوتا، ایک اور بات کہ نبی ﷺ کو سحر کی وجہ سے بعض چیزیں یاد نہیں رہتی تھیں، یہ کوئی بڑا عیب نہیں، دیکھا جائے تو سحر کے بغیر بھی انبیاء ورسل علیہم السلام کا ایسا نسیان قرآن سے ثابت ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے لیے ''نَسِيْتُ'' (سورۃ الکہف، آیت نمبر:63-73) ''میں بھول گیا'' کا لفظ استعمال کیا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی یوشع بن نون علیہ السلام دونوں کے لیے ''نَسِيَا'' (سورۃ الکہف، آیت نمبر:٦١) (وہ دونوں بھول گئے) کا لفظ قرآن میں آیا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے لیے ''نَسِيَ'' (طٰہٰ، آیت نمبر:115) ''وہ بھول گیا'' کا لفظ قرآن میں ہے، جبکہ نبی اکرم ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ نے ''وَاذْكُرْ رَّبَّكَ إِذَا نَسِيْتَ'' (الکہف، آیت نمبر:24) سے نسیان کا اِثبات کیا، جب بھول اور نسیان قرآن سے ثابت ہے، تو پھر صحیح بخاری کی حدیث پر اعتراض کیوں؟ جو جواب ان (معترضین) کا نسیان کے بارے میں ہوگا، وہی ہمارا جواب سحر کے اس اثر کے بارے میں ہوگا۔ انبیاء ورسل علیہم السلام کے نسیان کے باوجود تبلیغِ رسالت میں کوئی حرف نہیں آیا اور نہ کوئی خلل واقع ہوا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اُن کی مسلسل راہنمائی اور حفاظت کرتا تھا، اس لیے اگر ان سے کبھی کوئی لغزش ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کی فوراً تصحیح کر دیتا، نبی اکرم ﷺ بھی بعض دفعہ بھول جاتے تھے، مگر اس نسیان کی وجہ سے کوئی شرعی حکم متاثر نہیں ہوا، بلکہ آپ ﷺ کے نسیان میں بھی اُمت کے لیے مکمل اُسوۂ حسنہ بننے کی حکمت موجود ہوتی تھی کہ اُمت بھی کسی عمل کی ادائیگی بھول جائے، تو اسی طرح کرے، جیسے پیغمبر ﷺ نے کیا تھا،

بھولنے پر آپ ﷺ کی کسی نہ کسی ذریعے سے یاد دہانی ہو جاتی تھی۔

اسی طرح حالتِ سحر میں بھی آپ ﷺ کا بھول جانا تبلیغِ رسالت میں مخل نہیں ہوا، کسی روایت میں یہ نہیں ہے کہ اس زمانے میں (یعنی جادو کی کیفیت کے دوران) آپ ﷺ قرآن مجید بھول گئے ہوں، یا کوئی آیت غلط پڑھی ہو، یا اپنی صحبتوں میں اور اپنے وعظوں اور خطبوں میں آپ ﷺ کی تعلیمات کے اندر کوئی فرق واقع ہو گیا ہو، یا کوئی ایسا کلام وحی کی حیثیت پیش کر دیا ہو جو فی الواقع آپ ﷺ پر نازل نہ ہوا ہو۔

ایسی کوئی بات معاذ اللہ پیش آ جاتی تو دھوم مچ جاتی اور پورا ملکِ عرب اس سے واقف ہو جاتا کہ جس نبی کو کوئی طاقت چت نہ کر سکی تھی، اسے ایک جادوگر کے جادو نے چت کر دیا، لیکن آپ ﷺ کی حیثیتِ نبوت اس سے بالکل غیر متاثر رہی، اور صرف اپنی ذاتی زندگی میں آپ ﷺ اپنی جگہ محسوس کر کے پریشان ہوتے رہے۔'' (تفہیم القرآن، جلد:6،ص:555-554)

ڈاکٹر شبیر احمد منصوری اپنے مقالے ''رسول اکرم ﷺ پر سحر کی حقیقت اور مفسرین'' کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> ''مفسرین کرام نے عمل سحر کے اثرات کی مطلقاً نفی نہیں کی، ہاروت ماروت کا جادو سکھانے کا واقعہ اور ساحرین فرعون کے جادو کے اثرات اثباتِ سحر کی نقلی دلیل ہیں، عقل وقیاس بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ اگر انبیاء کرام علیہم السلام کو زخم، بیماری اور بچھو کا کاٹنا تکلیف دے سکتا ہے، تو جادو کے اثر سے جسمانی یا روحانی اذیت پہنچنا بھی ایسا ہی عمل ہے، ساحرینِ فرعون کے عملِ سحر سے دیگر لوگوں کی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی خوف طاری ہوا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو تسلی دی اور کہا کہ: ''تم جو تمہارے داہنے ہاتھ میں ہے اسے پھینکو، یہ سب کچھ نگل جائے گی۔'' جہاں تک عصمتِ انبیاء علیہم السلام کا تعلق ہے، وہ اس سحر کے اثر سے متاثر نہیں ہوتی، حضور اکرم ﷺ پر جادو کے اثرات جسمانی و ذاتی اور باطنی حد تک تھے، ان اثرات کو صرف حضور ﷺ ہی محسوس کر رہے تھے، کسی اور پر ہرگز ظاہر نہ ہوتے تھے، البتہ جب آپ ﷺ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے تفصیل بیان کی اور کنویں میں سے موادِ سحر کو نکالا گیا، تب اکثر لوگوں کو پتا چلا، جب تک آپ ﷺ پر جادو کا اثر رہا، آپ جسمانی و ذہنی کرب و تکلیف محسوس فرماتے رہے، لیکن کسی فریضہ کی ادائیگی میں کوئی کمی بیشی واقع نہ ہوئی۔''

(پروفیسر ڈاکٹر شبیر احمد منصوری، رسول اکرم ﷺ پر سحر کی حقیقت اور مفسرین، محدث (ماہنامہ) ص:۶۱،فروری ۱۹۹۰ء)

نفاق

سوال:

نفاق کیا ہوتا ہے؟معنی واقسام کیا ہیں؟ کیا گانے سننے سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے؟

جواب:

نفاق کی تعریف وانواع

نفاق کی تعریف،لغۃ:

لفظ نِفَاق،''نَافَقَ'' کا مصدر ہے،کہا جاتا ہے:''نَافَقَ یُنَافِقُ نِفَاقًا وَ مُنَافَقَةً'' یہ نافقاء سے ماخوذ ہے۔نافقاء چوہے کی بِل کے ایک خاص سوراخ کو کہا جاتا ہے،چوہا خطرے کے وقت اس مخفی اور خاص سوراخ سے نکل کر بھاگ جاتا ہے۔یہ بھی کہا گیا ہے کہ لفظ نِفَاق، نَفَقَ سے ماخوذ ہے، نَفَقَ کا مطلب سرنگ ہے،جس میں انسان چھپ جاتا ہے۔

(ابن الاثیر،النہایۃ،ج:5،ص:98مفہوم)

اصطلاحاً:

شرعی اصطلاح میں نفاق کا مطلب ہے:اسلام کا اظہار واقرار کرنا اور کفر وشرک کو مخفی رکھنا،اس عمل کو نفاق اس لیے کہا جاتا ہے، کیونکہ ایسا آدمی اسلام میں ایک دروازے سے داخل ہوکر دوسرے سے نکل جاتا ہے،اسی بارے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا ہے:

''اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔'' (سورۃ التوبۃ،آیت نمبر:167)

''یقیناً منافق ہی فاسق ہیں۔''

یہاں فسق سے مراد شریعت سے خروج اختیار کرنا ہے،اللہ عَزَّوَجَلَّ نے منافقین کو کفار سے بدتر قرار دیا ہے،فرمانِ الٰہی ہے:

''اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَھُمْ نَصِيْرًا۔''

(سورۃ النساء،آیت نمبر: 145)

’’یقین جانو کہ منافق جہنم کے سب سے نیچے طبقے میں جائیں گے۔‘‘

مزید فرمایا:

’’اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ ۔‘‘ (سورۃ النساء، آیت نمبر:142)

’’یہ منافق اللہ کے ساتھ دھوکہ بازی کر رہے ہیں، حالانکہ درحقیقت اللہ ہی نے انہیں دھوکہ میں ڈال رکھا ہے۔‘‘

نفاق کی انواع

نفاق کی پہلی نوع: اعتقادی نفاق

یہ ’’نفاقِ اکبر‘‘ ہے، اس کا مرتکب اظہار تو اسلام کا کرتا ہے، لیکن باطن میں کفر چھپائے رکھتا ہے، اس کا مرتکب دین سے بالکل خالی ہوتا ہے، اور وہ ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن قرار پاتا ہے، اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ایسے منافقین کو مجموعۂ فتنہ وفساد قرار دیا ہے، یہ تمام طرح کی بری عادات واطوار کے مرتکب ہوتے ہیں۔

جیسے: کفر اور عدمِ ایمان، اسلام اور اہلِ اسلام کا استہزاء کرنا، اہلِ ایمان کو تکلیف والم میں مبتلا کرنے کا موجب بننا، ان کا میلان دشمنانِ دین کی طرف ہوتا ہے، کیونکہ یہ اسلام دشمنی میں مشترک ہوتے ہیں۔

ایسے لوگ ہر دور میں ہوتے ہیں، خاص کر جب اسلام کو قوت وغلبہ نصیب ہوتا ہے، اور ان میں اعلانیہ طور پر اسلام کا مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، تب یہ ظاہری طور پر اسلام قبول کرتے ہیں، جس کا مقصد مسلمانوں کی صفوں میں گھس کر انہیں نقصان پہنچانا اور ان کے خلاف منصوبے بنانا ہوتا ہے۔

اسی طرح مسلمانوں میں گھل مل کر رہنے سے اپنے جان و مال کو محفوظ رکھنا بھی اُن کا مقصود ہوتا ہے، منافق اس چیز کا اظہار و اقرار تو کرتا ہے کہ اس کا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر، فرشتوں پر، آسمانی کتابوں پر، پیغمبروں پر اور روزِ آخرت پر ایمان ہے، لیکن دل میں اس کا کسی پر ایمان نہیں ہوتا، وہ جھوٹا اور دھوکے باز ہوتا ہے، منافق اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات اور دیگر ایمانیات میں سے کسی پر ایمان نہیں رکھتا۔

اس اعتقادی نفاق کی چھ انواع ہیں:

۱:- رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی تکذیب کرنا۔

۲:- رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی بعض تعلیمات کا انکار کرنا۔

۳:- رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سے بغض وعداوت رکھنا۔

۴:- رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ کی بعض تعلیمات سے بغض وعداوت رکھنا۔

۵:- دین محمدی کی پستی اور اس کی زوال پذیری پر دلی فرحت محسوس کرنا۔

٦:- دین محمدی کی نشر واشاعت اور اسلام کی عروج و بالا دستی پر کڑھنا۔

نفاق کی دوسری نوع: عملی نفاق

اس سے مراد دل میں ایمان ہونے کے ساتھ ساتھ منافقین والا کوئی عمل سرانجام دینا ہے، اس کی وجہ سے آدمی ملت سے خارج تو نہیں ہوتا، لیکن یہ عمل اس کا ایک ذریعہ ہے، ایسے آدمی میں ایمان و نفاق دونوں چیزیں ہوتی ہیں، ایسی روش اور طرزِ عمل پر اصرار اور اس کا کثیر ارتکاب کرنے سے آدمی پکا منافق بھی ہوسکتا ہے۔ اس کی دلیل آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان ہے:

''اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا، وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا: إِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ، وَإِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ، وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ. '' (صحیح البخاری:34وصحیح مسلم:58)

''چار چیزیں جس بھی آدمی میں ہوں گی وہ پکا منافق ہوگا، جس میں ان چار میں سے ایک چیز ہوگی، اس میں نفاق کی ایک عادت ہوگی، یہاں تک کہ اسے چھوڑ نہ دے، وہ چار یہ ہیں:

۱:- جب بھی اس کے پاس امانت رکھی جائے، اس میں خیانت کرے۔

۲:- جب بھی بات کرے، جھوٹ بولے۔

۳:- جب بھی عہد و پیمان کرے، اُسے پورا نہ کرے۔

۴:- اور جب بھی لڑائی جھگڑا کرے، گالی گلوچ کرے۔''

جس آدمی میں بھی یہ چار علامات موجود ہوں، وہ مجمع شر ہوتا ہے اور اس میں منافقین کی مکمل خصلتیں ہوتی ہیں، جس میں ان چار چیزوں میں سے کوئی ایک ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوتی ہے۔ انسان میں اچھی اور بری دونوں طرح کی عادات جمع ہوسکتی ہیں، آدمی میں ایمان اور کفر و نفاق کی خصلتیں بھی اکٹھی ہوسکتی ہیں۔ اچھی بری عادات و امور کے ارتکاب کے حساب سے انسان ثواب اور عقاب کا بھی حق دار قرار پاتا ہے۔

مسجد میں باجماعت نماز سے سستی اور کوتاہی بھی انہی امور میں سے ہے، یہ بھی منافقین کی علامت ہے۔ نفاق بہت ہی خطرناک اور نقصان دہ بیماری ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس سے بچاؤ کے لیے بہت ہی فکر مند رہا کرتے تھے۔

نفاقِ اکبر کی وجہ سے آدمی ملت سے خارج ہوجاتا ہے، جبکہ نفاقِ اصغر کا مرتکب ملت سے خارج نہیں ہوتا۔

نفاقِ اکبر میں عقیدے کے حوالے سے انسان کے ظاہر اور باطن میں فرق ہوتا ہے، نفاقِ اصغر میں عقیدے کے بجائے انسان کے ظاہری اور مخفی عمل میں فرق ہوتا ہے۔ مومن نفاقِ اکبر کا ارتکاب کسی صورت نہیں کرسکتا، جب کہ نفاقِ اصغر کا ارتکاب مومن سے ہوسکتا ہے۔

نفاقِ اکبر کے مرتکب کو عام طور پر توبہ کی توفیق نہیں ملتی، اگر ایسا آدمی توبہ کر بھی لے تو حاکم وقت کے ہاں اس کی قبولیتِ توبہ کے بارے میں اختلاف ہے۔

نفاقِ اصغر کے مرتکب کی صورتِ حال اس سے مختلف ہے، ایسے آدمی کو جلدی توبہ کی توفیق نصیب ہوتی ہے اور اللہ عزوجل بھی اس کی توبہ قبول فرماتے ہیں۔

نفاق کا گانے سے تعلق

گانے میں بہت زیادہ نرمی و لطافت ہے اور اشعار میں ذومعنی باتیں بھی ہوتی ہیں، جو کہ زیادہ تر جھوٹ پر مبنی ہوتی ہیں، جھوٹ ویسے ہی مضرِ روحانیت اور نفاق کا اہم عنصر ہے۔ ویسے بھی مرد و عورت نامحرم کی آواز شہوت کے اُبھرنے کا ذریعہ ہے، لہٰذا نفاق کا بیج اور پانی کا پہلا قطرہ اسی ذریعہ سے پہنچتا ہے، سارنگی وغیرہ جیسے تفریحی آلات میں سے کسی چیز پر مشتمل ہو، یہ اس لیے کیونکہ گانے اور ساز میں دل کی بیماریاں، اور اخلاق کا فساد، اور اللہ عزوجل کے ذکر اور نماز سے رکاوٹ ہوتی ہے، اور اس میں شیطانی آواز بھی شامل ہوجاتی ہے، جس کے بعد شیطان حملہ آور ہوجاتا ہے اور منافق بنا دیتا ہے۔

ختمِ نبوت پر گفتگو کے دو طریقے

ختمِ نبوت پر گفتگو دو طرز پر ہے: ایک نبوت، دوسری ختمِ نبوت، یہ کیوں علیحدہ علیحدہ ہیں؟

1:- جس طرح ہمارے عدالتی نظام میں ایک کچی ضمانت ہوتی ہے اور ایک پکی ضمانت، کچی ضمانت یہ ہے کہ اگلے دور، اگلی تاریخ میں وہ ضمانت سلب بھی ہوسکتی ہے اور آپ دست درازی پولیس کا نشانہ بھی بن سکتے ہیں، تو ہر نبی نے اپنی امت کو نجات کی کچی ضمانت دی ہے، یعنی اگلا نبی آئے گا تو یہ ضمانت سلب ہوجائے گی، پھر نجات موقوف ہوگی اگلے نبی پر ایمان لانے پر۔

اور ہر نبی نے اپنی امت کو آ کر یہی بتایا، لیکن جب آپ ﷺ تشریف لائے تو اُمت کی پکی ضمانت ہوگئی، اب قیامت کی صبح تک کوئی ایسا نہیں آئے گا جو ضمانت کو سلب کرے، اب اسی میں نجات ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان لانا ہے، اور سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی ایمان لانا ہے اور یہ پکی ضمانت ختمِ نبوت ہے، جو مستقل پرمٹ ہمیں مل چکا ہے۔

2:- دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں، چاہے آسمانی ہوں یا بندوں کے خود ساختہ ہوں، سب کی بنیاد دوسروں کی نفی پر ہے۔

یہودی، عیسائی کی نفی کرتے ہیں، عیسائی، محمد ﷺ کی نفی کرتا ہے، ہندو اپنی قوم کے علاوہ باقی سب کی نفی کرتا ہے۔

اسلام واحد مذہب ہے جو اثبات پر قائم ہے، وہ پچھلے سارے آسمانی مذاہب کی نفی نہیں کرتا، بلکہ سابق تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانے کا حکم دیتا ہے، مگر خود ساختہ جھوٹے انبیاء پر نہیں۔

3:- اسلام کی یہ صفت عالمگیریت ہے کہ یہ کسی خاص قوم قبیلے کا نہیں، اور یہ عالمگیریت ختمِ نبوت کی برکت سے ہمیں ملی ہے۔

اسلام کی دو خصوصیات ہیں:

1:- اجتماعیت

اسلام کی اجتماعیت یہ ہے کہ ہر قبیلہ، ہر قوم، ہر خطے کا انسان ختمِ نبوت کے پرچم تلے جمع ہے، یہ اس کی جامعیت ہے۔

2:- جامعیت

اسلام کی جامعیت یہ ہے کہ اس کے اندر تمام زندگی کا ضابطۂ حیات موجود ہے، کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کی اسلام رہنمائی نہیں کرتا۔

کسی مسئلے پر تین طرح کے معاملات ہوتے ہیں: 1:-فرد کا معاملہ، 2:-گھریلو خانگی ماحول کا معاملہ، 3:-معاشرے کا معاملہ۔تمام مذاہب شخصی آزادی دیتے ہیں یا زیادہ سے زیادہ گھریلو خانگی زندگی میں رہنمائی دیتے ہیں،لیکن اجتماعی سوسائٹی کی رہنمائی نہیں دیتے۔اسلام کی جامعیت یہ ہے کہ اسلام فرد سے لے کر معاشرہ اور معاشرے سے قوم تک مکمل رہنمائی کرتا ہے اور یہ ختمِ نبوت کا خاصہ ہے،قومی رہنمائی جس کو سیاسی رہنمائی کہا جاتا ہے،اس کو ختمِ نبوت کہتے ہیں۔

سابقہ اُمتوں کی سیاست انبیاء کرام علیہم السلام کرتے تھے،مگر میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کی سیاست ختمِ نبوت ہے۔یہ ہمارا سیاسی عقیدہ ہے کہ جس نے ساری امت کو ایک لڑی سے باندھ رکھا ہے تو اس لیے عقیدۂ ختمِ نبوت کو سیاسی عقیدہ کہتے ہیں، سیاست کے بعد آتا ہے فرد، معاشرہ اور قوم،تو سب کی مکمل رہنمائی موجود ہے اور یہ ختمِ نبوت کا خاصہ ہے، کسی اور امت کو یہ چیز نہیں ملی۔

ختمِ نبوت کی اہمیت کے پیشِ نظر ختمِ نبوت کو ہر پہلو سے تفصیل سے سمجھایا گیا ہے،عوام، علماء، صوفیاء، کرامات والوں اور حسن پرستوں کو علیحدہ سمجھایا گیا۔

ختمِ نبوت کے مختلف پہلو

1:- حسن

مثال کے طور پر کوئی حسین وجمیل شخص نبوت کا دعویٰ کرے،تو ممکن تھا کہ کوئی حسن پرست اس کے حسن و جمال سے متاثر ہو کر اس کو نبی مان لے۔

> ''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار گھر میں تشریف لائے تو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا مطالعہ فرما رہی تھیں،فرمایا: کیا ہے؟ تو جواب دیا کہ آپ کے چچا زاد بھائی حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ پڑھ رہی ہوں۔فرمایا:''اگر میرے بعد یوسف آجائیں اور کوئی مجھ کو چھوڑ کر اس کے پیچھے چلے تو گمراہ ہو جائے گا۔''

یعنی حسن والا بھی ہو، سچا نبی بھی ہو، تب بھی اس کے پیچھے چلو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے،تو حسن کے راستے میں رکاوٹ کھڑی کر دی کہ کوئی حسن والا ختمِ نبوت کے منصب کے راستے میں رکاوٹ نہ ڈال سکے۔

2:- علم

دوسری چیز علم ہے، کمالِ علم اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کرنا ہے،جس کا شرف کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حاصل ہے،مسند احمد بن حنبل کی روایت ہے کہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہلِ کتاب کا لٹریچر پڑھنے کی اجازت مانگی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ناراض ہوئے، حتیٰ کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے عمر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کی طرف تو دیکھو، جب دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بہت پریشان ہوئے اور فرمایا: ''رضیت باللہ ربا و بالإسلام دینا و بمحمد رسولا نبیا'' یہ بار بار کہتے رہے کہ یہاں تک کہ آپ کا غصہ ختم ہوگیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: توتم علم اور علمی باتیں پڑھ کے متاثر ہو رہے ہو، اگر خود موسیٰ نبی بھی آج زندہ ہوتے جن کو شرفِ ہم کلامی نصیب ہوا تو وہ بھی میری ہی اتباع کرتے، یعنی علم کا کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ لٹریچر لکھنے والا بھی نبی نہیں ہوسکتا۔''

مرزا قادیانی نے سو کتابیں لکھیں تو بتا دیا ہے نبی موسی کے پیچھے چلنا بھی گمراہی ہے تو اس طرح علم کے راستے میں رکاوٹ ڈال کر ختمِ نبوت سمجھایا۔

3 :- رشتہ داری

تیسری چیز رشتہ داری ہے، یعنی نبی سے قربت کی وجہ سے کسی کو نبوت مل جائے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ احتمال بھی ختم کر دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رشتہ دار ہیں، حدیث میں ہے کہ:

''میں علم کا شہر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔''

اور ترمذی میں ہے کہ:

''میں حکمت کا گھر ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔''

تو جب حکمت اللہ کے نبی ہوں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہوں تو کیا شان ہوگی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی! فرمایا:

''علی! میری اور تمہاری مثال موسیٰ اور ہارون کی سی ہے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (اور دوسری جگہ پر ہے:)

''میرے بعد کوئی نبوت نہیں۔'' (ترمذی)

واضح کر دیا کہ رشتہ داری کی بنیاد پر بھی کوئی نبی نہیں آسکتا۔

4:- کرامات

چوتھا راستہ کرامات ہیں، یہ ممکن تھا کہ کوئی صوفی کرامات دکھا کر نبوت کا دعویٰ کرے، جیسے مرزا قادیانی کے عجیب عجیب دعوے تھے اور کشف و کرامات استدراجات دھوکا دے دیتے ہیں، جو بھی دعویٰ کرے قوم مان لیتی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ خدائی ارادوں پر پرواز

کرتے تھے،صفت تکوین کے خاص صحابی تھے، جیسے نبیوں میں تکوین کے نبی حضرت خضر علیہ السلام تھے،حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خشک دریا کو خط لکھا تو وہ دریا جاری ہوگیا۔"یا ساریة الجبل!" کہا،تو ہزاروں میلوں سے آواز سنی گئی،زمین پر بیٹھ کے چودہ یا ستائیس مرتبہ لکھا ہے، انہوں نے ارادہ کیا کہ یہ حکم ہونا چاہیے،تو وہ قرآن میں حکم بن کر نازل ہوگیا،فرمایا: مقامِ ابراہیم پر دل چاہتا ہے کہ نماز پڑھوں تو حکم آگیا۔کہا: اللہ کے رسول! پردہ ہونا چاہیے اور پردے کا حکم آگیا۔منافق کی نماز جنازہ پر اعتراض کیا تو حکم دیا گیا کہ منافق کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے،تو خدشہ ہوسکتا تھا کہ ایسا بندہ جس کی پرواز اتنی اونچی ہو یا اگر کوئی صوفی دعویٰ کرے،تو یہاں بھی واضح فرمادیا کہ:

"پہلی اُمتوں میں محدث ہوتے تھے، وہ اللہ سے باتیں کرتے،لیکن نبی نہ ہوتے،اگر کوئی میری امت میں ہے تو وہ عمر بن خطاب ہے۔"

اور یہ فرمایا کہ:

"اگر کوئی شخص میرے بعد نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔"

تو اس طرح ختمِ نبوت کو ہر پہلو سے سمجھایا اور ہر طرح کے شک کا رد کرکے واضح کردیا کہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں، میں آخری نبی ہوں اور سلسلۂ نبوت ختم ہے۔

مجدد کی شرائط

پہلی شرط یہ کہ مجدد اپنے زمانہ میں قرآن مجید کا سب سے بڑا عالم ہو، تا کہ اس کے حقائق و معارف سن کر عوام وخواص دونوں اس کے گرویدہ ہو جائیں، اور یہ ظاہر ہے کہ جب تک علومِ ظاہری کے ساتھ ساتھ علومِ باطنی کسی شخص کو حاصل نہ ہوں، وہ قرآن مجید کے معارفِ عالیہ تک نہیں پہنچ سکتا، پس اگر ایک طرف مجددِ منطق اور فلسفہ کا ماہر ہو تو دوسری طرف وہ تصوف اور سلوک کے مقامات بھی طے کر چکا ہو، بقول امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ:

''جو شخص تصوف میں مرتبہ بلند نہیں رکھتا، وہ نبوت ورسالت، وحی والہام وغیرہ کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا، سوائے اس کے کہ ان لفظوں کو زبان سے ادا کر لے۔''

مثال کے طور پر میں اس موقع پر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کروں گا کہ میری رائے میں وہ تیرہویں صدی کے مجددین میں سے گزرے ہیں، مولانا موصوف کے تبحرِ علمی اور منطقیانہ موشگافیوں کی کما حقہ داد دینا فقیر کے دائرۂ اقتدار سے باہر ہے، میں تو ان کے شاگردوں کی صف نعال میں بھی بیٹھنے کے لائق نہیں ہوں۔ ان کی تصانیف آج بآسانی دستیاب ہوسکتی ہیں، اور ان کے مطالعہ سے ان کی غیر معمولی علمی قابلیت کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے۔

جس بات کا میں اس جگہ ذکر کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ جب مسلمانانِ رڑکی (ضلع سہارنپور) کی دعوت پر مولانا موصوف کھدر کے لباس میں ملبوس عصا ہاتھ میں لیے، پیادہ پا اس قصبہ میں پہنچے تو پنڈت دیانند آنجہانی کو مناظرے کے لیے رقعہ بھیجا، پنڈت مذکور نے جو شاہجہاں پور کے میلۂ خدا شناسی میں مولانا کی بے پناہ منطق کے سامنے سپر انداز ہو چکا تھا، اور اپنے حریف کی علمی قابلیت کا اچھی طرح اندازہ کر چکا تھا، مناظرہ سے گریز کیا اور لیت ولعل شروع کر دی۔

مولانا نے کہلا بھیجا کہ میں بغیر شرائط مناظرہ کے لیے تیار ہوں، تم ایک دفعہ مجمع عام میں آ کر ان اعتراضات کا اعادہ کر دو جو پرسوں تم نے سر بازار اسلام پر وارد کیے ہیں، اس نے کہلا بھیجا کہ میں اس شرط پر آپ سے مناظرہ کروں گا کہ آپ اپنے خدا کو مجھے دکھا دیں، مولانا نے جواب میں لکھا کہ تمہاری شرط منظور ہے۔

اس پر پنڈت مذکور کے ہمراہیوں نے کہا: چلیے! اب کیا دیر ہے؟ نہ آپ کی شرط پوری ہوگی، نہ مناظرہ ہوگا، دیانند صاحب نے کہا: مجھے یقین ہے کہ مولوی قاسم واقعی خدا کو دکھا دے گا اور فوراً اسباب باندھ کر رڑکی سے راہِ فرار اختیار کی۔

مقصود اس واقعہ نگاری سے یہ ہے کہ مجدد بننے کے لیے صرف دس پانچ اُلٹی سیدھی کتابیں لکھ لینا کافی نہیں ہیں، مجدد وہ ہے جو ''کسی گھر بند نہ ہو'' ضرورت پڑنے پر خدا کو بھی دکھا سکے، ظاہر ہے کہ اتنا بڑا دعویٰ وہی کر سکتا ہے، جو صدرا اور شمسِ بازغہ کے علاوہ مکتبِ محمدیہ میں بھی برسوں زانوئے ادب تہہ کر چکا ہو:

نہ ہر کہ مو بتراشد قلندری داند

قوتِ اصلاح

مجدد کے لیے دوسری شرط یہ ہے کہ اس میں اصلاح کی خاص اور غیر معمولی قوت ہو اور یہ بات اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے، جب اس نے پہلے اپنے احوال کی اصلاح کر لی ہو، ورنہ یوں تو ہر شخص وعظ ونصائح کا دفتر کھول سکتا ہے، اخلاقِ حسنہ کا درس دے سکتا ہے، لیکن اس زبانی جمع خرچ سے افرادِ امت کی اصلاح کا عظیم الشان کام سرانجام نہیں دیا جا سکتا۔

مجدد وہ ہے جس کی زندگی سراپا قرآن وسنت کے مطابق ہو، یہ نہ ہو کہ جب مخالفین اس پر اعتراضات کریں تو وہ جامۂ انسانیت سے معراء ہو کر انہیں بے نقط سنانے لگے، اور اس کی تحریر ایسی سوقیانہ ہو جائے کہ اس کو پڑھ کے بے شرم وبے حیاء بھی آنکھیں بند کر لیں۔ مجدد وہ ہے جس کے الفاظ میں جادو ہو، جس کی باتوں میں اعجاز ہو، جو دلوں کو اپنی طرف کھینچ سکے، جو حیوانوں کو انسان بنا دے اور انسانوں کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ملا دے۔

زہد وتقویٰ

مجدد کے لیے تیسری شرط زہد وتقویٰ ہے۔ اس کی زندگی ایسی ہو کہ جو شخص اس کے پاس بیٹھے اُسے یہ معلوم ہو کہ یہ شخص خدا رسیدہ ہے، وہ اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام کو سامنے رکھے، اس کا ہر فعل اسلام کی عزت کے لیے ہو، نہ یہ کہ وہ اپنی مطلب برآری کے لیے بے گناہ انسانوں کو اذیت دے، اور لوگوں کو تہدید آمیز خطوط لکھے کہ اگر تم میرا کہنا نہیں مانو گے تو میں فلاں فلاں طریقہ سے تمہیں ایذا پہنچاؤں گا، اور اپنے بیٹے سے کہہ کر تمہاری لڑکی کو طلاق دلوا دوں گا۔

ظاہر ہے کہ ایسی بات اس شخص کے قلم سے ہرگز نہیں نکل سکتی، جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تقویٰ یا خوفِ خدا ہوگا۔ مجدد وہ ہے جس کی زندگی زہد واتقاء کی جیتی جاگتی تصویر ہو، اس کا اشد مخالف بھی یہ نہ کہہ سکے کہ اس کا فلاں فعل شرطِ تقویٰ کے خلاف

ہے، حاشیہ نشینوں کی گواہی چنداں معتبر نہیں

''الفضل ماشهدت به الأعداء.''

''بزرگی وہ ہے جس کی گواہی دشمن بھی دے۔'' متقی وہ ہے جس کی زندگی سراپا قرآن مجید کے سانچہ میں ڈھلی ہوئی ہو اور مجدد بننے کے لیے یہ لازمی شرط ہے، جو متقی نہیں وہ مؤمن بھی نہیں، مجدد ہونا تو بڑی بات ہے۔ ''ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشآء'' والا مضمون ہے۔

حریت آموزی

چوتھی شرط یہ ہے کہ مجدد مسلمانوں کو حریت کا درس دے، حریت اسلام کا امتیازی نشان ہے، مسلمان اگر حقیقی معنوں میں مسلمان بن جائیں تو وہ غلام نہیں رہ سکتے:

''وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ'' اس پر شاہد ہے، پس مجدد کی ایک خاص شناخت یہ بھی ہے کہ وہ مسلمانوں کو یہ بتائے کہ اسلام اور اغیار کی غلامی یہ اجتماعِ ضدین ہے۔ مجدد کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں میں ایمان کی شمع کو از سرِ نو روشن کرے، نہ یہ کہ انہیں اُلٹا غلامی کا سبق پڑھائے اور اغیار کی گرفت کو مضبوط کرے۔ مجدد کا فرض یہ ہے کہ وہ مسلمانوں کو یہ بتائے کہ شیر کی حیات یک روزہ روباہ کی حیاتِ صد سالہ سے بہتر ہے۔

اگر وہ نامساعد حالات کی وجہ سے انہیں آزادی سے ہم آغوش نہ کرا سکے تو کم از کم اس گوہرِ گراں مایہ کو حاصل کرنے کا ولولہ تو اُن کے اندر پیدا کرے، نہ یہ کہ اغیار کی شان میں قصیدہ خوانی کرے اور ان کی پالیسی کو شرطِ ایمان اور جزوِ اسلام بنا لے۔

اعلائے کلمۃ الحق

پانچویں شرط جو شرط ماسبق کا منطقی نتیجہ ہے، اعلائے کلمۃ الحق کی صفت ہے، جس کا پایا جانا مجدد میں ازبس ضروری ہے۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امام الاحرار امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگیوں میں یہ صفت نمایاں طور پر نظر آتی ہے، چنانچہ آخر الذکر دو حضرات نے جیل خانہ کی صعوبتوں کو بطیب خاطر برداشت کیا، لیکن اعلائے کلمۃ الحق کا دامن کسی حال میں ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

جب معاندین وحاسدین نے جہانگیر کے کان بھرے کہ شیخ سرہندی رحمۃ اللہ علیہ حضور کے خلاف سازش میں مصروف ہیں، تو ممکن تھا کہ حضرت موصوف جہانگیر کی شان میں ایک قصیدہ مدحیہ لکھ کر نہ صرف رنجِ قید سے محفوظ ہو جاتے، بلکہ دنیاوی حشمت سے بھی بہرہ

اندوز ہوتے ،لیکن آپ نے اپنے دوستوں سے فرمایا کہ:امتحان کا وقت آ پہنچا، دعا ہے کہ پائے ثبات میں لغزش نہ آئے۔

جہانگیر نے آپ کو گوالیار کے جیل خانہ میں بھجوا دیا،لیکن آپ نے معافی مانگ کر حریت اور صداقت کے نام کو بٹہ نہیں لگایا، اور دورانِ اسیری میں تمام قیدیوں کو اسلام کا شیدا بنا کر جہانگیر اور اس کے حاشیہ نشینوں کو محوِ حیرت کر دیا، پھول کو جس جگہ رکھو گے خوشبو دے گا، ان لوگوں نے بھی جن کو عرفِ عام میں مجدد نہیں کہتے ، اعلاء کلمۃ الحق کی روشن مثالیں ہمارے سامنے پیش کی ہیں، مثلاً سید الشہداء حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام عالی مقام حضرت احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ۔

الغرض جو شخص مسلمانوں کی اصلاح اور تجدیدِ دین کے لیے مبعوث ہو، اس کا اولین فرض یہ ہے کہ حق بات کہنے سے کسی حال میں بھی باز نہ رہے، اور دنیا کی کوئی طاقت اس کام سے اسے باز نہ رکھ سکے، میری رائے میں تو مردانِ حق آگاہ کی یہ پہلی نشانی ہے۔

خلق

چھٹی شرط یہ ہے کہ مجدد خُلقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمونہ ہو، کیونکہ انسانیت کا کمال اسی صفت سے ظاہر ہوتا ہے، اور اگر مجدد میں خود یہ صفت نہ ہو تو وہ دوسروں کو کیا انسان بنا سکتا ہے؟ مجدد وہ ہے جس کی صحبت میں بیٹھ کر خُلقِ محمدی رحمۃ اللہ علیہ کی تصویر آنکھوں کے سامنے آ جائے۔ مجدد وہ ہے جو دشمنوں کے حق میں بھی دعا کرے، نہ یہ کہ انہیں گالیاں دے اور اعتراضات سن کر جامہ سے باہر ہو جائے۔

قبولیت

ساتویں شرط مجدد بننے کے لیے یہ ہے کہ اس میں مقناطیسی کشش پائی جائے، جو دراصل روحانیت اور خدارسی کی بدولت پیدا ہوتی ہے۔ حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ صدی سیز دہم کے مجددین میں سے تھے، صفتِ روحانیت سے نمایاں طور پر متصف تھے۔ لوگ ان سے مناظرہ کرنے آتے تھے، لیکن ان کے حلقہ بگوش ہو کر واپس جاتے تھے، کلکتہ کے زمانۂ قیام میں انہوں نے ہزارہا مسلمانوں کو ازسرِنو مسلمان بنا دیا، کتاب وسنت کو زندہ کرنا ان کا دن رات کا مشغلہ تھا اور یہی ایک مجدد کا مقصدِ حیات ہوتا ہے۔

اولیاء اللہ بھی اپنے اپنے زمانہ میں اصلاح کا کام کرتے ہیں، اس لیے ان میں بھی یہ صفت نمایاں ہوتی ہے۔ کون سا مسلمان ہے جو میرے آقا اور مولیٰ حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کی روحانیت سے واقف نہیں ہے، جوگی جیپال پر جو فتح حضرت اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے پائی، اسے جانے دیجئے، وہ تو حضرت ختمی مرتبت سردارِ دو جہاں تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا ایک ادنیٰ کرشمہ تھا۔

روزانہ کی زندگی اس قدر روحانیت سے لبریز تھی کہ جس پر ایک نگاہ پڑ گئی، اس کی کایا پلٹ گئی، یہ سب روحانیت ہی کے کرشمے ہیں۔

مجدد دین میں بھی یہ صفت لازمی طور پر پائی جاتی ہے، روحانیت نہیں تو کچھ بھی نہیں، روحانیت کو مجدد سے وہی نسبت ہے جو خوشبو کو پھول سے، خوشبو نہ ہو تو پھول کس کام کا؟ محض منطق اور فلسفہ سے انسان خود اپنے آپ کو مطمئن نہیں کرسکتا، دوسروں کو کیا ایمان اور ایقان عطا کرے گا؟ حکمتِ نظری کافی ہوتی تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کیوں نواحِ دمشق میں بادیہ نشینی اختیار کرتے؟

دنیادار نہ ہو

مجدد کے لیے آٹھویں شرط یہ ہے کہ وہ دنیاوی بکھیڑوں سے بالکل پاک صاف ہو، دنیا میں رہے، لیکن دنیاوی اُمور سے بالکل الگ تھلگ، ''باہمہ دلے بے ہمہ'' خاصانِ خدا کی ہر زمانہ میں یہی روش رہی ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگیاں ہمارے سامنے ہیں، یہ بزرگ بظاہر دنیا میں رہتے تھے، لیکن دنیادار نہ تھے، ان کی تمام تر توجہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے پسندیدہ دین کی طرف مبذول رہتی تھی اور ہروقت تبلیغ واشاعتِ اسلام میں مصروف رہتے تھے، نہ کسی سے چندہ طلب کرتے تھے، نہ اشتہار شائع کرتے تھے۔

عاجزی وانکساری

نویں شرط یہ ہے کہ مجدد میں عاجزی اور انکساری پائی جائے، مجدد وہ ہے جو حلم اور فروتنی، ایثار اور تحمل کا ایک پیکرِ مجسم ہو:

نہد شاخِ پُرمیوہ سر بر زمین

باوجود عالم ہونے کے اپنے آپ کو دوسروں سے برتر نہ سمجھے، جس قدر اس کی شہرت ہوتی جائے وہ خاکساری اختیار کرے۔ مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جن لوگوں نے دیکھا ہے، ان کا بیان ہے کہ وہ سادگی اور فروتنی میں اپنی مثال آپ ہی تھے، کبھی کوئی کلمہ غرور یا تکبر کا ان کی زبان سے نہیں نکلا، اجنبی لوگوں کو یہ گمان بھی نہیں ہوسکتا تھا کہ وہ قاسم العلوم کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔

تمام عمر نانِ جویں پر قناعت کی اور کھدر کے علاوہ کوئی کپڑا زیب تن نہیں فرمایا، اگرچہ ایک دنیا ان کی کفش برداری کو موجبِ سعادت سمجھتی تھی، لیکن ان کے کسی قول یا فعل سے یہ بات کبھی مترشح نہیں ہوئی کہ وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتے ہیں۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ جو شخص اپنی حقیقت سے آگاہ ہوجاتا ہے، وہ اپنے آپ کو ہیچ سمجھتا ہے اور اپنی زندگی کا مقصد دوسروں کی خدمت قرار دیتا ہے، فخر ومباہات سے کوسوں دور رہتا ہے کہ یہ بات اس امر کا ثبوت ہے کہ نفس امارہ ابھی زندہ ہے، ایسے لوگوں سے فوق العادت کام ظاہر ہوتے ہیں، لیکن وہ ان پر نازاں نہیں ہوتے، وہ دوسروں کے لیے جیتے ہیں، اپنے لیے نہیں اور اسی میں سروری کا راز مضمر ہے۔

کارہائے نمایاں

دسویں اور آخری شرط مجددیت کی یہ ہے کہ مجدد اپنی زندگی میں کوئی ایسا کارہائے نمایاں انجام دے، جس کو دیکھ کر آنے والی نسلیں بھی اس کے مرتبہ کا اعتراف کریں، جسے ہم انگریزی میں ''WORK OF PERMANENT VALUE'' کہہ سکتے ہیں، خواہ وہ کام جہاد سے متعلق ہو یا تقریر سے، تحریر سے وابستہ ہو یا تصنیف سے، اصلاحِ رسوم سے متعلق ہو یا قیامِ چشمۂ فیض سے، مثلاً: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی احیاء العلوم، امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر اور شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ''حجة الله البالغة'' ایسی کتابیں ہیں جن کو پڑھ کر ہر منصف مزاج انسان ان بزرگوں کی جلالتِ شان کا معترف ہوجاتا ہے:

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

لطف تو اسی بات میں ہے کہ مجدد کی ظاہری اور باطنی زندگی ایسی ہو کہ اس کے ہمعصر اور آئندہ نسلیں جب اس کے کارنامے دیکھیں تو غلبۂ ظن کی بنا پر اسے خود بخود مجدد کا لقب دے دیں۔ مجدد کا کام یہ ہے کہ لوگوں کو کتاب اور سنت کی طرف بلائے، اسلام کو ازسرِنو زندہ کردے، بدعات کا قلع قمع کردے، لوگ اسے خود بخود مجدد کہنے لگیں گے، اس کے لیے نہ دعویٰ کرنا ضروری ہے، نہ مسلمانوں پر اس کی شناخت فرض ہے۔

دعویٰ تو وہ کرتا ہے جو نئی بات یا نیا پیغام لاتا ہے، مجدد تو صرف کتاب وسنت کو پیش کرتا ہے جو پہلے سے موجود ہوتی ہے، لیکن لوگ ان دونوں کی طرف سے غافل ہوجاتے ہیں، اس کا کام یہ ہے کہ اسلام کی اصلی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرے، اور اپنے طریق عمل سے لوگوں میں اسلامی شریعت پر عامل ہونے کی تحریک پیدا کردے، اور کوئی کام ایسا کر جائے جس کو دیکھ کر آنے والی نسلیں اس کے مرتبہ کو بآسانی شناخت کرسکیں۔

وقت کا تقاضا اور ضرورت

قرآن کو بدلنے والوں کو بے نقاب کریں!

اُمت میں رخنہ اندوزی کرنے والے بڑے بڑے خناس اور دجالوں نے آکر بڑے بڑے چکر چلائے، انہوں نے اپنا کلام بھی بنایا اور مضحکہ خیز کلام یعنی ''الفيل مالفيل وما أدراك ماالفيل له ذنب قصير و خرطوم طو يل'' پیش کر کے خفت بھی اُٹھائی، لیکن آج تک کسی نے وہ کام نہیں کیا جو مرزا قادیانی نے کیا، اس نے قرآنی آیات کو اپنا الہام قرار دے کر کچھ الفاظ کا حصہ اور ساتھ کچھ ٹوٹے پھوٹے جملے اپنی طرف سے بھی گھسیٹ کر الہام بنالیا تھا، اس نے مقاماتِ نبوت پر جی بھر کے ڈاکے بھی ڈالے۔

غرض یہ کہ ایسی وحی اور الہام کا ملغوبہ بنا کر اُلّو بنانے کی کوشش کی، یعنی اس نے وہ حرکت اور وہ کام کیا جو کسی اور دجال نے آج تک نہیں کیا، اس نے ہر زبان کا چوں چوں کا مربہ بنا کر رکھ دیا، پھر اس نے اللہ عزوجل کے نام میں بھی تحریف کی، اس نے اللہ تعالیٰ کا نام یلاش اور صاعقہ بھی بتلایا، حالانکہ قرآن وحدیث میں ایسے فضول اور بے معنی کلام کا نام ونشان بھی نہیں ہے، اور قرآن نے اسی حرکتِ بد کو الحاد قرار دیا، اور تو اور اس کو مرزا قادیانی نے قرآن کی فصاحت کے بعد اپنی فصاحت کو نمبر دو پر رکھ کر اپنے آپ کو عربی فصاحت کا چیمپئن قرار دینے لگا، اور اپنے بارے میں لکھا کہ:

> ''خدا تعالیٰ نے الہام سے مجھے خبر دی تھی کہ تجھے عربی زبان میں ایک اعجازی بلاغت وفصاحت دی گئی ہے اور اس کا مقابلہ کوئی نہیں کرے گا۔'' (سراج منیر، روحانی خزائن، ج:12، ص:39)

اور پھر آگے ایک اور جگہ اپنے بارے میں لکھا کہ:

> ''میں قرآن شریف کے معجزہ کے ظل پر عربی بلاغت وفصاحت کا نشان دیا گیا ہوں، کوئی نہیں جو اس کا مقابلہ کر سکے۔'' (ضرورۃ الامام، روحانی خزائن، ج:13، ص:۴۹۶)

بعد ازاں علمائے اُمت کو بھی للکارنے لگا کہ مجھ سے عربی نویسی کا مقابلہ کرلو، یہ ازلی شقی اپنے دعووں میں کیسے کیسے ذلیل وخوار اور کذاب ثابت ہوا، اس کو دنیا آج تک مشاہدہ کرتی آرہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: ''أنا أفصح العرب'' اس کے مقابلے پر دعویٰ کر کے اس نے اپنی ازلی شقاوت پر مہر بھی

لگادی، پھر وہ یہ کہہ کر مزید ذلیل ہوگیا کہ:

''قرآن شریف خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔'' (حقیقۃ الوحی،ص:87،خزائن،ج:22،ص:87)

کیونکہ قرآن تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام ہے، وہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک کے الفاظ بھی نہیں، چہ جائیکہ اس ازلی بد بخت کے منہ کی باتیں ہوں، اس لیے اس سلسلہ میں علماء امت کو چیلنج کر کے قدم قدم پر ذلیل وخوار ہوا، چنانچہ مولانا محمد حسین فیضی نے ایک 32 اشعار کا بے نقط قصیدہ لکھ کر مرزا قادیانی کو پیش کیا کہ لو پڑھ کر سنا دو، مگر مرزا قادیانی پڑھ نہ سکا۔

پھر اس نے ''المنار'' کو بھی اپنا کلام بھیجا تو اس نے بھی خوب اس کی درگت بنائی، اس نے کہا کہ: اس شخص کا کلام ''یورث السل والدق سل'' اور دق ٹی بی کی بیماری کا باعث ہے، لہٰذا ماہرین کے علاج کی ضرورت ہے، اسی طرح اپنے دعویٰ کی وجہ سے انتہائی ذلت ہوتی رہی اور ہو رہی ہے۔

الغرض مرزا قادیانی کا ہر دعویٰ ہر بات اور اپنے ہر فعل میں سو فیصد فیل تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام مسلمانوں کو ایسے مکاروں دجالوں اور نوسر بازاروں سے محض اپنے فضل وکرم سے محفوظ فرمائیں اور دینِ مصطفیٰ سے ہی وابستہ رکھے اور ان قادیانیوں کو بھی ہدایتِ ابدی عطا فرمائیں، آمین۔

مرزا قادیانی کی تخم ریزی اور کاشت کاری
ایک پروسیس کے تحت

قادیانیت کا پودا کس طرح کاشت کیا گیا: یہ بھی ایک کہانی ہے، جسے جانے بغیر ان کا گھناؤنا چہرا نظر آنا ممکن نہیں ہے۔

ہندوستان کے سامراجی عہد میں والیانِ ریاست دل سے سامراج کے وفادار تھے، انہیں یوں سمجھا جائے جیسے وائسرائے دہلی کے سامنے صوبوں کے گورنر ہوتے ہیں۔ کشمیر کی مسلم ریاست میں راجہ ہری سنگھ کی حکومت تب ہی تھی کہ راجہ بذات خود سامراجی عملداری کا وکیل تھا، سامراج کی پشت پناہی کے بغیر کس طرح اتنی بڑی مسلم ریاست راجہ کے زیرِ حکومت رہ سکتی تھی؟ سامراج نے جو کام لینا ہوتا تو ان والیانِ ریاست کے ذریعے با آسانی لے لیتے۔

ریاست جموں اور سیالکوٹ ساتھ ساتھ ہیں، مہاراجا کے شاہی طبیب (بھیرہ) ضلع سرگودھا کے ایک حکیم تھے، ان کا نام نورالدین تھا، مرزا غلام قادیان کچھ شرمناک کاموں میں ملوث ہوئے اور قادیان چھوڑ کر مجبوراً سیالکوٹ آ گئے، اور ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں بطور عرضی نویس ملازم ہو گئے، یہیں حکیم نورالدین اور مرزا غلام قادیانی میں دوستی ہوگئی اور پھر ایسا وقت آیا کہ جب مرزا غلام قادیان آئے تو حکیم نورالدین بھی قادیان آ گئے۔

حکیم نورالدین قرآن وحدیث کے عالم تھے، مرزا سیالکوٹ میں عملیات میں لگ گیا تھا، معلوم ہوتا ہے کہ حکیم نورالدین نے ہی اس کو عملیات میں لگایا ہوگا، اس لائن میں جو مشقتیں کرنی پڑتی ہیں، حکیم صاحب ان ریاضتوں کی محنت نہ کرنا چاہتے تھے، انہوں نے مرزا کی سادگی سے فائدہ اُٹھا کر ان کو اس طرف لگا دیا۔

مرزا غلام اور حکیم نورالدین میں اس وقت کس کی شہرت زیادہ تھی؟ یہ بات بھی معلوم کرنے کی ہے، حکیم نورالدین تو مہاراج کے شاہی طبیب تھے اور مرزا غلام اس وقت گمنامی کی حالت میں تھا، چونکہ وہ قادیان سے سیالکوٹ محض اس لیے گیا تھا کہ اس کو قادیان رہنے میں شرم محسوس ہوتی تھی۔ اب ظاہر ہے جو گمنامی کی زندگی بسر کر رہا ہو، ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں معمولی عرضی نویس ہو، اس کی وائسرائے ہند تک کیسے رسائی حاصل ہوئی؟ اس میں مرکزی کردار حکیم نورالدین ہی ہوسکتا ہے۔ مرزا کی سیالکوٹ کی ملازمت 1864ء-1868ء تک ہے۔

حکیم نورالدین کی نشاندہی پر راجہ ہری سنگھ کو مرزا غلام کا پتہ چلا اور راجہ ہری سنگھ سے وائسرائے کو یہ بات پہنچی کہ ایک ایسا سادہ آدمی مل گیا ہے، جو مسیح ہونے کا دعویٰ کرے اور احکام وعقائدِ اسلام کو منسوخ قرار دے، اپنے عملیات کے بل بوتے پر کچھ شعبدے دکھائے اور اسے کچھ ایسے لوگ مل جائیں جو اسے اپنا حضرت اور پیر کچھ نہ کچھ مان لیں، یہ وہ ترتیب تھی جس سے سامراج کے حق میں اس پودے کی کاشت ہوئی۔

سامراج نے قادیان میں یہ پودا اس طرح کاشت کیا، ظاہر ہے اس کے لیے کچھ اس قسم کے دستاویزی ثبوت بھی چاہئیں، مرزا غلام کی طلبی اربابِ اقتدار راجا یا گورنر کے ہاں ہو یا دربارِ عالی میں، وہ طلبی نورالدین کی وساطت سے ہی ہوئی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے آسمانی دعوے دینی دوستوں کے مشورے سے نہیں ہوتے، سو اگر حکیم نورالدین کے مشوروں کا ثبوت مل جائے تو یہ ثابت ہو جائے کہ یہ ایک سیاسی کھیل تھا جو ہندوستان کی زمین میں مذہب کے نام پر کھیلا گیا۔ پھر مرزا غلام کی خطابت وکتابت کی کہانی جو زبان زدِعام ہے، وہ بھی اس کی شاہد تائید ہے۔

اب اگر غور سے دیکھیں تو یہ سب صورتیں کس طرح ایک ایک کر کے پوری کی گئیں۔

مہاراجہ کی مرزا غلام سے ملنے کی خواہش:

مرزا غلام کا بیٹا بشیر الدین، حکیم نورالدین کے حوالے سے لکھتا ہے، حکیم صاحب نے مرزا صاحب کو لکھا:

”اگر حضور یہاں تشریف لا سکیں تو مہاراج حضور کی ملاقات کی خواہش رکھتے ہیں۔“

(سیرت المہدی، اولڈ ایڈیشن، جلد اول، صفحہ:179، روایت نمبر:162۔ سیرت المہدی، جدید ایڈیشن، جلد اول، ص:163،164، روایت نمبر:162)

وہ کس بات کے لیے ملنے کی خواہش رکھتے تھے، یہ بات شاید زیادہ دیر تک چھپی نہ رہنے پائے۔

مرزا صاحب ان دنوں کوئی ایسی شخصیت کے حامل نہیں تھے کہ اوپر درجے کے حکمران ان سے ملنے کی خواہش رکھیں، یہ کوئی پروگرام ہی تھا جو حکیم نورالدین کی وساطت سے طے ہو رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ ملاقات کسی دادو دہش یا رقم ملنے کے لیے نہ تھی، بلکہ ایسی تھی کہ جیسے بعض حکمران بزرگوں سے نیازمندی سے ملتے ہیں، ہم جواباً کہتے ہیں کہ اگر یہ ملاقات کسی لین دین کے لیے نہ تھی، تو مرزا صاحب نے اس کے جواب میں یہ کیوں لکھوایا: ”بئس الفقیر علی باب الأمیر. “اس سے پتہ چلتا ہے کہ حکیم نورالدین نے کس جہت سے دربار میں مرزا غلام کا تعارف کرایا ہوگا۔

اب آیئے اصل بات کی طرف! مرزا غلام اپنے ایک خط میں اپنے مخدوم حکیم نور الدین کو لکھتا ہے:

''جو کچھ ان مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ درحقیقت اس عاجز کو مثیل مسیح بننے کی حاجت نہیں۔''

(مکتوبات احمدیہ، جدید ایڈیشن، جلد:2، صفحہ:98،99)

آسمانی دعووں میں یہ آپس کے مشورے کس صورتِ حال کا پتہ دیتے ہیں؟ اگر یہ پودا حکیم نور الدین کا کاشت کردہ نہیں، تو بتایئے! وہ یہ مشورے کیوں دے رہا ہے؟

امسال قادیانی حج

ہمیں قطعی علم ہے کہ مرزا قادیانی کے پیروکار مکہ پاک و مدینہ شریف کسی بھی عبادت کی غرض سے نہیں جاتے، بلکہ صرف اور صرف مسلمانوں کے اس عظیم اجتماع میں اپنی سرگرمیوں کو عام اور حرمین شریفین میں اپنا مشن و مرکز قائم کرنا مقصود ہے، لیجئے! ایک حوالہ بھی پیش خدمت ہے:

''بچپن سے میرا خیال ہے، جس کا میں نے دوستوں سے بار بار ذکر کیا ہے کہ میرے نزدیک احمدیت کے پھیلنے کے لیے اگر کوئی مضبوط قلعہ ہے تو مکہ مکرمہ ہے اور دوسرے درجہ پر پورٹ سعید۔ اگر کوئی شخص وہاں چلا جائے تو ساری دنیا میں احمدیت پہنچا سکتا ہے۔ وہاں سے ہر ملک کا جہاز گزرتا ہے، ٹریکٹ تقسیم کیے جائیں۔ اسی طرح ایسے ایسے علاقوں میں حضرت مرزا قادیانی کا نام پہنچ جائے، جہاں مدتوں نہیں پہنچ سکتے۔ مگر مکہ مکرمہ سب سے زیادہ بڑا مقام ہے، وہاں کے لوگ ہمارے بہت کام آ سکتے ہیں۔'' (خطبات محمود، ج:7،ص:68)

رہی دوسری بات مرزا مسرور قادیانی کی کہ: ''ہم کسی کو کافر نہیں کہتے۔''

اس سلسلے میں عرض ہے کہ سادہ مسلمان تو شاید یہی سمجھیں جو آپ کہہ رہے ہیں، لیکن نئی نسل جن کی آپ بود و باش کر رہے ہو، اگر وہ اصل حقیقت سے نا آشنا رہی تو شاید اس گروہی سسٹم اور مافیا نظام جماعت سے نکلنے کا شدید خطرہ لاحق نظر آتا ہے، چلیں آپ نہیں بتاتے، ہم ہی کچھ ان کی خدمت میں عرض کر دیں۔ لیجئے جی!

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔''

(انوار العلوم، جلد نمبر:6، آئینہ صداقت، صفحہ:110)

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے، مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے، مگر محمد کو نہیں مانتا، اور یا محمد کو مانتا ہے، پر مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل، صفحہ:110 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

’’غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہی ہوا، اس لیے اس کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیے۔‘‘

(انوار العلوم، جلد نمبر: 3، انوارِ خلافت، صفحہ: 150)

بس آخر میں صرف مرزا مسرور قادیانی سے یہ عرض ہے کہ دوسروں کو بے وقوف بنانا بند کر دیں۔ تمام مرزائیوں سے بھی گزراش ہے کہ اپنے مربیوں کے ہاتھوں بیوقوف نہ بنیں، اور اپنے اندر حق کو قبول کرنے کا حوصلہ پیدا کریں۔

کفر غماز لوگ

تاویل کی دو قسمیں ہیں:

ایک تاویل تو وہ ہے جو کتاب وسنت اور اتفاقِ اُمت کی کسی قطعی بات کی مخالف نہیں۔

اور ایک تاویل وہ ہے جو ان مذکورہ چیزوں سے ثابت شدہ کسی حکم قطعی کے متصادم ہو۔

پس یہ شکلِ ثانی زندقہ ہے، پس جو شخص اللہ کی رؤیت کا منکر ہو، قیامت کے روز یا عذابِ قبر کا منکر ہو اور منکر نکیر کے سوال کا منکر ہو یا پل صراط اور حساب و کتاب کا منکر ہو، خواہ وہ کہے کہ مجھے ان راویوں پر اعتبار نہیں یا یوں کہے کہ ان راویوں کا تو اعتبار ہے، مگر حدیث کے معنی دوسرے ہیں، اور یوں کہہ کر ایسی تاویل بیان کرے جو اس سے پہلے نہیں سنی گئی، بس وہ زندیق ہے۔

یا یوں کہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم نبوت ہیں، لیکن اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نام نبی رکھنا جائز نہیں، مگر نبوت کے معنی اور مصداق یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونا، مخلوق کی طرف کہ اس کی اطاعت فرض اور وہ گناہوں سے معصوم ہو اور اس بات سے معصوم ہوں کہ اگر اس کی رائے میں غلطی ہو تو وہ اس پر باقی رہے، تو یہ معنی اور مصداق آپ کے بعد ائمہ میں موجود ہیں، یہ شخص زندیق ہے۔

تکذیبِ رسول کی یہ صورت جس کا نام زندقہ والحاد ہے، درحقیقت نفاق کی ایک قسم ہے اور عام نفاق سے زیادہ اشد اور خطرناک ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جب کہ سلسلۂ وحی منقطع ہو گیا اور کسی شخص کے دل میں چھپے ہوئے کفر ونفاق کے معلوم ہونے کا ہمارے پاس کوئی قطعی ذریعہ نہیں ہے، تو اب منافق صرف انہی لوگوں کو کہہ سکتے ہیں جن سے اسلام کا مدعی کے ساتھ ساتھ کچھ اقوال و اعمال ایسے سرزد ہو جائیں، جو اُن کے باطنی کفر کی غمازی کریں۔

زندقہ والحاد اسی کی ایک مثال ہے، اسی لیے ''عمدة القاري'' شرح بخاری میں اور تفسیر ابن کثیر میں میں آیت ''في قلوبهم مرض'' کے تحت حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے:

''یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد کسی کے دل میں کفر ونفاق کتنا ہی چھپا ہو، لیکن ہمارے پاس اس کا ذریعۂ علم نہ ہونے

کے باعث ہم اس کو کافر یا منافق نہیں کہہ سکتے، اب ہمارے پاس ایک ہی قسم موجود ہے، جس کو زندقہ کہتے ہیں، یعنی دعوائے اسلام اور شرائع کا پابند ہونے کے ساتھ کوئی عقیدۂ کفریہ رکھنا یا ضروریاتِ دین میں تاویلِ باطل کر کے اس اجماعی معنی میں تحریف کرنا۔''

حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو اُمت کے مسلم امام ہیں اور ان کی امامت کے تمام مسلمان قائل ہیں، اور تو اور خدا بخش قادیانی نے اپنی کتاب ''عسل مصفیٰ'' میں جس کو مرزا غلام قادیانی نے حرفاً حرفاً سن کر تصدیق کی ہے، کے صفحہ نمبر: 164 پر مجددینِ اسلام کی فہرست میں لکھتے ہوئے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو پانچویں صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ کفر و ایمان میں الحاد و زندقہ کی شدید مذمت اور اس مسئلہ کی نزاکت کا خیال فرما کر ایک مستقل کتاب ''التفرقة بين الإسلام والزندقة'' تصنیف فرمائی، جس میں قرآن وسنت اور عقل ونقل سے واضح کر دیا کہ تاویل اور الحاد میں کیا فرق ہے اور یہ کہ زنادقہ و ملاحدہ کی اسلامی برادری میں کوئی جگہ نہیں، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں، اگرچہ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہیں۔

مرزا قادیانی کے پیروکاروں سے ایک تاریخی بالمشافہ گفتگو

(حصہ اول)

قارئین مرزا قادیانی کی محمدی بیگم سے شادی نہ ہونے کے سلسلہ میں اس کا اپنی اولاد کو محروم الارث کیے جانے کا ظالمانہ فتویٰ پڑھا ہوگا، جو دراصل ایک ایسی خاتون کے لیے الزامی جواب اور ہمدردی کے طور پر لکھا گیا تھا، جنہوں نے بدقسمتی سے چند سال قبل سوشل میڈیا کی دوستی کے بعد ایک قادیانی آدمی سے شادی کر کے خود بھی قادیانیت کو اختیار کر لیا تھا، بعد ازاں اپنے مسلمان بھائی کو بھی مرزا قادیانی کے پیروکاروں میں شامل کرنے کی کوشش کرتی رہی، اسی دوران ان کے والد انتقال فرما گئے، وہ اپنے والد کی جائیداد میں حصہ چاہتی تھی، لہٰذا اس بارے میں اس خاتون کے بھائی نے مجھ سے رابطہ کیا، اور اس مسئلہ میں اپنی قادیانی ہوجانے والی بہن اور اس کے شوہر سے بات چیت کے لیے ان سے ملاقات کی دعوت دی، تاکہ اس مسئلہ کو اچھے انداز سے گفتگو کر کے حل کیا جائے۔

چنانچہ اس مقصد کے تحت میں نے ایک پروگرام ان کی بہن اور اس کے شوہر سے ملاقات کے لیے ترتیب دیا، اور پھر ان سے ملنے کے لیے میں خود، ہمارے مرد مجاہد مولانا عزت خان صاحب، اور اس خاتون کے بھائی صاحب، ان کے گھر چلے گئے، جہاں پروگرام کے مطابق ہماری ملاقات اس خاتون، ان کے شوہر، قادیانی جماعت کے لندن سے آئے ہوئے مربی عبدالمقیت جوئیہ، اور سیکرٹری تبلیغ عابد انور مربی سے تقریباً 5 گھنٹوں پر محیط گفتگو ہوئی، امید یہی تھی کہ یہ ملاقات ایک اچھے ماحول اور وراثت کے موضوع پر ہوگی، لہٰذا گفتگو کا آغاز شروع میں ایسے ہی ماحول میں ہوا، مگر جب دھیرے دھیرے گفتگو میں مرزا قادیانی کا اپنی اولاد کو محروم الارث کیے جانے کا ظالمانہ ذکر شروع ہوا، تو اس گفتگو کو سب سے زیادہ شور مچا کر قادیانی مربی عابد نے متاثر کرنے کی کوشش کی، کبھی گفتگو کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمِ نبوت اور کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات و وفات کی طرف لے جاتا، کبھی کیا تو کبھی کیا بات کرتا، تاکہ گفتگو کا رخ اس کے موضوع سے کسی طرح ہٹ جائے۔

اس دوران مولانا عزت خان صاحب نے قادیانی مربی عابد سے کہا کہ اس وقت ہمارا موضوع گفتگو یہ نہیں ہے، بلکہ اس وقت ہم وراثت کے موضوع پر گفتگو کرنے آئے ہیں، لہٰذا اسی موضوع پر گفتگو کی جائے، تاکہ بات کسی کنارے لگے، لیکن جب مرزا قادیانی کی کتابوں کے حوالے سے اپنی اولاد کو محروم الارث کیے جانے کی گفتگو شروع ہوئی، اور حوالہ جات پڑھے جانے لگے، تو اپنی عادت سے

مجبور قادیانی عابد مربی نے پھر شور مچانا شروع کر دیا، اور دورانِ گفتگو کہنے لگا کہ میں نے کئی بار قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی کتب کا اردو ترجمہ پڑھ رکھا ہے، اور ساتھ ہی قادیانی عابد مربی نے یہ اعتراف بھی کیا کہ اس کو عربی پڑھنی نہیں آتی۔

دورانِ گفتگو قادیانی عابد مربی سے میں نے پوچھا کہ آپ نے مرزا قادیانی کی کتنی کتابیں پڑھ رکھی ہیں؟ تو کہا کہ کافی کتابیں پڑھی ہوئی ہیں، مگر جب نام پوچھے کہ کون کون سی کتب؟ تو دو چار کتابوں کے نام لیے، پھر کہا کہ سب کے نام زبانی یاد نہیں، جس پر گفتگو کے دوران میں نے قادیانی عابد مربی سے کہا کہ آپ نے نہ تو قرآن کریم پڑھا ہوا ہے، اور نہ احادیث مبارکہ سے کچھ جانتے ہو اور نہ ہی مرزا قادیانی کی کتب پڑھی ہوئی ہیں، اور اسی گفتگو کے دوران قادیانی عابد مربی نے ہمارے بارے میں یہ فتویٰ بھی جاری کیا کہ تم لوگ ختمِ نبوت کے منکر ہو، اور یہ کہ ہم ختمِ نبوت کے ماننے والے ہیں، یعنی قادیانی عابد مربی نے ہمارے لیے کفر کا فتوی جاری کیا، اور اپنے مسلمان ہونے کی سند جاری کی، کیونکہ اس قادیانی ہو جانے والی خاتون کے بھائی صاحب کے اصولی موقف کے مطابق جب اس کی بہن دین اسلام کو چھوڑ کر قادیانی ہو چکی ہے، تو ایسی صورت میں کیا اس کا ہم مسلمانوں کی وراثت سے مطالبہ کرنا جائز ہے؟ لہٰذا اسی بات کو لے کر غصہ کرتے ہوئے قادیانی عابد مربی نے ہمارے لیے کفر کا فتویٰ جاری کیا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ اس گفتگو میں سب سے زیادہ شور قادیانی مربی عابد نے مچایا ہوا تھا، کیونکہ موصوف نہیں چاہتے تھے کہ گفتگو اپنے موضوع پر رہے، بہر حال محروم الارث کی گفتگو میں ایک جگہ قادیانی مربی عابد نے یہ ٹکڑا لگانے کی کوشش کی کہ مرزا قادیانی نے محض اس لیے اپنے بیٹوں کو عاق کرنے کی دھمکی دی تھی کہ وہ مرزا قادیانی کے تابع فرمان نہیں تھے، پھر بھول گیا کہ پیچھے کیا بات کہی تھی، تو گفتگو کے دوران آگے چل کر کہنے لگا کہ مرزا قادیانی کے بڑے بھائی عبدالقادر کا جب انتقال ہوا تو ان کی بیوہ نے اپنی جائیداد تقسیم کرنی چاہی، تو اس نے کہا (کس کو کہا؟ یہ عابد مربی نے نہیں بتایا) کہ مرزا سلطان (یعنی مرزا قادیانی کے بڑے بیٹے) نے ہماری بڑی خدمت کی ہے، لہٰذا ہم اپنی ساری جائیداد اس کے نام کر دیتے ہیں، اس وجہ سے مرزا قادیانی نے اپنی جائیداد سے اس کو حصہ نہیں دیا، یعنی اس طرح مختلف تضاد بیانی قادیانی مربی عابد اپنی گفتگو میں کرتا رہا۔

پھر بیوی کو طلاق والے مسئلہ یعنی مرزا قادیانی نے محمدی بیگم سے شادی نہ ہونے کی صورت میں اپنے بیٹے فضل احمد کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا جو کہا تھا، اس بارے میں قادیانی عابد مربی کا کہنا تھا کہ معاذ اللہ ایسا انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت سے ثابت ہے، اس بات کی دلیل پوچھی تو کہنے لگا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا کہا تھا، اندازہ لگائیے کہ مرزا قادیانی کے ظالمانہ رویے کے جواز کے لیے کہاں کی بات کہاں جوڑ رہا ہے؟

اور یہ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی، آپ کسی بھی قادیانی سے مرزا قادیانی کے شرم ناک کردار پر بات کر لیں، قادیانی فوراً مرزا قادیانی کا دفاع کرنے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس ہستیوں سے اس کو جوڑنے کی بدترین مثال دیتے ہیں اور یہی کچھ دورانِ

گفتگو عبدالمقیت جوئیہ قادیانی، اور عابد قادیانی کرنے کی کوشش کرتے رہے، حالانکہ اس گفتگو کے شروع ہونے سے پہلے میں نے ان خاتون کے سامنے گفتگو کے دو راستے رکھے تھے: اول یہ کہ وہ وراثت کے مسئلہ کو مجھ سے سمجھ لیں، دوم اگر وہ قادیانی مربیوں کو اس گفتگو میں شامل کرتی ہیں، تو وہ ہمیں بات نہیں کرنے دیں گے، اور باتوں کو گڈ مڈ کر کے بات کو موضوع سے دور لے جائیں گے اور پھر بعد کے حالات نے میری دوسری بات کو سچ ثابت کر دیا، یہاں تک کہ گفتگو کے دوران میرے اور عزت خان صاحب کے کسی سوال کے جواب میں دونوں مربیوں نے کسی بھی کتابی حوالے کا ثبوت نہیں دیا، سوائے اس کے کہ پوری گفتگو کے درمیان دونوں مربی خصوصاً عابد قادیانی بہت زیادہ شور وغوغا کرتا رہا، تا کہ قادیانی ہوجانے والی خاتون اور اس کا شوہر اصل حقائق سے دور رہیں، ورنہ سچا انسان کبھی بھی سچائی سے منہ نہیں موڑتا، اور نہ ہی دوسرے کے لیے حق تک جانے میں رکاوٹ بنتا ہے۔

قادیانیت اختیار کرنے والی خاتون سے اصل حقائق اوجھل ہیں

قادیانی ہوجانے والی خاتون کے گھر جس مسئلہ وراثت کو افہام وتفہیم سے حل کرنے کی غرض سے ہم لوگ جمع ہوئے تھے، وہ مسئلہ وراثت سے نکل کر قادیانی مربیوں کی جانب سے ہمارے لیے کفر واسلام کا مسئلہ بنا دیا گیا تھا، جس میں ختم نبوت، مسئلہ حیات و وفات مسیح علیہ السلام (جیسا کہ گزشتہ اقساط میں ذکر کر چکا ہوں) سن 1974ء میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کی باتیں بھی ضمنی طور پر تلخی کے ساتھ زیر بحث آنے لگیں، یعنی مسئلہ وراثت وہاں موجود قادیانیوں عبدالمقیت جوئیہ قادیانی اور قادیانی مربی عابد کی جانب سے ایک مناظرانہ رخ اختیار کر گیا تھا، یہاں تک کہ یہ دونوں قادیانی بحث ومباحثہ میں ایک دوسرے سے برتری حاصل کرنے کے لیے آپس میں بھی اُلجھ چکے تھے، حالانکہ اس خاتون کے بھائی صاحب کی طرف سے بہت سادہ سا مطالبہ تھا کہ میری یہ بہن قادیانی ہوجانے کے بعد مجھ سے والد صاحب مرحوم کی جائیداد سے اپنے جس حصہ کا مطالبہ کر رہی ہے، کیا اس کی قادیانی جماعت اس کو جائز سمجھتی ہے؟

اور اس پر ان کی قادیانی جماعت کے موجودہ خلیفہ مرزا مسرور کا کیا موقف ہے؟ کیونکہ قادیانیوں کے نزدیک ہم مسلمان تو معاذ اللہ کافر ہیں، تو پھر بقول قادیانیوں کے ہم غیر احمدیوں کی جائیداد میں ایک قادیانی ہوجانے والی خاتون کا حصہ کیوں کر ہوسکتا ہے؟ کیوں کہ قادیانی کلٹ تو مسلمانوں کو کفر کا فتویٰ دے کر خود کو ہر طرح سے مسلمانوں سے علیحدہ رکھتا ہے، یعنی مذہبی اور معاشرتی لاتعلقی کا مکمل طور پر اعلان کرتے ہیں، اور یہی باتیں مرزا قادیانی کی تحریروں اور قادیانیوں کے لٹریچر کا حصہ ہیں، ورنہ وراثت سے محروم کیے جانے کے جو فتوے مرزا قادیانی نے دیئے تھے، وہ اپنے مخالفین کے لیے ہی دیئے تھے، جس میں اس کے اپنے بیٹے، بیوی اور رشتے دار شامل تھے، جس کو مرزا قادیانی نے محمدی بیگم سے شادی کے نام پر اپنی عیاری اور مکاری سے مذہبی رنگ دے ڈالا تھا، لہٰذا اگر قادیانیوں کا موجودہ خلیفہ مرزا مسرور اس مسئلہ پر اپنا موقف اپنے لیٹر پیڈ پر دے دے، تو پھر پتا چلے گا کہ حقیقت حال کیا ہے؟

یہ معاملہ جب دورانِ گفتگو زیر بحث تھا، اس پر جو حیران کن لطیفہ نما موقف قادیانی عبدالمقیت جوئیہ نے پیش کیا، وہ اس کے بقول یہ تھا کہ مرزا قادیانی نے بے شک اپنی بیوی بیٹوں کو محروم الارث کرنے کا فتویٰ دیا تھا، مگر عملی طور پر یہ فتوی نفاذ العمل نہیں کیا گیا تھا، اور یہ بات دورانِ گفتگو کئی بار قادیانی عبدالمقیت جوئیہ کی طرف سے دہرائی گئی، جس پر عزت خان صاحب نے فرمایا، کہ اگر مرزا قادیانی کے محروم الارث کیے جانے کے فتویٰ کا عملی نفاذ نہیں ہوا تھا، تو اس کا قادیانی لٹریچر سے کوئی ثبوت بھی تو نہیں ملتا؟ مگر یہ ساری گفتگو زیادہ تر ان دونوں قادیانیوں کی جانب سے شور وغوغا کی نظر ہوتی گئی، جس کا مقصد ہی یہ تھا کہ قادیانیت اختیار کرنے والی خاتون سے اصل حقائق اوجھل رہیں۔

گفتگو کے درمیان قادیانیوں کا شور مچانا

قادیانیت کی عیاری اور مکاری کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ ان کا نعرہ ''Love for all hatred for none'' ان کی بالمشافہ گفتگو میں ملے گا، یعنی ان کے یہاں جگہ جگہ ''Love for all hatred for none'' کی بازگشت سنائی دیتی ہے، مگر عملی طور پر قادیانی کلٹ اس نعرہ سے کوسوں دور نظر آئے گا، یہی کچھ اس نشست میں بھی دیکھنے کو ملا، جہاں جہاں ہم نے اس گفتگو کے دوران مرزا قادیانی کی کتابوں سے کچھ دکھانے یا بتانے کی کوشش کی، جس میں دو اور دو چار کی طرح بات صاف تھی، ان دونوں قادیانیوں نے اس جگہ مرزا قادیانی کی باتوں کو اپنی من مانی تاویلات کا جامہ پہنانے کی بھرپور کوشش کی۔

اس بارے میں میرا ایک طویل مطالعاتی وعملی مشاہدہ یہ رہا کہ قادیانیت ایسے سیدھے سادھے اور بھولے بھالے مسلمانوں پر کام کرتی ہے، جو خود اپنے دین (دین اسلام) سے ناواقف ہوتے ہیں، یا ایسے لوگوں نے کبھی اپنے دین کا علم جاننے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی ہوتی، لہٰذا ایسے ہی مسلمان بہن بھائی کہیں نا کہیں ان قادیانیوں کے جال کا شکار ہو جاتے ہیں، خصوصاً ایسے لوگ زیادہ جلدی ان قادیانیوں کا شکار بنتے ہیں، جو معاشرتی اور معاشی ترقی کا شارٹ کٹ راستہ چاہتے ہیں، یا پھر وہ نوجوان لڑکے لڑکیاں جو پسند کی شادی چاہتے ہیں، یا پھر اس نوجوان طبقہ میں ایک حصہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جہاں لڑکی قادیانی ہوتی ہے اور لڑکا مسلمان، یا پھر لڑکا قادیانی ہوتا ہے، اور لڑکی مسلمان، اور چاہتے ہیں کہ ان کے درمیان ازدواجی تعلق قائم ہو جائے، تو ایسے جوڑوں کے لیے بھی قادیانیت زرخیز زمین کا کام دیتی ہے کہ جہاں اپنے ماں باپ سے بغاوت کر کے ایسے نوجوان لڑکے لڑکیاں اپنی مرضی کے بیل بوٹے تو لگا لیتے ہیں، مگر انہیں یہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ آخرت کے اعتبار سے وہ کس خسارے کا سودا کر چکے ہیں۔

قادیانیت سے ہمیشہ وہی لوگ محفوظ رہے ہیں، جنہوں نے اپنا رابطہ علمائے کرام سے رکھا، اور پھر انہی کی زیر نگرانی فتنۂ قادیانیت کا بغور مطالعہ کیا، لہٰذا یہی وجہ ہے کہ قادیانیت کا یہ سلوگن ''Love for all hatred for none'' سوائے خوشنمائی اور

جھوٹ کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا، کیونکہ دنیا کا کوئی ایسا مذہب نہیں ہے، جو مرزا قادیانی کی عداوت اور گالی کا نشانہ نہ بنا ہو، بمشکل ہی ایسی کوئی گالی چھوڑی ہو، جو اس نے تمام مذاہب کو نہ دی ہو، مگر قادیانیت اپنے نئے مہمانوں کو کبھی بھی مرزا قادیانی کا یہ بدترین رخ نہیں دکھاتی، اور یہی کچھ مجھے اس قادیانی ہوجانے والی خاتون کے بارے میں یقینی طور پر نظر آرہا تھا کہ اس بہن کے ساتھ دھوکا ہوا ہے، جس کا اسے خود بھی علم نہیں۔

اور ہماری گفتگو کے درمیان ان قادیانیوں کا شور مچانا بھی اسی غرض سے تھا کہ یہ خاتون حق اور حقیقتِ حال نہ جان سکے۔

ہمارے دروازے پھر بھی کھلے ہیں

جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ دین اسلام سے پھر کر قادیانی ہوجانے والی خاتون کے گھر پر ہونی والی بات چیت خالص وراثت کے مسئلہ پر ہونی تھی، مگر وہاں موجود دونوں قادیانیوں نے اپنے غیر اخلاقی عمل سے اور بے جا شور مچا کر اس گفتگو کو کسی کنارے نہیں لگنے دیا، دورانِ گفتگو دونوں قادیانی آنحضرت ﷺ کے حوالے سے مرزا قادیانی کی وہ باتیں پڑھ اور سنا رہے تھے، جس میں مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کے بارے میں تعریفی الفاظ استعمال کر کے لوگوں کو بیوقوف بنانے کی کوشش کی ہے، اور خود کو نبی اکرم ﷺ کا بہت زیادہ متبع بتانے کی کوشش کی ہے۔

اس پر عزت خان صاحب نے وہاں موجود قادیانیوں کے دجل وفریب کا پردہ چاک کرتے ہوئے فرمایا کہ: مرزا قادیانی کے احوال وحالات کو جاننے والے جانتے ہیں کہ دراصل یہی مرزا قادیانی وہ ملعون شخص ہے، جس نے سب سے زیادہ سرکار دوعالم ﷺ کی شان میں گستاخی کی، سب سے بڑی گستاخی تو یہ کی کہ نبی کریم ﷺ کے منصب نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی کوشش کی:

"چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔"

(روحانی خزائن، جلد نمبر:17، اربعین نمبر:4، صفحہ:435)

روحانی خزائن، جلد:17، (تحفۂ گولڑویہ)، صفحہ:153 میں مرزا نے نبی کریم ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار بتائی، جبکہ روحانی خزائن، جلد:21، (نصرۃ الحق)، صفحہ:72 میں مرزا نے اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ بتائی، اور کہیں اس سے بھی زیادہ بتائی ہے۔

پھر یہ کہ معاذ اللہ مرزا قادیانی نے خود کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل بتایا۔

(روحانی خزائن، جلد نمبر:18، (نزولِ مسیح) صفحہ:477)

مگر افسوس کہ مرزا قادیانی کی ان گستاخیوں اور دجل وفریب کو بھی وہاں موجود قادیانیوں نے اپنے شور شرابہ کے ذریعہ دبا دینے

کی کوشش کی، یعنی حتی الامکان کوشش کی گئی کہ صحیح اور حق بات اس خاتون کے کانوں میں نہ جا سکے، قرآن کریم فرقان حمید نے کفار کی علامت یہ بھی بیان کی ہے کہ:

’’وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ‘‘

(سورۃ حم السجدۃ، آیت نمبر:۲۶)

’’اور کہا ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا، مت سنو اس قرآن کو اور اس کی تلاوت کے دوران میں شور مچایا کرو، تا کہ تم غالب رہو۔‘‘

اور یہی صورتِ حال اس وقت میں ان دونوں قادیانیوں کے شور شرابہ میں دیکھ رہا تھا، جو کسی صورت میں بات کرنے کا موقع نہیں دے رہے تھے، ان دو قادیانیوں کی وجہ سے ہماری گفتگو بے شک فی الحال بے نتیجہ رہی، مگر ہمارے دروازے پھر بھی کھلے دل کے ساتھ اس خاتون سمیت ہر اس قادیانی کے لیے کھلے ہوئے ہیں، جو حق کا متلاشی ہو کر حق بات کو سمجھنا چاہتا ہے، بے شک ایسے لوگ ہمارے مہمان بن کر ہم تک آجائیں، ہم ان کا اکرام اور استقبال کریں گے، یا پھر وہ ہمیں اپنے پاس بلا کر ہمیں خدمت کا موقع دیں، ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں، مقصد ان تک حق بات پہنچانا ہے، بے شک اس کام کے اجر کے لیے ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے امیدوار ہیں، وماتوفيقي إلا بالله .

مرزا قادیانی کے بیٹے کا جنازہ
(حصہ دوم)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''میرے لیے چھ عادتوں کی جو ضمانت لے گا تو میں اس کے لیے جنت کی ضمانت لیتا ہوں، لوگوں نے کہا: وہ چھ عادتیں کیا ہیں؟ فرمایا: میراث کی تقسیم میں ظلم نہ کرو اور اپنی جانب سے انصاف کرو'' لا تظلموا عند قسمة موارِيثكم وأنصفوا من أنفسكم. ''

(مجمع الزوائد: باب فی علم الفرائض، حدیث: ۷۱۳۲)

بات چل رہی تھی محمدی بیگم سے مرزا قادیانی کے نکاح کی، جس کو موصوف نے تقدیر مبرم کہہ رکھا تھا، اس کے وقوع پذیر نہ ہونے پر مرزا قادیانی نے اپنی طرف سے جو حکم نامہ جاری کیا تھا، وہ کچھ اس طرح ہے کہ:

''عوام اور خواص کو بذریعہ اشتہار ہذا ظاہر کرتا ہوں کہ اگر یہ لوگ اس ارادہ سے باز نہ آئے اور وہ تجویز جو اس لڑکی کے ناطہ اور نکاح کرنے کی اپنے ہاتھ سے یہ لوگ کر رہے ہیں، اس کو موقوف نہ کر دیا، اور جس شخص کو انہوں نے نکاح کے لیے تجویز کیا ہے، اس کو رد نہ کیا، بلکہ اسی شخص کے ساتھ نکاح ہو گیا، تو اسی نکاح کے دن سے سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوگا، اور اسی روز سے اس کی والدہ پر میری طرف سے طلاق ہے، اور اگر اس کا بھائی فضل احمد جس کے گھر مرزا احمد بیگ والد لڑکی کی بھانجی ہے، اپنی اس بیوی کو اسی دن جو اس کو نکاح کی خبر ہو اور طلاق نہ دیوے تو پھر وہ بھی عاق اور محروم الارث ہوگا اور آئندہ ان سب کا کوئی حق میرے پر نہیں رہے گا۔ اور اس نکاح کے بعد تمام تعلقات خویشی وقرابت و ہمدردی دور ہو جائے گی، اور کسی نیکی، بدی، رنج، راحت، شادی اور ماتم میں ان سے شراکت نہیں رہے گی، کیونکہ انہوں نے آپ تعلق توڑ دیئے اور توڑنے پر راضی ہو گئے۔ سو اَب ان سے کچھ تعلق رکھنا قطعاً حرام اور ایمانی غیوری کے برخلاف اور ایک دیوثی کا کام ہے، مومن دیوث نہیں ہوتا۔''

(مجموعۂ اشتہارات، اولڈ ایڈیشن، جلد اول، ص: 221)

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا تحریر کا ایک ایک لفظ غور سے پڑھ لیجیے، مرزا قادیانی نے بیوی، بچوں، رشتے داروں سے ہر طرح کا نسبی، معاشرتی، اور اخلاقی تعلق ختم کرنے کی صرف دھمکی نہیں دی، بلکہ اس کو عملی طور پر کر کے بھی دکھایا، یعنی مرزا قادیانی کے بجائے جب محمدی بیگم کا نکاح مرزا سلطان محمد سے ہو گیا، تو مرزا قادیانی کے بیٹے فضل احمد نے فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی بیوی کو طلاق لکھ کر کے مرزا قادیانی کے حوالے کر دی، اور باپ کو لکھا کہ:

''آپ کی جس طرح مرضی ہے، اسی طرح کریں۔'' (انوار العلوم، جلد 3، انوارِ خلافت، ص، 149)

اور یہی بیان نصرت جہاں بیگم کا ہے کہ:

''مرزا فضل احمد نے فوراً طلاق نامہ لکھ کر حضرت صاحب کے پاس روانہ کر دیا۔''

(سیرت المہدی، جدید ایڈیشن، جلد اول، حصہ اول، ص:26)

مگر اس کے باوجود مرزا قادیانی کی شقاوتِ قلبی کا مظاہرہ دیکھیے کہ جب فضل احمد کا انتقال ہوا، تو مرزا قادیانی نے اپنے اس بیٹے کا نمازِ جنازہ تک نہیں پڑھا۔

اختلاف کے باعث اپنی جائیداد سے حصہ
(حصہ سوم، آخری قسط)

حصہ دوم کے آخر میں آپ حضرات یہ بات پڑھ چکے ہیں کہ جب مرزا قادیانی کی زندگی میں اس کے بیٹے فضل احمد کا انتقال ہوا، تو اس نے اس کا نمازِ جنازہ پڑھنا بھی گوارہ نہ کیا، حالانکہ یہ وہی بیٹا ہے، جس نے مرزا قادیانی کے کہنے پر اپنی بے قصور بیوی کو نہ چاہتے ہوئے بھی طلاق دے ڈالی۔ مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت پر ایمان نہ لانے اور غیر احمدی یعنی مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک معاذ اللہ کافر ہونے کی وجہ سے فضل احمد معتوب تھا، مگر اس کے باوجود خود مرزا قادیانی کو اس بیٹے کے بارے میں یہ اقرار تھا کہ:

''میرا فرمانبردار ہی رہا، میری بڑی عزت کیا کرتا تھا، اور یہ بھی کہ وہ اتنا فرمانبردار تھا کہ بعض احمدی بھی اتنے نہ ہوں گے۔'' (انوار العلوم، جلد:3، ص:149)

یعنی اس درجہ کی فرمانبرداری کے باوجود مرزا قادیانی کی بے رحمی ملاحظہ فرمائیں کہ فضل احمد کی نمازِ جنازہ میں شرکت نہیں کی، دوسری طرف اولاد اور رشتے داروں کے ساتھ مرزا قادیانی کے ظالمانہ رویہ کو دینی جواز دینے کے لیے تفہیماتِ ربانیہ کا لکھاری کہتا ہے کہ:

''دراصل عاق قرار دینا اس بات کا مترادف ہے کہ میں شدید دینی اختلاف کے باعث اپنی جائیداد سے حصہ نہیں دینا چاہتا، جس طرح زندگی میں جائیداد کو باپ تقسیم کرتا ہے، اسی طرح دینی مخاصمت کی بنا پر بیٹے کو اس سے محروم بھی قرار دے سکتا ہے۔ فقہاء بھی اختلافِ دین کو محروم الارث ہونے کا ایک سبب تسلیم کر چکے ہیں۔''

(تفہیماتِ ربانیہ، ص:549)

ہم تو پہلے بھی عرض کر چکے ہیں، اور اب مذکورہ بالا فتویٰ کو دیکھ کر قادیانی جماعت سے پھر پوچھتے ہیں کہ محمدی بیگم سے نکاح کا معاملہ کونسے دینی اختلاف کا سبب تھا، نیز یہ کہ اس نکاح کے ہونے یا نہ ہونے سے دین اسلام کو معاذ اللہ کیا نقصان یا فائدہ تھا؟ یہ کہنا کہ یہ تو مرزا قادیانی کا خالص ذاتی اور نجی معاملہ تھا، جس کو مرزا قادیانی نے اپنی مطلب برآری کے لیے دینی رنگ دینے کی کوشش کی اور نا کام رہا، اب یہاں ایک اور بات سمجھنے کی ضرورت ہے اور وہ یہ کہ:

کچھ رشتے اللہ عَزَّوَجَلَّ بناتے ہیں اور اس میں ہمارا کچھ بس نہیں چلتا، مثلاً یہ کہ اولاد اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے ملتی ہے، یہ بیٹا،

بیٹی، باپ اور بیٹے کا رشتہ، بیٹی اور باپ کا رشتہ، یہ رشتے اللہ عَزَّوَجَلَّ بناتے ہیں، یعنی انسان خود اس رشتے کو نہیں بنا سکتا، انسان دنیا میں آ کر بالغ ہوتا ہے، اور جب شادی کے مرحلہ میں پہنچتا ہے، اور اپنی سوچ سمجھ کے ساتھ ایک رشتہ طے کرتا ہے، یہ انسان کا اپنا بنایا ہوا رشتہ ہوتا ہے، اور اس سے بڑا جو رشتہ ہوتا ہے، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا بنایا ہوا رشتہ ہوتا ہے، لہٰذا اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتے ہیں کہ ان رشتوں کے حقوق کا خیال رکھو، یعنی جو رشتے میں نے بنائے ہیں، تمہارے جو قریبی رشتے دار ہیں، تو یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بنائے ہوئے رشتے ہوتے ہیں، اور جو رشتے ہم بناتے ہیں ان کے حقوق کا بھی ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

لیکن مرزا قادیانی ظالم نے کیا کیا کہ وہ خود ایک رشتہ بنا رہا تھا، وہ چاہتا تھا، کہ کسی کی لڑکی ''جبراً'' اس کو مل جائے، اور الہام کی دھونس اور دھاندلی کا اس نے چکر چلایا، تا کہ الہام کے نام سے لوگ ڈر جائیں، یعنی اگر محمدی بیگم کی شادی کہیں اور کر دی تو وہ شخص مر جائے گا، بہر حال مرزا قادیانی نے محمدی بیگم کے گھر والوں کو ڈرانا چاہا، مگر وہ ڈرنے والے نہیں تھے، اللہ پر توکل والے لوگ تھے، اور جن بچی والوں کے گھر رشتے کیے جاتے ہیں، وہاں کوئی بھی بچی والا کسی سے ڈر کر یا زور بردستی پر اپنی بچی کا رشتہ نہیں کرتا، اور مرزا قادیانی محمدی بیگم سے رشتے کو زبردستی چاہتا تھا، اور اس معاملے میں مرزا قادیانی ایسا اندھا ہوا کہ اس کو دنیا و آخرت کی کوئی ہوش نہیں رہی، اور عقل بھی ٹھکانے پر نہیں رہی، یہاں تک کہ جس رشتے کو مرزا قادیانی ''جبراً'' طے کرنا چاہ رہا تھا، اور وہ جب نہیں طے ہو پا رہا تھا، تو جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بنائے رشتے تھے، اس کو بھی مرزا قادیانی نے توڑ ڈالا۔

لہٰذا یہی وہ رویہ تھا، جس کو مرزا قادیانی نے اپنے گھر والوں اور عزیز و اقارب کے ساتھ روا رکھا، اور مرزا قادیانی کو محمدی بیگم سے شادی کے سلسلہ میں مستقل طور پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا، مگر اس ناکامی کی سزا مرزا قادیانی نے اپنے بیوی بچوں سمیت اپنے عزیز و اقارب سے قطع تعلقی اور محروم الارث کر کے دی۔

وما توفيقي إلا بالله

براہین احمدیہ (قابلِ اتباع عمر)

سوال کا پہلا حصہ:

مرزا قادیانی کے پیروکاروں کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی قابلِ اتباع عمر کون سی ہے؟ (مطلب عمر کا کون سا حصہ قابل اتباع ہے؟)

سوال کا دوسرا حصہ:

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کب کیا؟

سوال کا تیسرا حصہ:

مرزا قادیانی کی پیدائش و نبوت کے دعوے میں کتنے سال کا فرق ہے؟

سوال کا چوتھا حصہ:

مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلی کتاب کون سی لکھی تھی؟

پہلے حصہ کا جواب:

جب سے مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا، تو مرزا قادیانی کے پیروکاروں کے نزدیک سب سے قابلِ اتباع عمر وہی ہے، جس میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

ٹوٹل عمر:

مرزا غلام احمد قادیانی کی سن پیدائش 1839ء ہے اور 26 مئی 1908ء کو وفات ہوئی تو اس کی ٹوٹل عمر 69 سال بنتی ہے، جبکہ مرزا محمود کے مطابق یعنی 1834ء کے مطابق مرزا کی عمر 74 سال بنتی ہے، لہٰذا مرزا کی پیدائش سے لے کر 1901ء تک مرزا کی عمر 62

سال بنتی ہے۔(یعنی 1839ء-1901ء تک)۔اور 1901ء-1908ء تک 7 سال بن رہے ہیں۔

دوسرے حصہ کا جواب:

مرزا غلام احمد قادیانی نے 1901ء میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔

تیسرے حصہ کا جواب

پیدائش ونبوت کے دعوے میں تقریباً 62 سال کا فرق ہے۔

چوتھے حصہ کا جواب:

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی پیدائش کے بعد یعنی اپنی زندگی میں جو سب سے پہلی کتاب لکھی، وہ براہین احمدیہ تھی، اس کتاب میں مرزا نے بلند وبانگ قسم کے دعوے کیے تھے، اس کی پیدائش کے بعد سے سمجھو یہ پہلی کتاب ہے۔

مرزا قادیانی کی زندگی کے دو حصے کر دیتے ہیں:

1:- ایک زندگی کا حصہ پیدائش سے لے کر نبوت کے دعوے تک۔

2:- دوسرا زندگی کا وہ حصہ جو نبوت کے دعوے سے لے کر مرنے تک۔

قادیانوں سے سوال

تو اب قادیانوں سے سوال یہ ہے کہ ان کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی کی کون سی عمر (یعنی کونسی زندگی کا حصہ) قابلِ اتباع ہے؟؟!!

لیکن مرزا کا جو پیچیدہ دعویٰ ہے اور جس کتاب میں اس نے دعوے کیے ہیں کہ میں نے یہ کیا، میں نے وہ کیا، وہ تو براہین احمدیہ میں ہے، اور اسی کتاب میں مرزا نے حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ لکھا ہے۔

بقول قادیانیوں کے جب مرزا نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، ان کے لیے وہ زندگی قابلِ اتباع ہے۔

اس پر بھی ہم ایک طائرانہ نظر ڈال سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو دعویٰ کیا، اس کے مطابق اللہ رب العزت نے اس کے دعوے کے بعد ہی چند سالوں میں اس کی گرفت کر لی ہے، وہ ایک الگ موضوع ہے، لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مرزا نے جو کتاب لکھی ہے، جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے حوالے سے بحث کی ہے، اور اس کے اندر بلند دعوے کیے ہیں کہ میری کتاب کی اتنی اہمیت ہے، اور بقول مرزا قادیانی کے یہ کتاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پسند آئی اور اس میں حیاتِ مسیح کا عقیدہ لکھا، جبکہ قادیانی یہ کہتے ہیں کہ

حضورﷺ اور قرآن کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے۔

ہمارا سوال

اب ہمارا سوال یہ بنتا ہے کہ وہ کتاب جس میں بلند دعوے کیے گئے، جس میں حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ موجود ہے، تو اس کتاب کو پھر کیسے غلط قرار دیا جا سکتا ہے؟ اور اس کو منسوخ کیا جائے، اور اُس میں جو باتیں اور جو بلند دعوے ہیں وہ قادیانیوں کے نزدیک غلط ہونے چاہئیں، اور پھر اس کتاب کو خزائن کا حصہ بھی نہیں ہونا چاہیے۔

جبکہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی شروع ہوتے ہی اور اپنی زندگی کے آغاز میں دعوے سے پہلے یہ کتاب (براہین احمدیہ) لکھی، تو اب سوال یہ بنتا ہے کہ آیا مرزا قادیانی کی جو ابتدائی زندگی میں لکھی جانے والی کتاب جس میں حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ ہے، وہ قابلِ اتباع ہے یا مرزا قادیانی کے دعوے کے بعد والی زندگی قابلِ اتباع ہے؟

نقطۂ نظر:

اصل موضوعِ بحث یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی زندگی جہاں سے شروع ہو رہی ہے، شروع میں ہی قادیانی اس کو اپنی طرف سے غلط قرار دے رہے ہیں، چونکہ اس میں وہ عقیدہ موجود ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا عقیدہ موجود ہے، مرزا کے ماننے والے ابتدائی زندگی کو ہی ردّ کر رہے ہیں۔

تو دونوں زندگیوں میں تعارض ہے، کتاب کے اعتبار سے بھی تعارض، اقوال کے اعتبار سے بھی تعارض ہے۔

قادیانیوں سے ہمارا سوال

تو اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ دعوے کے بعد والی زندگی ٹھیک ہے، تو پھر پہلے والی ٹھیک نہیں ہے، اس اعتبار سے چونکہ اس میں حیاتِ مسیح علیہ السلام کا عقیدہ موجود ہے، تو اس کو پھر غلط قرار دو، منسوخ قرار دو۔

مسلمان اور قادیانیوں کے درمیان مکالمہ

قادیانی:.....قادیانیت ایک تجدیدی (revivalist) کمیونٹی ہے۔

مسلمان:.....اس بات سے آپ کا کیا مطلب ہے؟

قادیانی:.....آپ غور کریں دنیا کے مسلمان گمراہ ہوتے جا رہے ہیں، ہم وہ واحد جماعت ہیں جو اُن کو حضرت محمد ﷺ کی اصلی تعلیمات پر مسیح موعود کی رہنمائی کے ذریعے واپس اصل دین پر لا رہے ہیں۔

مسلمان:.....تو آپ یہ یقین رکھتے ہیں کہ قادیانیت ان تمام برائیوں کو ختم کر رہی ہے، جو ان صدیوں میں مسلمانوں کے اندر سرایت کر چکی ہیں، اور اسلام کو اس کی اصل حالت میں واپس لا رہی ہے؟

قادیانی:.....جی!

مسلمان:.....تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام شروع میں بالکل صحیح اور اصل حالت میں تھا، لیکن وقت کے ساتھ اس میں بگاڑ پیدا ہو گیا؟

قادیانی:.....جی بالکل، ہم یقین رکھتے ہیں کہ اسلام نبی ﷺ کے زمانے میں بالکل اصلی حالت میں تھا۔

مسلمان:.....تو پھر آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اول دور کے مسلمان بالکل صحیح یقین رکھتے تھے؟

قادیانی:.....جی یہ صرف ''ملا'' ہی ہیں جنہوں نے اسلام کو بگاڑا ہے۔

مسلمان:.....تو یہ کہنا بھی غلط نہیں ہوگا کہ ابتدائی چند ادوار کے مسلمان بالکل صحیح اسلام پر تھے، اس بات سے اتفاق کرتے ہیں؟

قادیانی:.....ضروری نہیں، کیونکہ اس دور میں بھی ''ملا'' کا وجود ممکن ہے۔

مسلمان:.....نبی ﷺ نے فرمایا: ''(مفہوم) مسلمانوں کا سب سے بہترین دور نبی ﷺ کا دور یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کا دور ہے، پھر تابعین کا دور ہے اور اس کے بعد تبع تابعین کا دور ہے، تو اس کے مطابق پہلے تین ادوار میں اسلام اصلی حالت میں تھا، تو کیا ہم دونوں اس پر اتفاق کر سکتے ہیں؟

قادیانی:..... یہ حدیث کہاں ہے؟ کیا میں دیکھ سکتا ہوں؟

مسلمان:......جی یہ حدیث صحیح بخاری میں موجود ہے۔

قادیانی:.....ٹھیک ہے، تو اول دور کے مسلمان سچائی پر تھے، میں اس سے اتفاق کرتا ہوں، لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

مسلمان:.....میں اور آپ بغیر کسی نتیجے کے لمبی بحث کرتے رہیں گے، آپ اپنے آپ کو صحیح کہیں گے اور میں اپنے آپ کو صحیح سمجھوں گا، اس لیے ہمیں ان کی بات کو دیکھنا چاہیے جن کو ہم اور آپ دونوں مستند سمجھتے ہیں۔کیا یہ مناسب ہے؟

قادیانی:.....معقول بات ہے، مگر ہم قادیانی یہ یقین رکھتے ہیں کہ مرزا اللہ کے نبی تھے، اس لیے ایک سچے نبی کا فرمان صحابی اور اول دور کے مسلمانوں سے افضل ہوگا، اس لیے میں مرزا کے الفاظ کو اول درجے پر رکھتا ہوں۔

مسلمان:.....لیکن میں ان کو نہیں مانتا اور آپ مجھے ان کے اقوال سے قائل نہیں کر سکتے۔

قادیانی:.....ٹھیک ہے تو میں پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بتاتا ہوں، جس میں انہوں نے کہا کہ خاتم النبیین کا مطلب یہ نہیں کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم صحیح ہیں۔

مسلمان:.....آپ کے مربیوں نے اس حدیث کے سیاق وسباق کو نظر انداز کر کے آدھا سچ بتایا ہے، میں اس طرح کی احادیث کا حوالہ نہیں لے سکتا۔

قادیانی:.....ٹھیک ہے، لیکن احادیث کے علاوہ اور کون سے ثبوت ہیں جو میں پیش کر سکتا ہوں؟

مسلمان:.....میرا مشورہ ہے کہ ہم یہ دیکھیں کہ اول دور کے مسلمانوں نے کیا لکھا اور کیا کہا؟

قادیانی:.....مثلاً کس کی بات لیں؟

مسلمان:.....امام ابوحنیفہ؟

قادیانی:.....امام ابوحنیفہ کیوں؟

مسلمان:.....کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، صحابہ رضی اللہ عنہم کے فوراً بعد کے دور کے ہیں، اور وہ دو صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملے بھی ہیں اور قادیانی ان کو مستند بھی مانتے ہیں۔

قادیانی:.....ٹھیک ہے، انہوں نے کیا لکھا ہے؟

مسلمان:.....امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک کتاب ''الفقه الأكبر'' میں لکھا ہے: ''آسمان سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام ایک حقیقت ہے۔'' کیا اس سے ظاہر نہیں ہوتا کہ ہم مسلمانوں کا عقیدہ- کہ وہ زندہ ہیں اور واپس آئیں گے- صحیح ہے؟

قادیانی:.....لیکن میں اس کی تاویل اپنے عقیدے کے مطابق کر سکتا ہوں۔

مسلمان:.....صحیح، لیکن آپ یہ یقین رکھتے ہیں کہ ختم نبوت اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ایک دوسرے سے تعلق ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ شخص جو کسی نبوت کے دعویدار سے اس کی نبوت کی دلیل مانگتا ہے خود کافر ہو جاتا ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ:''میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

قادیانی:.....کیا کوئی اور بھی ہیں جنہوں نے یہ کہا؟ اور جو امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے متفق ہیں۔

مسلمان:.....جی بہت سارے ہیں، اصل میں سب اس بات پر متفق ہیں، مثال کے طور پر ابوجعفر الطحاوی جو تبع تابعین ہیں، فرماتے ہیں: اور وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی مہر ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے ڈرنے والے کے امام اور تمام پیغمبروں میں سب سے زیادہ معزز اور رب العالمین کے محبوب ہیں، ان کے بعد نبوت کا ہر دعویٰ جھوٹ اور دھوکا ہے۔

قادیانی:.....آپ کے یقین کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف نہیں؟

مسلمان:.....نہیں، کیونکہ کل انبیاء کرام علیہم السلام کی تعداد حدیث کے مطابق ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے، عقیدۂ ختم نبوت کے مطابق سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبیوں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا، عیسیٰ علیہ السلام، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے آچکے ہیں، ان کے دوبارہ آنے سے نبیوں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا، لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا کسی بھی طرح اس عقیدے کے خلاف نہیں۔

قادیانی:.....تو ابتدائی دور کے مسلمان بھی یقین رکھتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، اور ان کی واپسی ختم نبوت کے عقیدے کے خلاف نہیں؟

مسلمان:.....جی، بالکل صحیح۔

قادیانی:.....میں اس پر غور کروں گا۔

مسلمان:.....یہی میں چاہتا ہوں، اللہ ہماری سچ کی طرف رہنمائی فرمائیں، آمین!

اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو بہتر تھا

آج کل ہمارے بعض سیدھے سادھے مسلمان بھائی اور قادیانیوں کے دام فریب میں گرفتار لوگ اکثر کہتے نظر آتے ہیں کہ قادیانی انتہائی نیک، خوش اخلاق اور معتدل مزاج لوگ ہوتے ہیں، قارئین سے گزراش ہے کہ راقم قادیانیوں کی اور مرزا قادیانی کے مریدوں کی سخت بداخلاقیوں کا ارتکاب مرزا قادیانی کے قلم سے چند سطریں پیش کر رہا ہے۔ قارئین کو بھی خوب اندازہ ہو جائے کہ قادیانی قیادت اور ان کے پیروکار دونوں کتنے بدزبان و بدعمل، فتنہ و فساد اور بدی و شرارت میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ آیئے! ملاحظہ فرمائیں!

بھیڑیوں کی جماعت

1:۔ ''بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیکم نہیں کر سکتے، چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خودغرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے، بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔'' (شہادت القرآن، صفحہ:99، مندرجہ روحانی خزائن، جلد:6، صفحہ:395 از مرزا قادیانی)

درندے، قادیانیوں سے اچھے

2:۔ ''مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں، بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اُٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اُٹھتا تو چارپائی کو اُلٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار

دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس خوشی کی اُمید سے لوگوں کو جلسہ کے لیے اکٹھے کروں۔''

(شہادت القرآن، صفحہ:2(آخر) مندرجہ روحانی خزائن، جلد:6،صفحہ:396 از مرزا قادیانی)

کج دل لوگوں کی جماعت

3:- میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا! یہ کیا حال ہے؟ یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔نفسانی لالچوں پر کیوں اُن کے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے۔'' (شہادت القرآن، صفحہ:99،مندرجہ روحانی خزائن، جلد:6،صفحہ:395 از مرزا قادیانی)

تہذیب اور پرہیزگاری سے عاری جماعت

4:-''اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للّٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔''

(شہادت القرآن، صفحہ:99،مندرجہ روحانی خزائن، جلد:6،صفحہ:395 از مرزا قادیانی)

اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو بہتر تھا

5:-''میں کہتے کہتے ان باتوں کو تھک گیا کہ اگر تمہاری یہی حالتیں ہیں تو پھر تم میں اور غیروں میں فرق ہی کیا ہے؟ لیکن یہ دل کچھ ایسے ہیں کہ توجہ نہیں کرتے اور ان آنکھوں سے مجھے بینائی کی توقع نہیں،لیکن خدا اگر چاہے اور میں تو ایسے لوگوں سے دنیا اور آخرت میں بیزار ہوں۔اگر میں صرف اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو میرے لیے ایسے لوگوں کی رفاقت سے بہتر تھا جو خدا تعالیٰ کے احکام کو عظمت سے نہیں دیکھتے۔'' (شہادت القرآن صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفی 397 از مرزا قادیانی)

شوق پورا نہیں ہوا

6:-''میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کرلیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے

اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے، بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے، مگر ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔'' (مجموعۂ اشتہارات، جدید ایڈیشن، جلد اول، صفحہ:472,471)

جلنے والی لکڑیاں

7:-''اور میں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلۂ بیعت میں داخل ہیں، وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ میں اُن کی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کر سکوں، بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں، جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے، مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ اول ان میں دلسوزی اور اخلاص بھی تھا، مگر اب اُن پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی، بلکہ صرف بَلْعَمْ کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ منہ سے اُکھاڑ کر پیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں، وہ تھک گئے اور درماندہ ہو گئے۔ اور نابکار دنیا نے اپنے دامِ تزویر کے نیچے انہیں دبالیا۔''

(فتحِ اسلام، صفحہ:40، مندرجہ روحانی خزائن، جلد:3، صفحہ:40 از مرزا قادیانی)

کتے

8:-''وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا، پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جائیں کہ صرف دنیا ہی دنیا ان کے دلوں میں ہوتی ہے، نہ ان کی نظر پاک ہے، نہ ان کا دل پاک ہے اور نہ ان کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لیے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں، کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوعِ انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہو لے۔ میں اُس شخص کو اُس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے اور جہاں سڑے گلے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا

میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لیے ایک جماعت ہو۔‘‘ (تذکرۃ الشہادتین، صفحہ:78 مندرجہ روحانی خزائن، جلد:20، صفحہ:78 از مرزا قادیانی)

جب مرزا قادیانی سے اس کی جماعت نے جماعتی چندے کے اسراف کی شکایت کی اور صرف اتنی درخواست کی کہ جناب پیسے اپنے پاس رکھنے کی بجائے ایک کمیٹی کی تشکیل دے دیں، تا کہ شفاف طریقے سے پیسوں کا استعمال ہو سکے، لیکن اس کے جواب میں مرزا قادیانی نے کیا جواب دیا اور اپنی جماعت کی کیا وضاحت کی، ملاحظہ ہو:

مرے ہوئے کیڑے کی طرح

9:-’’میں ایک مدت سے بیماریوں میں رہا اور اب بھی ان کا بقیہ باقی ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھوں، مگر بباعث بیماری کے لکھ نہ سکا۔ آپ کے پہلے خط کا ماحصل جس قدر مجھ کو یاد ہے، یہ ہے کہ میری نسبت کی جماعت کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے، آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور یہ روپیہ ایک کمیٹی کے سپرد ہو جو حسبِ ضرورت خرچ کیا کریں اور یہ بھی ذکر تھا کہ اس روپیہ میں سے باغ کے چند خدمت گار بھی روٹیاں کھاتے ہیں اور ایسا ہی اور کئی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا، جن کو میں سمجھتا ہوں، آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس کا رد لکھوں، میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں، جس کی قسم کو پورا کرنا مؤمن کا فرض ہے اور اس کی خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ کی تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے، بہت صفائی اور اور کھول کر سمجھا دیں کہ اس کے بعد ہم ان کا چندہ بھی بند کرتے ہیں اور ان پر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لیے اپنی تمام زندگی تک ایک حبہ بھی بھیجیں۔ ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دل میں مخفی رکھتا ہے، اس کو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔

یہ کام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جس طرح وہ میرے دل میں ڈالتا ہے، خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح، درست ہے یا غلط، میں اسی طرح کرتا ہوں۔ پس جو شخص کچھ مدد دے کہ مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے، وہ میرے پر حملہ کرتا ہے۔ ایسا حملہ قابل برداشت نہیں، اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسی کی بھی پروا نہیں۔ اگر تمام جماعت کے لوگ متفق ہو کر چندہ بند کر دیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں تو وہ جس نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے، وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کر دے گا جو صدق اور اخلاص رکھتی ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے:

’’ينصرك الله من عنده ينصرك رجال نوحى اليهم من السماء.‘‘

یعنی ’’خدا تیری اپنے پاس سے مدد کرے گا، تیری وہ مدد کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کریں گے اور الہام کریں گے۔‘‘

پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں اور کیا وجہ ہے کہ انہیں جبکہ میں ایسے خشک دل لوگوں کو چندہ کے لیے مجبور نہیں کرتا، جن کا ایمان ہنوز ناتمام ہے۔ مجھے وہ لوگ چندہ دے سکتے ہیں جو اپنے سچے دل سے مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں اور میرے تمام کاروبار خواہ ان کو سمجھیں یا نہ سمجھیں، ان پر ایمان لاتے اور ان پر اعتراض کرنا موجب سلبِ ایمان سمجھتے ہیں۔ میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں، میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسی کو حساب دوں۔‘‘

(ملفوظات، پانچ جلدوں والا سیٹ، جلد چہارم، صفحہ:249-250، طبع جدید، از مرزا قادیانی)

لومڑی، سؤر اور سانپ

مرزا قادیانی کا اپنی جماعت کے بارے میں ’’ارشاد‘‘ ہے:

10:-

بن کے رہنے والو! تم ہرگز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے روباہ، کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار

(براہین احمدیہ، صفحہ:138، حصہ پنجم، صفحہ:108، روحانی خزائن، جلد:21، صفحہ:138، از مرزا)

مرزا قادیانی کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے قادیان کے رہنے والو! تم ہرگز انسان نہیں ہو، تم میں کوئی اپنی منافقت اور مکر وفریب کی وجہ سے لومڑی ہے، کوئی بے حیا اور پلید ہونے کی وجہ سے سؤر ہے اور کوئی اپنی زہرناکیوں کی وجہ سے سانپ ہے۔

ان القابات کے جواب میں قادیانی بھی اپنے ’’حضرت صاحب‘‘ کو کہہ سکتے ہیں کہ جناب! اگر ہم لومڑی، سؤر اور سانپ ہیں تو آپ بھی انسان نہیں ہیں، کیونکہ مستند ہے آپ کا فرمایا ہوا کہ:

کرمِ خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ، صفحہ:127 حصہ پنجم، صفحہ:97، مندرجہ روحانی خزائن، جلد:21، صفحہ:127 از مرزا قادیانی)

دعا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ

جب حضرت آدم علیہ السلام سے جنت میں ایک بات ہوئی، اور انہوں نے توبہ شروع کی، تو بعض محققین لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی توبہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ دیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے معافی طلب کی، تو اللہ نے فرمایا کہ: اے آدم! تم انہیں کیسے جانتے ہو؟ عرض کیا: پروردگارِ عالم! میں نے دیکھا کہ عرش کے پایوں پر لکھا ہے: ''لا إله إلا الله محمد رسول الله'' اس سے میں نے جانا کہ آپ کے اسم گرامی کے ساتھ جس کا اسم ہے، وہ سب سے زیادہ محبوبیت اور سب سے زیادہ کمال لیے ہوئے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام باپ ہیں اور توبہ کر رہے ہیں، تو نسبت کو استعمال فرما رہے ہیں، حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ''ابومحمد'' کیوں؟ پھر جس وقت جنت میں پہنچیں گے، اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی کنیت ''ابومحمد'' ہوگی، حالانکہ ساری انسانیت ان کی اولاد ہیں، کافر بھی، یہودی بھی، مجوسی بھی، مشرکین بھی، فاسقین بھی، مومنین بھی، صالحین بھی، متقین بھی، مگر نسبت کسی کی جانب نہیں، بلکہ ''ابومحمد'' ہوگئی، یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے باپ، اس کو ایسے سمجھیں کہ کسی باپ کی مختلف اولاد ہوں، مختلف کیفیات، احوال، اور اخلاق پر مشتمل ہوں، مگر سب سے زیادہ نیک، سب سے زیادہ باکمال لڑکے کی طرف نسبت کرنا باپ کا طبعی تقاضا ہوگا کہ فلاں کا باپ ہے، اسی طرح ساری بڑی مخلوق میں جو اپنی مثال نہیں رکھتے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت ہوگئی۔

تخلیقِ نورِ محمدی کی تقدیم اور بعثت کی تاخیر میں راز

ہوسکتا ہے آپ لوگوں میں کسی کے دل میں یہ سوال پیدا ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور سب سے پہلے پیدا فرمایا گیا، تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دنیا میں سب سے آخر میں کیوں بھیجا گیا؟ کیا اچھا ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت بھی پہلے ہی ظاہر ہوتی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود اس عالم میں پہلے ہوتا؟ چنانچہ ایک روایت میں ہے: ''کنت نبیا وآدم بین الماء والطین. ''''میں اس وقت سے نبی ہوں جب آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔''

''طین'' کہتے ہیں اس مٹی کو جس میں پانی ملا ہو، مگر دنیا میں سب سے آخر میں بھیجنے میں راز یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر میں تشریف لائیں، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی حیثیت خاتمانہ قرار پائے کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہ ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کی حیثیت خاتمانہ اور ناسخانہ ہو کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی شریعت نہیں اور کوئی ناسخ نہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کی حیثیت خاتم الامم ہو کہ اس کے بعد پھر کوئی امت نہیں۔ اگر پہلے بھیج دیئے جاتے تو بعد میں آنے والا نبی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو منسوخ کرتا، جس طرح پچھلے نبیوں کا معاملہ تھا کہ ایک رسول ایک شریعت لے کر آیا، دوسرا رسول دوسری شریعت لے کر آیا، پہلا منسوخ اور دوسرا ناسخ، اللہ کو منظور تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات اور ان کی شریعت کے بعد کوئی اور نبی یا رسول نئی شریعت لے کر نہ آئے، تاکہ قیامت تک کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت باقی رہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرینہ اولاد زندہ نہ رہنے کا راز

یہی وجہ ہے کہ صاحبزادے کے باب میں ارشاد فرما رہے ہیں کہ یہ زندہ ہوتے تو نبوت سے سرفراز کیے جاتے، غور فرمایئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے زندہ رہیں، اور نبوت سے سرفراز کیے جائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا ثابت نہیں ہوگا، تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت کو قائم ودائم رکھنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کا دنیا سے اُٹھایا جانا پسند فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرینہ اولاد باقی نہ رہے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمانہ حیثیت کو برقرار رکھا، الغرض نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کے باب میں یہ ذکر تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو سب سے آخر میں رکھا، تاکہ کسی اور رسول کی شریعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کو منسوخ نہ کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، حتیٰ کی صاحبزادے کی وفات برداشت کرلی۔

سورۃ الکوثر کا شانِ نزول

سورۃ الکوثر کا شانِ نزول تفسیروں میں موجود ہے کہ عاص بن وائل سہمی نے نبی کریم ﷺ پر طعن کیا، جب آپ ﷺ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور بقولِ بعض حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اور بقولِ بعض حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، تو اس نے یہ کہہ کر طعن کیا کہ "بتر محمد" یا "إنه هو الأبتر" کہ وہ ابتر ہے اور ان کا سلسلہ نسل چند دن بعد ختم ہوجائے گا، اس لیے کہ اولاد کا سلسلہ تو ختم ہو گیا، اب کچھ دن ان کا ذکر و تذکرہ ہوگا، پھر ان کا دین بھی مٹ جائے گا اور وہی ہمارا پرانا آباء واجداد کا دین قائم رہے گا، بعض سے منقول ہے کہ یہ جملہ ابولہب نے کہا، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کا خیال ہے کہ ابوجہل نے یہ بات کہی اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ عاص بن وائل سہمی نے یہ بات کہی، حاصل یہ ہے کہ ان شیاطین میں سے کسی نے یہ بات کہی کہ نبی کریم ﷺ کی اولاد کا انتقال ہونا گویا نسل کا منقطع ہونا ہے، اور جب آپ ﷺ کی سلسلہ نسل ختم ہوچکی تو کچھ دن بعد آپ ﷺ کا تذکرہ بھی ختم ہوجائے گا، اس سے قلبِ اطہر کو تکلیف اور اذیت ہوئی، کیونکہ بیٹے کا انتقال دل کے زخمی کرنے کے لیے کافی تھا، اور دشمنوں کے طعنے نے اس پر نمک چھڑکنے کا کام کیا اور قلبِ محمدی ﷺ انتہائی حساس واقع ہوا تھا، اس سے زیادہ حساس بھلا اور کیا شیئے ہوسکتی ہے؟ اس سے ایک حدیث شریف کا مطلب بھی نکل آیا، جس میں فرمایا گیا کہ مجھے اللہ عزوجل کے باب میں جتنی تکالیف پہنچائی گئیں، کسی کو بھی نہیں پہنچائی گئیں۔

احساسِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہاں بظاہر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بعد کا زمانہ 23 سال کا ہے، اور نوح علیہ السلام کی نبوت کو دیکھیں تو ساڑھے نو سو سال دعوت کا زمانہ ہے، اس کے بعد قوم ہلاک کر دی گئی، پھر بھی آپ علیہ السلام تقریباً ساٹھ سال زندہ رہے، غرض یہ کہ نبیوں نے بڑی بڑی عمر پائیں اور بڑی بڑی اذیتیں برداشت کیں، بعض کو آری سے چیر دیا گیا، بعض کو قتل کر دیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جتنی ایذا مجھے دی گئی' کسی کو نہیں دی گئی، اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طبیعت میں جتنا احساس تھا اس کامل درجے کا احساس کسی میں نہیں تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُمت کے ساتھ شفقت اور ہمدردی جتنی تھی اس درجے کی شفقت کسی کو بھی میسر نہیں ہوئی، خود قرآن کریم میں ہے: ''اگر یہ لوگ ایمان نہ لائیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مارے غم کے آپ اپنا گلا گھونٹ لیں گے، اپنے کو ہلاک کر لیں گے۔'' اُمت کے لیے اس درجہ دلسوزی اور بے چینی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمت کی فکر میں رونا

حدیث میں ایک واقعہ آتا ہے کہ: ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ زار وقطار رو رہے تھے، حق تعالیٰ نے جبرائیل امین علیہ السلام کو بھیجا کہ جاؤ اور رونے کا سبب معلوم کرو، حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حق تعالیٰ کی طرف سے پیغام لے کر پہنچے اور عرض کیا کہ آپ کا یہ رونا کیسا ہے؟ فرمایا: مجھے اپنی اُمت کی فکر ہے کہ ان کا آخرت میں کیا ہوگا؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام پہنچے، حالانکہ اللہ تعالیٰ خود دلوں کے حال سے واقف ہیں، مگر اللہ کا نظام ہے جو ایک خاص تدبیر کے ساتھ دنیا میں چل رہا ہے، حق تعالیٰ کی طرف سے پیغام آیا، جس کا حاصل یہ ہے:

''وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى''

''آپ کو آپ کا رب ضرور وہ دے گا جس سے آپ راضی ہو جائیں گے۔''

یعنی جو آپ کی رضا کا باعث ہوگا۔ حدیث میں ہے کہ:

''جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا تو فرمایا کہ میری اُمت کا ایک آدمی بھی اگر جہنم میں رہا تو''إذا لا أرضٰى''تب تو میں راضی نہیں ہوں گا۔''

گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ ایک متنفّس اور ایک اُمتی بھی جہنم میں رہا تو مجھے چین وقرار نہیں ہو سکتا۔

ایک مثال سے وضاحت:

بعض بزرگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے چینی کو ایک مثال سے واضح فرمایا کہ: قیامت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے لیے ایسے بے چین ہوں گے جیسے ایک مکان ہو اور اس مکان میں ایک ماں اپنے چند بچوں کے ساتھ سو رہی ہو، کوئی اِدھر گوشے میں، کوئی اُدھر گوشے میں، کوئی اِدھر زاویئے میں، کوئی اُدھر خانے میں، مختلف جہاں میں اس کے لختِ جگر سوئے ہوئے ہوں اور اچانک گھر کے مختلف کونوں میں آگ لگ جائے، آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ ماں کو کیسی بے قراری ہوگی، وہ کبھی اِس کونے میں لپکے گی کہ میرے لختِ جگر آگ سے محفوظ ہو جائیں، کبھی اُدھر بے تابانہ دوڑے گی کہ میرے نورِ نظر پر آگ کا کوئی اثر نہ پہنچے، کبھی اِس زاویئے کی طرف وہ بے تابانہ بڑھے گی کہ کہیں میرے بچے کو کوئی اذیت اور تکلیف نہ ہو جائے، وہ بے تاب اور بے قرار، بے چین، کبھی یہاں، کبھی وہاں ہوگی، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے لیے ایسے ہی بے چین ہوں گے۔

میدانِ حشر میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی جگہ

حدیث شریف میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! میدانِ حشر میں آپ سے کہاں ملاقات ہوگی؟ اس لیے کہ وہاں مجمع بہت زیادہ ہوگا، یہاں کسی بڑے اجتماع میں چلے جاؤ تو مائیک پر اعلان کرتے کرتے لوگ عاجز آجاتے ہیں، بلکہ یہ ان کی تلاش میں اور وہ ان کی تلاش میں، بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے ایک آدمی سے کہا کہ آپ یہاں رہیں، ہم بازار جارہے ہیں، کچھ دیر بعد دیکھا، وہ آئے نہیں، تو یہ ان کی تلاش میں اور وہ آئے تو انہیں ان کی تلاش ہوئی، حالانکہ جس کو جہاں چھوڑا ہو، اس کو وہیں رہنا چاہیے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اپنے گمشدہ ہار کی تلاش میں نکلیں، ہار مل گیا، مگر قافلہ روانہ ہو چکا تھا، اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں واپس اسی جگہ آکر بیٹھ گئی، جہاں سے گئی تھی، اس لیے کہ مجھے تلاش کرنے والے جب تلاش کریں گے تو اسی مقام پر تلاش کریں گے، دیکھئے! معاشرے کا ایک اہم مسئلہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس طرزِ عمل سے حل ہوجاتا ہے کہ آدمی اگر وہیں رہے تو دوسرے اس مقام پر پہنچ جائیں گے، اور اگر وہ وہاں نہ رہا، بلکہ اِدھر اُدھر نکل گیا تو ظاہر ہے، پھر پریشانی اور تشویش ہوگی، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: اللہ کے رسول! میدانِ حشر میں تو بہت لوگ ہوں گے، بڑا مجمع ہوگا، آپ کہاں ملیں گے؟ اور آپ کی ملاقات کہاں ہوگی؟ تو ارشاد فرمایا کہ: میں میزانِ عمل کے پاس ملوں گا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کے میزانِ عمل اُٹھانے میں حکمت

میزان کے بارے میں حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے، جس کو سورۂ یونس کی تشریح میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں نقل کیا ہے، فرماتے ہیں:

''میزان جبرائیل علیہ السلام تھامے ہوئے ہوں گے اور اس کا ایک پلڑا آسمان اور زمین سے بڑھ کر ہوگا۔''

اور بندے کی نظر میں میزان کی مناسبت حضرت جبرائیل علیہ السلام سے یہ ہے کہ شریعت کا میزان لانے والے یعنی وحی لانے والے بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں، اور میزان کو اُٹھانے والے بھی حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں، تو اس طرح اللہ کی حکمت کا تقاضا بھی پورا ہوا اور اس پر عمل بھی ہوگیا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام میزان تھامے ہوئے ہوں گے۔

اور فرمایا کہ: ''اگر مجھے وہاں نہ پاؤ تو حوضِ کوثر پر ملوں گا، جہاں میں اپنی اُمت کے پیاسوں کو پانی پلاتا ہوا ہوں گا۔'' اور فرمایا کہ: ''اگر وہاں نہ ملوں تو پھر پل صراط کے قریب تلاش کرنا، وہاں میں دعا کر رہا ہوں گا: ''رَبِّ سَلِّمْ رَبِّ سَلِّمْ!'' یعنی اے اللہ! میری اُمت کی کٹ کٹ کر جہنم میں گرنے سے حفاظت فرما، تو کبھی میزان کے پاس، کبھی حوضِ کوثر پر، کبھی پل صراط پر، گویا جس طرح آگ والے گھر میں ماں اپنے بچوں کو بچانے کے لیے بے چین ہوتی ہے کہ کبھی اس بچے کے پاس، کبھی اس بچے کے پاس، یہ کیفیت ہوگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہ کبھی دعا مانگتے ہوں گے کہ نیکیوں کا پلڑا وزنی ہوجائے، کبھی پانی پلاتے ہوں گے کہ پیاس کی کیفیت دور ہوجائے، اور کبھی دعا ہو رہی ہوگی کہ پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزر جائیں۔

تو حاصل یہ نکلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے قرار تھے تو اللہ کی طرف سے بشارت دی گئی کہ آپ کا رب آپ کی امت کے باب میں آپ کو راضی کردے گا، تو فرمایا:

''میرا ایک بھی اُمتی اگر جہنم میں ہوگا تو میں راضی نہیں ہوں گا۔''

یہ کتنا بڑا شرف ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمایا۔

سب سے پہلے قبر سے کون اُٹھے گا؟

عجیب بات یہ ہے کہ آپ ﷺ دنیا میں سب سے آخر میں تشریف لائے، مگر فرماتے ہیں:

''میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے زمین پھٹے گی۔''

حافظ ابن جوزی ﷺ نے ''وفاء الوفاء'' میں اس کا تذکرہ کیا کہ:

''حضور اقدس ﷺ سب سے پہلے قبر سے برآمد ہوں گے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی وہیں مدفون ہوں گے تو وہ بھی ساتھ ہی ہوں گے اور دائیں بائیں حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہوں گے اور دو وزیر آسمان میں ہیں: جبرائیل اور میکائیل علیہم السلام۔''

زمین و آسمان میں آپ ﷺ کی حکومت ہے، بقول میرے حضرت حکیم الاسلام رحمہ اللہ کہ کسی بادشاہ کا وزیر اگر کسی جگہ وزارت پر ہو تو یہ دلیل ہے کہ اس کی بادشاہت کے اثرات اس مقام پر بھی قائم ہیں، تو دلالۃ النص سے یہ بات نکلی کہ گویا آپ ﷺ کی حکومت جس طرح زمین پر ہے، آسمانوں پر بھی اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے حکومت کی شان قائم کردی ہے، تبھی تو آپ ﷺ کے دونوں وزیر آسمان میں موجود ہیں، تو وزارت آپ کی زمین پر بھی اور وزارت آپ کی آسمان پر بھی ہے، اور بادشاہ سے اس کے وزیر کو جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے مقرر کیا گیا ہو بھلا ہٹایا جاسکتا ہے؟ نہیں، اس لیے ایران کا ایک احمق جس نے یہ بات کہی کہ ہمیں دو بتوں کو ہٹانا ہے، وہ اعلیٰ درجے کی حماقت کی بات ہے، اس لیے کہ حق تعالیٰ نے وزارت عطا فرمائی، اور زندگی بھر آپ ﷺ کے ساتھ رہے اور زندگی کے بعد دنیا سے تشریف لے گئے، تو قبر اطہر میں بھی آپ ﷺ کی معیت ہے اور میدانِ حشر میں بھی ساتھ ہوں گے، تو ان کا ساتھ اتنا طویل ہے، نیز حضور اقدس ﷺ نے ''اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' میں انہیں اپنے ساتھ شریک کیا، جس میں بڑے تفسیری نکات اور حقائق ہیں، تو جب ان کا یہ مقام ہے تو ظاہر ہے کہ ان کے قرب پر کون ہاتھ ڈال سکتا ہے؟!

قیامت میں بھی براق پر سواری

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

''میں پہلا شخص ہوں گا جو زمین سے برآمد ہوں گا۔''

اور حافظ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ: صورت حال یہ ہوگی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے براق لایا جائے گا، ایک براق تو وہ تھا جو معراج میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا تھا، اور وہ بھی اس شان کا تھا کہ بعض اربابِ حدیث لکھتے ہیں، کہ جب پہاڑ پر چڑھ رہا ہوتا تو اس کے پچھلے قدم بڑے ہو جاتے تھے، تاکہ اس کی پشت مستقیم ہو اور پہاڑ سے اُترنا ہوتا تو اس کے اگلے قدم اونچے ہو جاتے تھے، اور جہاں نظر پڑتی وہاں قدم پڑتا، جہاں قدم وہاں نظر، معلوم ہوا کہ اس قدر سریع السیر تھا، ایسی برق تھی، لہذا نام ہی براق ہے، الف کی زیادتی کے ساتھ اس میں الفت ہے، وحشت کا سامان نہیں، غرض یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ براق دیا جو حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی میسّر نہیں تھا، کہ وہ اگر صبح شام میں ایک ایک مہینے کی مسافت طے فرماتے، تو یہاں پر ایک ہی شب میں ساتوں آسمانوں کی مسافت طے کی، اور اللہ تعالیٰ نے شرف عطا فرمایا، اور قیامت میں بھی براق ہوگا اور یہ دونوں وزیر ساتھ ہوں گے، پھر اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع پہنچیں گے، تو وہاں مردے اپنے سروں سے خاک جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے، کیسے خوش قسمت ہیں جو مدینہ منورہ کے قبرستان میں مدفون ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی مدینہ منورہ کی موت نصیب فرمائیں اور اس مقام کی یہ سعادت نصیب فرمائیں، آمین۔

حشر ملک شام میں

اور پھر یہاں یہ کیفیت ہوگی کہ آگے اونٹنی پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہوں گے اور رنگ اس کا سرخ ہوگا، جوان کی سرخروئی کی ترجمانی کرتا ہے، اور ''مجمع الناس'' یعنی ملکِ شام پہنچیں گے اور زمین کو پھیلا دیا جائے گا، چنانچہ فرمایا گیا: ''وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ'' کہ زمین کو پھیلا دیا جائے گا، کیونکہ اب تک زمین میں جانے والے اربوں کھربوں انسان ہیں، اور حشر چونکہ اسی عالم میں ہوگا، لہٰذا زمین کو پھیلا دیا جائے گا، اس کو آپ ایسے سمجھیں جیسے ایک ربڑ کی تھیلی ہو، اس میں کوئی ڈبا اور کوئی چیز رکھیں تو دو چار ڈبے آجائیں اور پھر پھیلا دیں تو پچاسوں کی تعداد میں آجائیں، تو اسی زمین کو اللہ تعالیٰ پھیلا دیں گے، ساری خلقت اس میں سما جائے گی۔ الغرض ''مجمع الناس'' ملکِ شام کی زمین ہے، جیسے کوئی بڑا اجتماع ہو، جس میں تاحدِ نظر بشر ہی بشر ہوں، جدھر دیکھو اُدھر انسان ہی انسان ہوں، مگر جہاں اسٹیج اور کرسی لگی ہوئی ہو، وہ حیثیت ملکِ شام کی ہوگی۔

کوثر کے کثرتِ معنی

بدنصیب کفارِ مکہ نے اعتراض کیا تھا کہ ان کے (آپ ﷺ) لڑکے کا انتقال ہوگیا، اب کچھ دن میں ان کا تذکرہ بھی ختم ہوجائے گا (نعوذ باللہ)۔ توحق تعالیٰ نے اس قلبِ زخمی کی تسکین کا یہ سامان کیا کہ سورۂ کوثر عطا فرمائی، ''کَوْثَر''، ''فَوْعَل'' کے وزن پر ہے۔ ابوحیان غرناطی رحمۃ اللہ علیہ نے ''کَوْثَر'' کے 26 معانی ذکر کیے ہیں۔ ''کَوْثَر'' کے اندر مفہوم ہے مغفرت کا، بشارت کا، ''کَوْثَر'' کے معنی رحمت کے ہیں، ہدایت کے ہیں یا علم وحکمت کے ہیں، نور کے ہیں، آپ ﷺ کے اصحاب کے ہیں، نیز آپ ﷺ کی اُمت کے بھی ہیں، اور اس کے معنی خیر، فلاح دنیا اور آخرت کی ہر طرح کی بھلائی اور ساتھ ساتھ ''کَوْثَر'' کے معنی قرآن کریم کے ہیں، صلوۃ کے ہیں اور ''کَوْثَر'' کے مشہور معنی یہ ہیں کہ یہ جنت کی ایک مستقل نہر کا نام ہے، جس کے دو پرنالے اس حوض میں گرائے جائیں گے، جو میدانِ حشر میں ہوگا اور وہ بھی حوضِ کوثر کہلاتا ہے۔

حوضِ کوثر کی کیفیت

اور ظاہر سی بات ہے کہ ''کَوْثَر'' میں کثرت کا مفہوم ہے، اور وہ اتنا بڑا حوض ہوگا کہ مشرق سے مغرب تک اس کی چوڑائی ہوگی، بعض روایات میں ہے کہ ''کَوْثَر'' میں وسعت کا مفہوم ہے، اس کے کنارے پر ایسے چمکدار پیالے ہوں گے، جیسے آسمان کے ستارے، حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

> ''میں نے جنت میں دیکھا، ایک نہر بہہ رہی ہے، میں نے اس میں ہاتھ ڈالا تو اس کی مٹی نہایت ملائم اور مشک و زعفران کی طرح نہایت خوشبودار تھی۔''

شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی ملائمت اور نرمی کے باب میں لکھا ہے کہ: ''ایسے جیسے مسکہ ملائم ہوتا ہے، ٹھنڈک میں برف اس سے شرما جائے، سفیدی میں دودھ اس کے آگے شرمندہ، تو مسکے سے زیادہ ملائم، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور مشک سے زیادہ خوشبودار اور اسی نہر کے دو پرنالے ہوں گے، جو حوضِ کوثر میں گرائے جائیں گے اور اس پر آپ ﷺ کا منبر

لگے گا، یہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستِ مبارک سے اپنی اُمت کو پانی پلائیں گے، اور جو اُسے پی لے گا، اس کو جنت میں داخل ہونے تک پیاس محسوس نہیں ہوگی، بہرحال اس میں کچھ تفصیلات ہیں اور پھر نماز اور کوثر کے درمیان جو مناسبتیں مفسرین نے لکھی ہیں، وہ اتنی طویل اور لذیذ ہیں کہ:

''سفینہ چاہیے اس بحرِ بیکراں کے لیے''

میں اس کا اہل نہیں ہوں۔

سب سے پہلے سفارش نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کریں گے

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال ظاہر ہوگا تو فرمایا کہ:

''سب سے پہلے اگر شفاعت کی اجازت ہوگی تو مجھ کو دی جائے گی، سب سے پہلے جس کی سفارش قبول کی جائے گی تو میری ہی ہوگی۔''

فرمایا:

''جب سارے انبیاء (علیہم السلام) کہیں گے: میں اس کا اہل نہیں ہوں، میں اس کا اہل نہیں ہوں، تو میں اس وقت کہوں گا: میں اس کا اہل ہوں۔''

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

''لوگ جنت کی تمنا میں ہوں گے، میں وہ پہلا شخص ہوں گا جو جنت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا۔''

تو یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولیت ثابت ہو رہی ہے۔

نیز تمام نبیوں کے اپنے جھنڈے ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

''میرے ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا، جس کے سائے تلے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک سارے بنی آدم جمع ہوں گے۔''

تو اولین و آخرین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

حقانیتِ اسلام کی دلیل

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری پر اس دنیا میں ایسی بہار آئی کہ اس پر کبھی خزاں نہیں آئے گی، دنیا نے لاکھوں مخالفتیں کیں، بلکہ میں تو کہا کرتا ہوں کہ دنیا میں جتنی قومیں اور مذاہب ہیں، ان سب نے اسلام پر اعتراض کیا اور یہ اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے، آپ کہیں یہ دلیل کیسے؟ میں کہوں گا: بالکل دلیل ہے، اگر دنیا کے دوسرے مذاہب اسلام پر اعتراض نہ کرتے تو ہم سمجھتے کہ اسلام میں کوئی عیب ہے، اور جب انہوں نے اعتراضات کیے تو معلوم ہوا اُن کا یہ اعتراض کرنا اسلام کی حقانیت کی دلیل ہے، اور اگر یہ سمجھ میں نہ آتا ہو تو آپ اس کو ایسا سمجھ لیں کہ ایک قدآور بڑا سا آئینہ لگادیں، اس کے سامنے ایک کانا آئے اور کھڑے ہو کر یہ بات کہے کہ اندر کانا موجود ہے، ایک لنگڑا آئے اور یہ کہے کہ اندر لنگڑا موجود ہے تو اس آئینے کا اپنا کوئی قصور نہیں، اس آئینے نے سامنے والے پر اس کی اپنی حقیقت کو واضح کر دیا اور وہی حقیقت ظاہر ہوئی جو اس کے اندر تھی۔

شیخ کا دل مثل آئینہ ہوتا ہے

جیسے ایک شخص ایک شیخ کے مرید ہوئے، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ حضرت! مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا چہرہ جیسے سور کا چہرہ ہو، انہوں نے کہا: کوئی بات نہیں، آپ ذکر کرتے رہیں، تھوڑے دن کے بعد کہا: مجھ کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے آپ کا چہرہ کتے کا چہرہ ہو، تھوڑے دن بعد کہا: مجھے محسوس ہوتا ہے جیسے آپ کا چہرہ بکری کا چہرہ ہو، پھر کچھ دن بعد کہنے لگے: اب آپ کا چہرہ انسان کا چہرہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے بعد کہا: مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا چہرہ جیسے چودھویں کا چاند ہو، تو شیخ نے کہا: میں جیسا تھا، ویسا ہی ہوں، تبدیلی تم میں پیدا ہوئی ہے، پہلے تمہارے باطن میں خرابی تھی، ہمارے قلب کے آئینے میں اس کا عکس پڑتا تھا۔

عقل کے باردان فہم کے مرتبان

جیسے ایک بڑے میاں تھے، اُن کا بچہ اپنے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا لیے ہوئے تھا، اور ایک پانی کا لوٹا تھا، جس کے پاس وہ بیٹھا تھا، کھیلتے کھیلتے روٹی کا ٹکڑا اندر گرا، اس نے جو دیکھا تو اس کو اپنا عکس نظر آیا، اس نے کہا کہ ابا جی! اندر ایک بچہ ہے، جس نے میری روٹی لے لی، وہ بھی عقل کے باردان اور فہم کے مرتبان تھے، ڈنڈا لے کر دوڑے اور اندر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ بڑے میاں اندر موجود ہیں، کہا کہ کمبخت! بچے کی روٹی لیتا ہے؟ تجھے شرم نہیں آتی؟ یہ کہہ کر ڈنڈا زور سے مارا تو وہ لوٹا ٹوٹا، پانی چھوٹا، ٹکڑا وہیں کا وہیں رہا اور بڑے میاں غائب، تو یہ کہنے لگے کہ غیرت مند تھا، اس لیے ٹکڑا چھوڑ کر چلا گیا۔ تو بڑے میاں کا خفا ہونا، لوگوں کا آئینہ پر بگڑنا، ان سب سے واضح ہوا اور یہ بات کھل کر سامنے آئی کہ اس کا اپنا کوئی نقص نہیں ہے، جب مثالوں سے یہ چیز ظاہر اور واضح ہوگئی تو اب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام کے صاف وشفاف آئینے میں لوگوں نے اپنی مسخ شدہ اور بگڑی ہوئی صورت ہی دیکھی، اور اپنے غلط قسم کے طور طریقے دیکھے تو انہوں نے اسلام پر اعتراض کرنا شروع کر دیا، جو درحقیقت اُن کی اپنی ہی ذات پر اعتراض ہے، جیسے آپ گیند کسی دیوار پر اتنی زور سے پھینکیں گے تو ٹکرا کر اُسی قدر زور سے واپس آئے گی، یا کوئی آفتاب پر کیچڑ اُچھالے تو اُچھالنے والے کا دامن داغدار ہوگا،

آفتاب تو یونہی صاف وشفاف رہے گا، تو ایسے ہی اسلام پر کوئی اثر نہیں ہوگا، بلکہ جنہوں نے کیچڑ اُچھالا وہی متاثر ہوں گے، تو اسلام کا پودا جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں کا لگایا ہوا ہے، یہ ایسی اولیت لیے ہوئے ہے کہ اس کے لیے فنائیت اور ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اور اس میں کوئی شبہ ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقبولیت کا عجیب وغریب نظام رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے عجیب شانِ محبوبیت عطا فرمائی ہے۔

صدیق رضی اللہ عنہ کی نورانیت اور ابوجہل کی ظلمت

جیسا کہ بعضوں نے ذکر کیا ہے کہ ابوجہل نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نامناسب بات کہی، اور ایسے جملے کہے جو زبان پر بھی نہیں لائے جاسکتے، جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کے چہرے سے خیر نہیں معلوم ہوتی اور بہت برے جملے استعمال کیے، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا، انہوں نے فرمایا کہ: اے اللہ کے رسول! آپ کے چہرے سے نور، برکت، فرحت وبشاشت کے آثار نمایاں ہیں، فرمایا: سچ کہا تم نے، تو علماء اس کا مطلب یہ لکھتے ہیں کہ دراصل حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی آئینہ کی طرح ہے، اور آئینے میں آدمی کو اپنی شکل نظر آتی ہے، تو ابوجہل کو اپنی نحوست کی پرچھائیاں دکھائی دیں، اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی نورانیت وفراست کے آثار نظر آئے، تو اس میں آئینہ کا کوئی قصور نہیں، بس اس کا یہ قصور ہے کہ اس نے حقیقت واضح کردی۔

ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت بڑے درجے کے پیغمبر ہیں، اللہ نے ان پر نمرود کی آگ کو حرام قرار دیا، ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ ایک تابعی ہیں اور جلیل القدر تابعی ہیں، جنگِ یمامہ میں ایک شخص تھا مسیلمہ کذاب، اسی جیسا ایک شخص مسیلمۂ پنجاب قادیانی گزرا ہے، ویسے ہی مسیلمہ کذاب تھا، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا، اس نے ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا اور ان سے کہا کہ کیا تم اس کی گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ انہوں نے کہا: بے شک میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اس بے وقوف کے ماننے والے بھی پیدا ہو ہی گئے تھے، غلط سلط بات لے کر کوئی آدمی دنیا میں کھڑا ہوتا ہے تو اس کے کچھ ماننے والے ہو ہی جاتے ہیں، بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فرماتے ہیں کہ: ''مردوں کو زندہ کرنے سے میں عاجز نہیں ہوا کہ وہ تو ''قم باذن الله'' کہ اللہ کے حکم سے زندہ ہو گئے، مگر بے وقوفوں کو سمجھانے سے میں عاجز ہو گیا۔'' اس لیے کہ بیوقوفوں کی دنیا ہی عجیب ہوتی ہے، احمقوں سے دنیا آباد ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں احمق لوگ دنیا میں نہ ہوں تو دنیا کا نظام معطل ہو جائے، سارے عقل مند ہوں تو مصیبت، اب جیسے سارے صحت مند ہوں تو ڈاکٹر حکیم کیا کریں گے؟ بیٹھے رہیں گے اور کیا کریں گے؟!

اللہ کا نظام عجیب ہی ہے، اس لیے اگر کوئی چور نہ ہوتا تو تالے بنانے والوں کی آمدنی گڑبڑ ہو جائے گی، پہرا دینے والوں کا سلسلہ ختم ہو جائے گا تو بعض کے لیے بعض چیزیں مصیبت ہیں، اور دوسروں کے لیے اس میں منفعت کی شکل ہے، ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ بڑے جلیل القدر تابعی ہیں، ان سے مسیلمہ کذاب نے پوچھا کہ: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ انہوں نے کہا کہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، پھر اس نے کہا: کیا آپ اس کی گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ فرمایا کہ: میں کچھ نہیں سنتا، اس نے پھر پوچھا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں، کیا آپ شہادت دیتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا: بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اس نے کہا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ فرمایا: میں نہیں سنتا، یہی جملہ تین دفعہ کہا، اور ایسے ہی مسیلمہ کذاب کا واقعہ ہے کہ لوگوں نے کہا کہ حضرت! ایک کنواں ہے، اس میں پانی بہت کم ہے، آپ چل کر ذرا لعاب مبارک ڈال دیں تو پانی میں اضافہ ہو جائے گا، اس میں لعاب ڈالا، تو جتنا پانی تھا، وہ بھی خشک ہو گیا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ ایک دفعہ پیاس سے بے تاب تھے، ان کے منہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان دی، جس سے پانی کا

چشمہ جاری ہوگیا اور پیاس دور ہوگئی، حدیبیہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے برتن میں ہاتھ ڈالا تو راوی فرماتے ہیں کہ: پانی جوش کے ساتھ اُبلنا شروع ہوگیا، یہاں تک کہ ڈیڑھ ہزار مجمع کے لیے کافی ہوگیا، راوی کہتا ہے اگر ڈیڑھ لاکھ کا مجمع بھی ہوتا تو پانی کفایت کرجاتا، مسیلمہ کذاب کے دعوے پر حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ انکار کرتے رہے، جب یہ نہیں مانے اور فرمانے لگے کہ: میں تیری بات نہیں سنتا تو اس نے کہا: آگ جلاؤ، بہت زیادہ لکڑیوں کا ڈھیر لگا کر آگ جلائی گئی، ابومسلم خولانی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس میں ڈالا گیا، اللہ تعالیٰ نے کرامت عطا فرمائی، آپ رحمۃ اللہ علیہ صحیح سلامت باہر چلے آرہے ہیں، جب اس نے دیکھا تو سوچا ہماری لٹیا ڈبو دے گا، چنانچہ اس نے اسی کو غنیمت سمجھا کہ یہاں سے چلے جائیں۔

چنانچہ یمامہ سے مدینہ منورہ میں پہنچے اور ایک ستون کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نگاہ اُن پر پڑی، انہوں نے پوچھا: کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا: میں یمامہ سے آرہا ہوں، چونکہ یہ واقعہ مشہور ہوگیا تھا، لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا تم نے یہ واقعہ سنا؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر ان سے پوچھا: آخر وہ آدمی کون ہے؟ تو بتایا کہ میں خود ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قسم دی، تو کہا: میں وہی ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے، ان کی خلافت کا دور تھا اور انہیں اس طرح بٹھایا کہ ایک طرف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، دوسری طرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا کے دو وزیر ہیں اور انہیں بیچ میں بٹھایا، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اس امت میں ایسے افراد پیدا کیے جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے معجزے کی یاد تازہ کردی، اور اس کے دوسرے پیغمبروں کو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں معجزات کی شکل میں عطا فرمائیں، وہی چیزیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دم قدم اور نسبت کی برکت سے اس اُمت کے افراد کو بھی کرامات کی شکل میں عطا فرمائیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت

مدینہ منورہ میں ایک بار آگ لگ گئی، فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنا کُرتا بھجوا دیا کہ اس میں ڈال دو، آگ بجھ گئی۔

خطیب الامت کی بیان کردہ مناسبت

بندے کی نظر میں اس کی مناسبت یہ ہے کہ کرتے کا تعلق سینے سے تھا، اور سینے میں قلب تھا، سینے میں عشق الٰہی اور عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آگ روشن تھی، جس کی برکت سے دنیا کی آگ ہیچ ہوگئی اور وہ بجھ گئی، جیسا کہ مومن پل صراط سے گزرے گا تو جہنم کہے گی:

''جلدی سے گزر، تیری وجہ سے میں ٹھنڈی ہوتی جا رہی ہوں۔''

مدینے میں ایک بار زلزلہ آیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا پاؤں زمین پر مارا اور کہا: ٹھہر جا! عمر جیسا منصف زمین پر موجود ہے، اور تو زلزلہ برپا کر رہی ہے؟ کس شان کے لوگ تھے اور کیسا اللہ پر اعتماد تھا، قبر کے ذکر کے موقع پر سب پر کیفیت طاری تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہ فرمایئے! کیا اس وقت ہوش ٹھکانے ہوں گے؟ فرمایا: ہاں! پھر فکر کی بات نہیں، اعتماد ایسا تھا، ایک شان تھی عجیب وغریب، امید بھی، رجا بھی، خوف اور خشیت بھی عجیب شان کی، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو کس درجے سے نوازا، جب ایسے ایسے افراد پائے جائیں گے تو شانِ رسالت کا تو پوچھنا ہی کیا؟! حضرت سلیمان علیہ السلام کو پرندوں کی بولیوں کا علم تھا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اونٹ نے شکایت کی، جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے مالک کو فرمایا کہ: اس کے ساتھ اس قسم کا معاملہ نا رکھا جائے، ہرنی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کو سنا اور سمجھا اور بھیڑیئے نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی شہادت دی۔

خاص کام کی بات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام اور حیثیت کا تو سوال ہی نہیں، جو بہار اس عالم میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر آئے ہیں، اس پر کبھی خزاں نہیں آسکتی، اس پر جتنا فخر کریں خوشیاں منائیں کم ہیں، مگر ایک بات ذہن میں رہے کہ ایک پہلو ہے جس کا تعلق جذبات سے ہے، اور ایک پہلو کا تعلق رضامندیِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر ہمارا ناز ہے، بلاشبہ ہمارے پاس ہے ہی کیا؟ ہماری حقیقت ہی کیا ہے؟ بس ہمارے لیے یہ فخر ہے کہ ہم اس کشتی میں سوار ہیں، جس کے ناخدا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

قادیانی قرآن کا فساد

معاشرے میں تحقیقات اور پولیس کی تلاشی کے موقع پر وہ شخص گھبراتا ہے، جو چور اور ڈاکو ہو، جس کے قبضہ میں چوری کا مال ہوتا ہے، جس کے پاس چوری کا مال نہیں، وہ کبھی بھی نہیں گھبراتا۔ شریف معاشرے میں محلہ داروں کا سوال اس عورت سے ہوتا ہے جو شادی سے پہلے بچے جنے، جو نکاح کے بعد پیدا ہو کبھی بھی اس سے سوال نہیں کیا جاتا۔ آج ایک گروہ مذہب کے بھی دعوے دار ہیں اور اپنا مذہب اور شناخت بھی چھپائے پھرتے ہیں۔

قادیانی گروہ مرزے کی نبوت کے بھی دعوے دار ہیں اور بلا شرکتِ غیر حقیقی اسلام کے بھی دعوے دار ہیں، لیکن افسوس کے ساتھ اُن کی اپنی کوئی چیز نہیں ان کے پاس، ہر چیز غیر قانونی طور پر ہتھیائی گئی مسلمانوں سے۔

حضور ﷺ کی رسالت و نبوت کا عظیم ترین معجزہ اور آپ ﷺ کے منصبِ نبوت کا سب سے بڑا شاہکار وہ مقدس کتاب ہے جو قرآن کریم کی شکل میں ہمیشہ موجود ہے، مرزا قادیانی بے چین تھا کہ کس طرح نئے محمد رسول اللہ کی نئی کتاب بھی وجود میں آئے، جو اپنی قطعیت و عصمت میں قرآن کے ہم سنگ ہو، یہ سنگین منصوبہ متعدد مراحل میں پایۂ تکمیل تک پہنچانا پڑا، پہلے مرحلہ میں کوشش کی گئی کہ قرآن قادیان کے قریب بلکہ خود قادیان ہی میں اُتار لیا جائے، اس کے لیے مرزا قادیانی نے پر زور طریقہ سے اپنی الہام کی مشین استعمال کرتے ہوئے کہا کہ:

> ''اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے کہ ''إنا أنزلناه قريبا من القاديان، و بالحق أنزلناه و بالحق نزل، و كان وعد الله مفعولا. . . . . . .'' اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا، جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہوا تھا، اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر باآوازِ بلند قرآن شریف کو پڑھا کہ ''إنا أنزلناه قريبا من القاديان.'' تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے، اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف

میں درج کیا گیا ہے: مکہ، مدینہ اور قادیان، یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے کہ مجھے دکھلایا گیا تھا۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج:3، ص:141-138)

ہائے افسوس! ان قادیانی مربیان پر جو کہ مرزا قایانی کی تحریروں کی تاویل در تاویل کرتے پھرتے ہیں، بلکہ قادیانی عوام کو باور کراتے بھی نظر آئیں گے کہ قرآن واقعی قادیان میں اُترا ہے، اور قادیان کا نام بھی اس میں اعزاز کے ساتھ درج ہے۔ اور پھر بناوٹ بھی دیکھیں کہ مرزا قادیانی کو قادیان میں قرآن اُترنے کا قطعی الہام بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ مرزا غلام قادر کی اس کشفی قراءت پر تعجب بھی ہوتا ہے۔

قادیان کے قرآن کو پروان چڑھانے کے لیے مرزا قادیانی کے شیطانی خیالات کو قطعی وحیِ الٰہی اور قرآن کے ہم پلہ قرار دینے کی کوشش بھی کی جاتی ہے، جس میں کہا جاتا ہے کہ:

''جو کچھ میں خدا کی وحی سے سنتا ہوں بخدا اسے قرآن کی طرح خطاء سے پاک اور منزہ سمجھتا ہوں، بخدا! یہ وہی کلام مجید ہے جو خدائے پاک و یکتا کے منہ سے نکلتا ہے، جو یقین عیسیٰ کو ان پر نازل شدہ کلام پر تھا، جو یقین کلیم کو تورات پر تھا اور جو یقین حضور ﷺ کو قرآن پر تھا، میں یقین میں ان سب سے کم نہیں ہوں، جو جھوٹ کہے وہ لعنتی ہے۔'' (روحانی خزائن، ج:18، ص:477، فارسی اشعار کا ترجمہ)

دُرِثمین میں بھی یہ حوالہ موجود ہے۔ آگے مرزا قادیانی کہتا ہے:

''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں، ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی ہے۔ اور بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ج:18، ص:210)

مرزا قادیانی کہتا ہے:

''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں، جیسا قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔'' (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج:22، ص:220)

مرزا قادیانی کہتا ہے:

''میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں، ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ تورات اور انجیل اور

قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔'' (مجموعۂ اشتہارات، ج:3،ص:154،جدید ایڈیشن، ج:2،ص:540)

مرزا قادیانی کہتا ہے:

''اور ہم اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں، میرے اس دعوی کی حدیث بنیاد نہیں، بلکہ قرآن اور وہ وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔''

(اعجازِ احمدی، روحانی خزائن، ج:19،ص:140)

مرزا قادیانی کہتا ہے:

''اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل کہ ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔''

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ج:22،ص:407)

مرزا قادیانی کہتا ہے:

''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن پر۔'' (اربعین، ج:17،ص:454)

الفضل قادیان تبصرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

''ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے الہامات کو کلامِ الٰہی قرار دیتے ہیں: ''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے، جیسا کہ توریت، انجیل اور قرآن مجید۔''

(الفضل قادیان، 13 جنوری 1935ء ص:8، کالم:2، منکرین خلافت کا انجام، جلال دین قادیانی، ص:49)

قادیانی عوام کو مرزا قادیانی کی وحی کو ہر ہر فرد کو سنانے کا حکم نامہ جاری کرتے ہوئے کہا جا رہا ہے کہ:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی وحی اپنی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس وحی اللہ پر ایمان لانا اور اور اس پر عمل کرنا فرض ہے، کیونکہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے، ورنہ اس کا سنانا اور پہنچانا ہی بے سود اور لغو فعل ہوگا، جبکہ اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات نہ ہو۔ یہ شان بھی صرف انبیاء ہی کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جائے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی قرآن شریف میں یہی حکم ملا اور ان ہی الفاظ میں اور بعدہ حضرت احمد قادیانی کو ملا۔ پس یہ امر بھی آپ کی (مرزا قادیانی) کی نبوت کی دلیل ہے۔''

(احمدی، بابت 1919ء، نمبر:7-6-5، موسومہ نبوت فی الالہام، قاضی محمد یوسف قادیانی، ص:33)

مرزا قادیانی نے سر توڑ کوشش کی کہ کسی بھی طرح صاحب کتاب ہونا تسلیم کرایا جائے۔ ایک بار پھر الفضل اخبار کا سہارا لے کر

کہا کہ:

بحث اگر کچھ ہوسکتی ہے تو وہ ''وما انزل الیه من ربه'' پر ہوسکتی ہے، چنانچہ قرآن شریف میں آیا ہے: ''یا أیها الرسول بلغ ما أنزل الیك من ربك'' اور نبی کی کتاب یہی ہوتی ہے کہ ''ما أنزل'' کو جمع کرلیا جاوے، چونکہ حضرت مرزا صاحب قادیانی سب انبیاء کے مظہر اور بروز ہیں تو ان کا ''ما أنزل إلیه من ربه'' بہ برکت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن شریف اس قدر زیادہ ہے کہ کسی نبی کے ''ما أنزل إلیه'' سے کم نہیں، بلکہ اکثروں سے زیادہ ہوگا۔ فالحمدللہ کہ حضرت مرزا صاحب علیہ وسلم کا ایک لحاظ سے صاحب کتاب ہونا ثابت ہوگیا۔''

(الفضل 15 فروری 1919ء، ص:8، کالم:2)

قادیانیوں کے بقول مرزا قادیانی پر نازل ہونے والا قرآن کا جمع مرزا محمود قادیانی کے دور میں ہوا۔ حوالہ پیش خدمت ہے:

''خدا تعالیٰ نے حضرت احمد علیہ السلام (مرزا قادیانی) کی بہیئت مجموعی الہامات کو ''الکتاب المبین'' فرمایا ہے اور جدا جدا الہامات کو آیات سے موسوم کیا ہے۔ حضرت (مرزا قادیانی) کو الہام متعدد دفعہ ہوا ہے، پس آپ کی وحی بھی جدا جدا آیت کہلاسکتی ہے، جب کہ خدا تعالیٰ نے ان کو ایسا نام دیا ہے اور مجموعہ الہامات کو ''الکتاب المبین'' کہہ سکتے ہیں۔ پس جس شخص یا اشخاص کے نزدیک نبی اور رسول کے واسطے کتاب لانا ضروری شرط ہے، خواہ وہ کتاب کی شریعت کاملہ یا کتاب المبشر ات والمنذرات ہو تو ان کو واضح ہو کہ ان کی شرط کو بھی خدا نے پورا کر دیا ہے۔ اور حضرت (مرزا قادیانی) کے مجموعہ الہامات کو، جو مبشرات ومنذرات ہیں ''الکتاب المبین'' کے نام سے موسوم کیا ہے۔ پس آپ اس پہلو سے بھی نبی ثابت ہیں، ولو کرہ الکافرون۔'' (رسالہ احمدی، نمبر:7.6.5، موسومہ النبوۃ فی الہام، ص:45-43، مؤلفہ قاضی محمد یوسف قادیانی)

قادیانی قرآن کی تلاوت کا حکم

''حقیقی عید ہمارے لیے ہی ہے، مگر ضرورت اس بات کی ہے کہ اس الٰہی کلام کو پڑھا اور سمجھا جائے جو حضرت مسیح موعود پر اترا۔ بہت کم لوگ ہیں جو اس کلام کو پڑھتے اور دودھ پیتے ہیں۔ دوسری کتابیں خواہ کتنی پڑھی جائیں، جو سرور اور یقین قرآن شریف سے پیدا ہوتا ہے، وہ کسی اور سے نہیں ہوسکتا۔ (قرآن مجید کا اس عبارت میں ذکر کرنا بھی ایک صاف دھوکا نظر آرہا ہے، اصلی بات تو اس عبارت کے دیوار کے پیچھے ہے جو کہنا چاہتے ہیں) اسی طرح وہ سرور اور لذت جو حضرت مسیح موعود کے الہاموں کے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے اور کسی کتاب کو پڑھنے سے نہیں ہوسکتی، جو ان الہاموں کو پڑھے گا وہ کبھی مایوسی اور ناامیدی میں نہ گرے گا، مگر پڑھتا نہیں یا پڑھ کر بھول جاتا ہے،

خطرہ ہے کہ اس کا یقین اور امید جاتی رہے، وہ مصیبتوں اور تکلیفوں سے گھبرا جائے گا، کیونکہ وہ سرچشمۂ امید سے دور ہو گیا۔ اگر وہ خدا تعالیٰ کا کلام پڑھتا رہتا اور دیکھتا کہ خدا تعالیٰ نے کیا کیا وعدے دیئے ہیں اور پھر دل سے یقین رکھتا تو ایسا مضبوط ہو جاتا کہ کوئی مصیبت اسے ڈرا نہ سکتی۔ پس حقیقی عید سے فائدہ اٹھانے کے لیے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات پڑھے جائیں۔'' (خطباتِ محمود، ج:1، ص:159)

مرزا قادیانی کے ایک مرید نے تو قادیانی قرآن کو ہی اصل قرآن قرار دیتے ہوئے خوب تبصرہ کیا ہے، قارئین کے لیے پیش خدمت ہے:

''جناب میاں محمود احمد صاحب قادیانی اور ان کے حاشیہ نشین جب نبوت کی پڑی جما چکے تو اب کتاب کی فکر ہوئی، کیونکہ نبی اور کتاب لازم وملزوم چیز ہیں۔ گو عارضی طور پر طوطے کی طرح مریدوں کو رٹا بھی دیا گیا تھا کہ حضرت ہارون کو کتاب نہیں دی گئی، اور فلاں نبی کو کتاب نہیں دی گئی، لیکن اندر سے دل نہیں مانتا تھا کہ آخری وہ نبی ہی کیا جو کتاب نہیں لایا، بلکہ میاں محمود احمد صاحب قادیانی نے صاف طور پر فرما بھی دیا کہ کوئی نبی نہیں ہوسکتا جو شریعت نہ لائے، اور مرید اب تک بھٹکتے پھرتے تھے، وہ عاجز آ کر کبھی براہین احمدیہ کو کتاب بتا دیتے تو کبھی خطبۂ الہامیہ کو اور کبھی البشریٰ کو۔ . . . . اس لیے اب کے سالانہ جلسہ پر جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی نے کتاب کی اہمیت کو بتاتے ہوئے خود قادیان میں حضرت مسیح موعود کے الہامات کو جمع کرنے کا حکم دیا اور ساتھ ہی مریدوں کو اس کی تلاوت کے لیے بھی ارشاد فرمایا کہ ان کے قلوب طمانیت اور سکینت حاصل کریں۔

اگر حضرت مسیح موعود عین محمد ہیں اور آپ کی بعثت ثانی ہے تو حضرت مسیح موعود کی وحی بھی عین قرآن ہونی چاہیے اور جو وحی بھی آپ پر نازل ہوئی وہ قرآن مجید ہے۔ اور قرآن کو جو خاتم الکتب کہا گیا تھا تو اس کا مطلب فقط اس قدر مانا جائے گا کہ اس کتاب کی مہر سے آئندہ خدا کی کتابیں یا دوسرے لفظوں میں قرآن کے مزید حصے نازل ہوا کریں گے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ جو مجموعہ میاں صاحب، حضرت مسیح موعود کے الہامات کا اب شائع کرائیں گے، اس کا نام بجائے البشریٰ کے قرآن مجید نہ رکھا جائے یا القرآن ہی رکھ دیا جائے، کیونکہ یہ وہ ہی قرآن ہے جو پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوا ہے، اس لیے جناب میاں صاحب نے فرمایا تھا کہ اب کوئی قرآن نہیں، سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا، اور بالکل درست معلوم ہوتا ہے، اس لحاظ کہ مسیح موعود کی وحی جب عین قرآن ہے، جس کا کوئی محمودی انکار نہیں کرسکتا تو پھر اب جو قرآن محمودی قادیانی حضرات پیش کریں گے، ضرور ہے کہ وہ پرانے قرآن کا، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا، دونوں کا مجموعہ ہونا چاہیے۔

گویا عیسائیوں کی طرح عہد نامہ قدیم کے ساتھ عہد نامہ جدید بھی شامل ہوگا، تب یہ قدیم وجدید قرآن مل کروہ قرآن بنے گا جس کے لیے میاں صاحب فرماتے ہیں: وہ ''یھدي من یشاء'' والا قرآن ہوگا۔'' (اجرائے نبوت کا فتنہ عظیم، ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی، پیغام صلح، لاہور 11 جون 1934ء، ج:22، نمبر:34، ص:4)

اس سے کھلا موقف اور کیا ہوگا قادیانیوں کا جدید پیرایہ میں قرآن کو جلوہ گر کرنے کا۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ:

''میرے ذکر سے پورا قرآن بھرا پڑا ہے۔''

(ملفوظات، پانچ جلدوں والا سیٹ، ج:2، ص:583، کمپیوٹرائزڈ، ج:3، ص:446-447)

پھر قادیانی مربیان کیوں اِدھر اُدھر بھٹکتے پھرتے ہیں اور دھوکا دیتے ہیں کہ ہم تو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن سے ہی بات کریں گے، مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والا قرآن تو مرزا قادیانی کے ذکر سے بالکل خالی ہے۔

راقم قادیانیوں سے کہتا ہے کہ اگر محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہونے والے قرآن میں ذکر ہے، ہم ایک ایک آیت پیش کرنے کے لیے تیار ہیں، مربیان ہمیں دکھائیں کہ کہاں ہے مرزا قادیانی کا نام؟

محمد رسول اللہ ﷺ کی وحی میں تو مرزا قادیانی کو دجال اور کذاب کہا گیا ہے۔ راقم کو بڑا ہی تعجب ہوتا ہے جب مربیان گفتگو میں قرآن قرآن کی رٹ لگائے پھرتے ہیں، جبکہ دوسری طرف مرزا قادیانی کے الہام کو قرآن مجید کے ہم پلہ قرار دینے کی مکمل تعلیم اور حکم موجود ہے اور یہاں تک کہ بار بار یاد کرایا گیا:

''اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو مسیح موعود نے پیش کیا۔''

(خطباتِ محمود، ج:8، ص:456-457)

مرزا قادیانی کہتا ہے:

''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا اس دعوی میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنادے، جو اس پر خدا تعالیٰ کے طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک امت بنادے، جو اس کو نبی سمجھتی اور اس کی کتاب کتاب اللہ جانتی ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن، ج:5، ص:344)

1974ء قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کے دوران قادیانی خلیفہ مرزا ناصر سے جب یحییٰ بختیار نے سوال کیا کہ مرزا قادیانی اور آپ کی جماعت کی رائے کے مطابق قرآن کریم اور الہاماتِ مرزا قادیانی دونوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے کلام ہیں؟ مرزا ناصر

قادیانی نے کھلے ہاؤس میں بلا جھجک کہہ دیا کہ ہم یہی سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود مرزا قادیانی صادق تھے اور اس واسطے ہم نے آپ کو مانا اور آپ نے جب یہ کہا کہ یہ الہام مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا، ہمارا عقیدہ ہے دونوں کو ایک لیول پر رکھتے ہیں کہ دونوں اللہ کے کلام ہیں، حتیٰ کہ مرزا قادیانی کا الہام تمام احادیث مبارکہ سے بھی بلند و مقدم ہے۔

راقم کو مرزا قادیانی اور اس کے گروہ کا دھوکا منظر عام پر لانا مقصود تھا، جو انہوں نے قرآن کے نام پر مرزا قادیانی کی وحی پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا اور اس کی تلاوت سے سرور اور لذت حاصل کرنا قادیانی مذہب کا اہم رکن قرار دیا۔

عقیدۂ ختمِ نبوت اور اجماعِ مسلسل

بیان بروز جمعہ

دینِ اسلام سارا کا سارا عقیدۂ ختمِ نبوت کی بنیاد پر کھڑا ہے، حضور ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام پر فضیلت وخصوصیت کے ایک شاہکار ہیں، جو کہ تاجِ ختمِ نبوت کے مستحق قرار پائے، اللہ تعالیٰ نے عقیدۂ ختمِ نبوت کے صدقہ پورے دین کو کامل ومکمل اور قیامت تک کے لیے محفوظ بھی قرار دیا، اسی عقیدہ کی وجہ سے ہی اُمتِ مسلمہ کو اجماع امت سے سرفراز کیا گیا، سب سے پہلا اجماع بھی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عقیدۂ ختمِ نبوت پر ہی فرمایا۔ الغرض خاتم النبیین کا عقیدہ لفظاً ومعناً متواتر ہے اور حضور ﷺ سے لے کر آج تک اس پر عملاً واعتقاداً اجماعِ مسلسل چلا آرہا ہے، اس لیے اس عقیدہ میں تحریف کرنے والا اور اس عقیدہ کا منکر کافر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اسلامی تاریخ کا مبتدی خوب جانتا ہے کہ حضور ﷺ کے بعد سب سے پہلا اجماع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مسیلمہ کذاب کے معاملے میں ہوا، حالانکہ روایت کے مطابق اس کی اذان میں ''أشهد أن محمدا رسول الله'' کا اعلان بھی کیا جاتا تھا، لیکن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دعوائے نبوت کی وجہ سے اسے کافر قرار دے دیا، باوجود یہ کہ وہ اپنی نبوت کی تاویل کرتا پھرتا تھا۔ یہ تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماعی فیصلہ تھا، جس سے ایک متنفس نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ جس طرح ''لا إله إلا الله'' کے بعد کسی مدعیِ الوہیت دجال کا دعویٰ لائقِ التفات نہیں، کیونکہ یہ چیز ہی خارج از امکان ہے، ٹھیک اسی طرح ''لا نبي بعدي'' کے بعد کسی مدعیِ نبوت کا دعویٰ بھی لائقِ التفات نہیں، کیونکہ حضور ﷺ کے بعد حصولِ نبوت بھی خارج از امکان ہے، اور جو شخص اس کے امکان کا قائل ہو، وہ خارج از اسلام ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے بارے میں کتابوں میں لکھا ہے کہ جب رومیوں کے مقابلہ میں یرموک نکلے تو رومیوں کے سپہ سالار نے اپنے ایک بڑے آدمی کو جس کا نام جرجیر تھا، آپ کی خدمت میں بھیجا، شام کا وقت تھا، اس نے مسلمانوں کو نمازِ مغرب پڑھتے دیکھا تو بہت متاثر ہوا اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے چند سوالات کیے، ان میں سے ایک یہ تھا:

’’هل كان رسولكم أخبركم أنه يأتي من بعده رسول. ‘‘

’’کیا تمہارے رسول نے تمہیں یہ خبر دی تھی کہ ان کے بعد بھی رسول آئے گا؟‘‘

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

’’لا ولكن أخبره أنه لا نبي بعده وأخبره أن عيسىٰ بن مريم قد بشر به قومه. ‘‘

’’نہیں! بلکہ آپ نے یہ خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ بھی بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی تھی۔‘‘

روایت میں آتا ہے کہ سوال و جواب کے بعد وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ یرموک میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم جن کی تعداد ایک محتاط اندازے کے مطابق تیس ہزار سے کم نہیں تھی، ان کے سامنے ان کا امیر جسے لسانِ نبوت سے ’’أمين هٰذه الأمة‘‘ کا خطاب ملا، وہ ختمِ نبوت کا اعلان کرتے ہیں، کیا ایسا عقیدہ جس کی حقیقت و اجماع پر ہزاروں کے مجمع میں علی رؤس الاشہاد اعلان ہو، اس کے قطعی اجماعی عقیدہ ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے؟ اور اس میں کسی منکر کی کوئی تاویل لائقِ التفات ہو سکتی ہے؟ جب سے اُمت میں تصنیف و تالیف کا دور شروع ہوا ہے، تب سے اب تک کتابوں کے خطبہ و دیباچہ میں ’’والصلاة والسلام علىٰ سيد محمد خاتم النبيين‘‘ یا ان کے ہم معنی الفاظ عام طور سے لکھے جاتے ہیں، اور مشکل ہی سے کوئی مصنف ایسا نکلے گا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر مبارک کرتے ہوئے آپ کی خاتمیت کا تذکرہ نہ کرے۔

عقیدۂ ختمِ نبوت پر امت کا اجماع مسلسل چلا آرہا ہے اور پھر جب سے قرآن مجید کی تفسیر پر اُمت کے مفسرین نے اپنا قلم اُٹھایا، تب سے اب تک کوئی مفسر ایسا نہیں جس نے آیت خاتم النبیین اور دیگر آیات کے تحت عقیدۂ ختمِ نبوت رقم نہ کیا ہو۔

دورِ اول سے آج تک مختلف زمانوں، مختلف زبانوں، مختلف علاقوں اور مختلف خطوں میں تفسیرِ قرآن پر بلا مبالغہ ہزاروں کتابیں لکھی گئی ہیں، جن کی تعداد ہماری عقلِ ناقص کے حیطۂ ادراک میں نہ آسکے، اور آج بھی دنیا بھر کے کتب خانوں میں موجود اُن تفاسیر کی فہرست جو صدرِ اول سے لکھی ہوئی دنیا میں موجود ہیں، یقیناً وہ ہزار سے متجاوز ہوگی، اور کسی مسلمان کی تفسیر خواہ وہ کسی زمانے اور کسی خطے کا ہو عقیدۂ ختمِ نبوت سے خالی نہیں ہوگی، کیا اس کے بعد بھی اجماعِ مسلسل پر کسی دلیل کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟ اور جب سے احادیثِ طیبہ کو ابواب و فصول پر مرتب کرنے کا دور شروع ہوا، حضرات محدثین اور علماءِ سیرت اپنی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و شمائل بیان کرتے ہوئے ’’باب كونه صلى الله عليه وسلم خاتمَ النبيين‘‘ یا اس کے ہم معنی عنوانات قائم کرتے چلے آئے ہیں، اور یہ سلسلہ دورِ اول سے لے کر آج تک مسلسل جاری ہے، چنانچہ امام بخاری و مسلم و دیگر اکابر محدثین کی کتابوں میں یہ ابواب موجود ہیں، باقی ساری کتابوں سے قطع نظر بخاری شریف ہی اپنے دورِ تصنیف سے لے کر آج تک متواتر چلی آئی ہے، اور ہر زمانے میں دنیا کے

ہر خطے میں اہلِ علم اس کی تدریس میں مصروف رہے ہیں، کیا اس کے بعد بھی اس امر میں خِفاء رہ جاتا ہے کہ حضور ﷺ کے آخری نبی ہونے پر اجماعِ مسلسل ہے؟

ہر زمانے میں دنیا کے ہر خطے میں اہلِ علم بخاری شریف کی تدریس میں مصروف رہے ہیں، کیا اس کے بعد بھی اس امر میں خِفاء رہ جاتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے آخری نبی ہونے پر اجماعِ مسلسل ہے؟

اور کون نہیں جانتا کہ قرآن مجید کا ایک ایک حرف شروع ہی سے متواتر ہے اور آج تک قرآن مجید کے لاکھوں حافظ موجود ہیں، دنیا بھر میں قرآن کریم کی لاکھوں مرتبہ روزانہ تلاوت ہو رہی رہتی ہے، اور ہر زمانے میں مسلمان بچہ بچہ آیت کریمہ ''ولکن رسول الله و خاتمَ النبیین'' کے مفہوم پر ایمان رکھتا آیا ہے۔ اس قرآنی اعلان کے بعد کسی زمانے کا کونسا مسلمان ایسا ہو گا جس نے کبھی آیت خاتم النبیین نہ سنی ہو، صحیح بات ہے نا بھئی؟ جو حضور ﷺ کو خاتم النبیین نہ سمجھتا ہو اور جو عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو، کیا قرآن مجید کے اس متواتر اعلان اور مسلمانوں کے متواتر ایمان کے بعد اور عقیدۂ ختمِ نبوت کے اجماعِ مسلسل کے انکار کے بعد بھی اس شخص کے کافر ہونے میں کوئی شبہ رہ جاتا ہے؟ آج تک مسلمانوں کے عقائد پر جو بھی کتابیں لکھی گئی ہیں، ان پر ذرا نظر ڈالیں تو ان سب میں جہاں حضور ﷺ کی نبوت کا ذکر ملتا ہے، وہی آپ کی بعثتِ عامہ اور آپ کے آخری نبی ہونے کا عقیدہ بھی درج کیا جاتا رہا ہے، اس سلسلے میں عقیدہ کی معروف کتاب ''عقیدہ طحاویہ'' اور اس کے بعد جو بھی کتابیں عقائد پر لکھی گئیں، ان سب میں عقیدۂ ختم نبوت اور آپ ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کو باطل قرار دیا گیا ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کے عقائد کی کتابوں میں ہمیشہ درج ہوتا چلا آ رہا ہے، اس کے اجماعِ مسلسل میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟ دنیا کے کسی ملک میں چلے جائیں اور وہاں کے مسلمانوں سے اس عقیدہ کے بارے میں معلوم کر لیں، آپ کو ایک ہی جواب ملے گا کہ حضور ﷺ ہی خاتم النبیین ہیں، اور دنیا بھر کے مسلمان جہاں جہاں ہیں، ان میں کبھی ایک دوسرے سے ملاقات اور تبادلۂ خیال کا موقع بھی نہیں ملا اور ایک دوسرے کی زبان سے بھی واقف نہ ہو، ان سب کو اس عقیدہ پر کس چیز نے جمع کیا؟ جہاں قرآن کی روشنی پہنچی، وہاں یہ عقیدہ بھی مسلمانوں کو پہنچا، اور ہمیشہ سے مسلمان اس عقیدۂ ختم نبوت پر اور مدعیِ نبوت کی تکفیر پر متفق رہے ہیں۔ عقیدۂ ختم نبوت پر اجماعِ مسلسل کے دلائل پیش کرنا ایک بدیہی امر کو ثابت کرنے اور نصف النہار کے وقت وجودِ آفتاب کے لیے دلائل پیش کرنے کے مترادف ہے، لیکن اس کے باوجود آج کے جمعہ میں اس عنوان کا انتخاب اس لیے کیا گیا، کیونکہ کبھی کبھی بدیہیات پر بھی تنبیہ کی اشد ضرورت ہوتی ہے، اس لیے آج اجماعِ مسلسل کے عنوان پر حاضرین کے سامنے چند نکات پیش کیے گئے۔

ادارۂ جنگ فورم پر آنے سے انکار کیوں؟

قادیانی جماعت کے نام کھلا خط (لندن)

کھلا خط بنام...... جناب محترم ڈاکٹر یحییٰ صاحب نمائندہ جماعت قادیان لندن

(قسط:1)

آج بتاریخ 25 اکتوبر بعنوان آرٹیکل 260 قادیانیوں کا عقیدۂ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

ڈاکٹر یحییٰ صاحب کا جنگ لندن میں لکھا گیا مضمون کسی ساتھی نے ارسال فرمایا کہ آپ ذرا اس کو دیکھ لیں! راقم نے بغور ایک نہیں، کئی بار ارسال کردہ مضمون کو پڑھا کہ شاید قادیانیوں کی جانب سے کوئی نئی بات یا کوئی علمی نقطہ منظر پر لایا گیا ہو جس سے عام و خاص کو کوئی فائدہ ہو یا اس سے کوئی نہ کوئی نتیجہ اخذ کیا جاسکے، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے آباؤ اجداد کی طرح جس صفائی سے جھوٹ بولا ہے قابلِ حیرت اور باعثِ تعجب ہے۔

راقم 20 سال کے عرصے میں جنگ لندن میں مرزا قادیانی کے پیروکاروں کی طرف سے کیے گئے مکالمہ میں اکثر فریق رہا ہے، راقم ماضی کے تجربے کے تناظر میں دیکھتا ہے کہ جب بھی مکالمے کا تسلسل جاری رکھا یا تو ادارۂ جنگ نے کسی دباؤ یا کسی مجبوری کے تحت اس تسلسل کو موقوف کر دیا یا پھر مرزا قادیانی کے پیروکار میدان چھوڑ گئے، لہٰذا ادارۂ جنگ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ اگر اس تسلسل کو بغیر کسی منتج کے موقوف کرنا ہے تو اس کا ایک آسان حل پیش خدمت ہے کہ ادارۂ جنگ کے زیر اہتمام جنگ فورم پر فریقین کو مکالمے کی خصوصی دعوت دی جائے، راقم اپنے رفقائے ختم نبوت کے ساتھ بخوشی اس دعوت کو قبول کرے گا اور وقت مقررہ پر ضرور حاضر ہوگا اور اس فورم پر تفصیلی مکالمے میں جو بھی نتیجہ ادارۂ جنگ اخذ کرے گا، اسے خصوصی ایڈیشن میں مکمل درج کر دیا جائے گا، تا کہ اس مکالمے کی مکمل روئیداد قارئین آسانی کے ساتھ ملاحظہ کر سکیں۔

بعض اوقات قارئین کی نظر سے نیٹ یا اخبار کی عدم دستیابی کی وجہ سے سلسلہ وار مراسلات تک رسائی نہ ہو سکی ہو تو اس صورت میں ان تمام پریشانیوں کا آسان حل راقم کی نظر میں یہی ہے، اگر راقم کی اس آسان تجویز کو قبول کر لیا جائے تو راقم دل وجان سے مشکور ہوگا۔ ڈاکٹر یحییٰ صاحب سے دست بدستہ التماس ہے کہ اگر ادارۂ جنگ اس فورم کا اہتمام نہیں کرتا تو راقم اس بات کی ادارۂ جنگ کے توسط سے مکالمے کی دعوتِ خیر دیتا ہے۔ راقم لندن کا باسی ہے، اگر جناب لندن کے قرب وجوار میں ہی مقیم ہیں تو جناب کی کسی بھی عبادت گاہ میں دعوت دیں، راقم رفقائے ختم نبوت کے ساتھ حاضر ہونے کو تیار ہے، اور اگر اس سلسلے میں کوئی مجبوری لاحق ہے تو راقم یہ خدمت سرانجام دینے کے لیے بھی سرِ چشم تیار ہے، ہم آپ کے لیے چائے پانی کا بہترین انتظام بھی کریں گے، تا کہ ڈائیلاگ کا سلسلہ بھی جاری ہو، جو کہ آپ کی جماعت قادیان کی طرف سے کافی عرصے سے معطل ہے۔

خادمِ ختم نبوت

مولانا سہیل باوا صاحب

لندن

ادارۂ جنگ فورم پر آنے سے انکار کیوں؟

قادیانی جماعت کے نام کھلا خط (لندن)

کھلا خط بنام...... جناب محترم ڈاکٹر یحییٰ صاحب نمائندہ جماعت قادیان لندن

(قسط 2)

جناب محترم ڈاکٹر یحییٰ صاحب! راقم کو اس بات کا پہلے ہی اندازہ تھا کہ مرزا قادیانی کے پیروکار ہمیشہ ہی عوامی اور پبلک فورم سے گفتگو کرنے سے کنی کتراتے ہیں، راقم کے لیے اس میں کوئی اچھنبے کی بات نہیں ہے، صرف اور صرف قارئین کی تسلی کے لیے جماعت قادیان کے پروپیگنڈے کو منظرِ عام پر لانا بھی ضروری سمجھا کہ مولوی ہم سے بات نہیں کرتے یا ہم سے بات کرنے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتے، جب کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی ہمیشہ زبانی مباحثہ سے کنی کتراتے تھے، جب بھی دعوت دی گئی اس سے وہ پہلوتہی اختیار کرتے رہے، جس کی واضح مثال یہ ہے:

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے 1899ء میں ''شمس الھدایۃ'' کے نام سے ایک رسالہ تحریر کیا، جس میں انتہائی علمی اور مدلل انداز میں حیاتِ مسیح اور قربِ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ نزول کے موضوع پر روشنی ڈالی۔ اس رسالے میں پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ملتِ اسلامیہ کے اس اجتماعی اور متفقہ عقیدے کی بڑے ہی مؤثر انداز میں ترجمانی فرمائی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا مسیح موعود ہونے کا دعویٰ غلط، باطل اور جھوٹا ہے۔ (حیاتِ مسیح کا مسئلہ)

غلام احمد قادیانی ''شمس الھدایۃ'' کا تو کوئی جواب تحریر نہ کرسکا، لیکن پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ چیلنج کردیا کہ مجھ سے عربی میں تفسیر نویسی کا مقابلہ کرلو، مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے چیلنج کے لیے جو خط لکھا اس کی زبان انتہائی گھٹیا، قابل شرم اور بے ہودہ تھی، بہرحال حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً مرزا قادیانی کو کہا: مجھے یہ چیلنج قبول ہے، لیکن اس سے پہلے مرزا قادیانی اپنے دعوائے مسیحیت و رسالت پر مجھ سے تقریری بحث کرلیں۔

غلام احمد قادیانی کو تقریری مباحثے میں شکست کے خوف نے اس شرط پر آمادہ ہونے سے روک دیا، اور تقریری مباحثے کی شرط کو نامنظور کرنے کی اطلاع اس نے گولڑہ شریف بھجوادی، لیکن پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے اعلان کے مطابق 25 اگست 1900ء بادشاہی مسجد لاہور میں پہنچ گئے، مرزا غلام احمد قادیانی خود تو پیر صاحب کے مقابلے میں راہِ فرار اختیار کر چکا تھا، لیکن مرزا قادیانی کی عیاری دیکھئے کہ لاہور میں دیواروں پر یہ اشتہارات چسپاں کروادیئے کہ حضرت مہر علی شاہ صاحب مقابلہ سے بھاگ گئے، لیکن جھوٹ آخر جھوٹ ہی ہوتا ہے، مقابلے سے تو مرزا قادیانی ہی بھاگا تھا، جس سے قادیانی حلقوں میں سخت مایوسی پھیل گئی اور بعض نے قادیانیت سے تائب ہونے کا اعلان بھی کر دیا۔

قادیانیت کے مقابلے میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو فتح مبین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی، اس کی خوشی میں بادشاہی مسجد لاہور میں 27 اگست 1900ء کو مسلمانوں کا ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا، جلسہ کی صدارت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کی، اس جلسہ میں انتہائی ایمان افروز تقریریں ہوئی اور ایک قرارداد بھی منظور کی گئی، اس قرارداد پر تقریباً 60 علمائے کرام نے دستخط کیے۔ قرارداد کا مفہوم کچھ اس طرح سے تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا بزرگانِ دین اور مشاہیر اسلام کو علمی مناظرے کا چیلنج دینا محض جھوٹی شہرت حاصل کرنے کا اظہار ہے، پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو جو چیلنج مرزا کذاب کی طرف سے دیا گیا، وہ بھی اس امر کا ثبوت ہے کہ یہ صرف مرزا قادیانی کی لاف زنی اور اپنے علم پر جھوٹا گھمنڈ تھا، اگر اسے اپنے جھوٹے دعووں پر اعتماد تھا تو اسے پیر صاحب گولڑہ شریف سے تقریری مباحثے سے راہِ فرار اختیار نہیں کرنی چاہیے تھی۔ اگر ڈاکٹر صاحب مرزا قادیانی کی پوری تاریخِ احمدیت میں سے ایک بھی تقریری مباحثہ پیش فرمائیں تو راقم ممنون و مشکور ہوگا۔ اگر تقریری مباحثہ کا جوہر رکھتے تھے تو اس کا عملی ثبوت کبھی پیش کرنے کا حوصلہ ہی نہیں ہوا، جب فریق مقابل نے اصرار کیا تو صاف انکار کر دیا، اس بات کا اظہار مولوی محمد حسین بٹالوی نے بھی کیا کہ مرزا صاحب کا حوصلہ تھوڑا ہے، گفتگو سے گھبرا جاتے ہیں، دوسرے لوگوں نے میرے بیان کی تصدیق کی ہے۔۔ لیجئے تحریری میدان میں الہامی صاحب نے حسبِ بیان میاں بشیر احمد ایم۔ اے نے مدت العمر میں پانچ مناظرے کیے: (سیرتِ مہدی، جدید ایڈیشن، ج:۱، حصہ اول، ص:219-220)

1:- ماسٹر مرلی دھر آریہ کے ساتھ ہوشیار پور مارچ 1886ء میں۔

2:- مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ بمقام لدھیانہ جولائی 1881ء میں۔

3:- مولوی محمد بشیر بھوپالی کے ساتھ بمقام دہلی اکتوبر 1891ء میں۔

4:- مولوی عبدالحکیم کالانوری کے ساتھ بمقام لاہور میں جنوری و فروری 1892ء میں۔

5:- ڈپٹی عبداللہ آتھم مسیحی کے ساتھ امرتسر مئی و جون 1893ء میں۔

اور یہ پانچوں مناظرے تحریری تھے، اگر الہامی صاحب کو قوتِ گویائی سے کچھ بھی حصہ ملا ہوتا تو آخر کبھی تقریری مباحثہ بھی

اپنے دوشِ ہمت پر گوارا فرماتے، لیکن وہ تقریری مناظرے سے اسی طرح بھاگتے ہیں جس طرح شکار شیر کو دیکھ کر بھاگتا ہے۔غرض باوجود بڑے بڑے بلند و بانگ دعووں کے مرزا صاحب کا تحریری مباحثہ پر مصر ہونا اور تقریری بحث سے اعراض کرنا، بجز اس کے اور کوئی معنی نہ رکھتا تھا کہ تحریری مباحثہ مرزا صاحب کی عجز بیانی کا پردہ دار تھا۔

اسی لیے راقم نے ایک بار پھر یہ سنہرا موقع جانتے ہوئے دعوت دی کہ ٹیبل ٹاک میں شریک زعماء مہذب معاشرے کے ہر فرد کو ادب و آداب اور شائستگی کے ماحول میں علمی و ادبی بات چیت سے خوب محظوظ کر سکیں گے، لیکن افسوس لندن جماعت قادیان کے ایک نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اپنی عبادت گاہ یا ہماری میزبانی کے شرف پر، ہماری دعوت کے انکار پر سوائے تعجب اور حیرت کے علاوہ کہنے کو کچھ بھی نہیں ہے، راقم ایک بار پھر اتمامِ حجت کے لیے صرف ڈاکٹر صاحب ہی نہیں، جماعت قادیان لندن سے بھی التماس کرتا ہے، جماعت کا کوئی بھی نمائندہ اپنی ہی عبادت گاہ میں یا پھر اپنے ٹی وی چینل کے اسٹوڈیو پر دعوت دے، راقم ضرور قبول کرے گا، وگرنہ راقم ادارۂ جنگ کے زیرِ اہتمام فورم کے محلِ وقوع سے بہتر اور مناسب جگہ نہیں سمجھتا، اور ادارۂ جنگ کو اس فورم کے اہتمام میں اور جماعت قادیان لندن کی عبادت گاہ میں راقم کو دعوت دینے میں کوئی مجبوری لاحق ہے، تو اس میزبانی کے شرف کے لیے بھی راقم حاضر ہے۔

راقم جماعت قادیان لندن کے تمام ترجمان اور مسلمانانِ برطانیہ کے مابین ہونے والے تمام اخباری مکالمے اور درمیان میں ترجمان قادیان لندن جماعت کے سکوت در سکوت اور منظر عام سے غائب ہو جانے کی تاریخ سے بخوبی واقف ہے۔

اگر ڈاکٹر صاحب یا جماعت قادیان لندن اپنے زعم میں ہوں کہ 74ء میں موقع فراہم نہیں کیا گیا، تو آئیے! آج اس دعوت کو قبول فرمائیں، اس بار دعوت کے انکار پر تو آپ شاید اس مغربی معاشرے کو کبھی بھی یہ بات باور نہیں کرا سکیں گے کہ مسلمان ہم سے نفرت کرتے ہیں، یا جماعت قادیان سے ملنے سے لوگوں کو روکتے ہیں یا پھر قادیان لندن عبادت گاہ کی دعوت کو مسلمان قبول نہیں کرتے۔راقم اُمید کرتا ہے کہ اس بار دعوت کو قبول کر کے مغربی معاشرے کے ہر فرد کو پیغام دیں گے کہ جماعت قادیان لندن کے مسلمانوں سے نفرت کرتی ہے۔

خادمِ ختمِ نبوت
مولانا سہیل باوا صاحب
لندن

ادارۂ جنگ فورم پر آنے سے انکار کیوں؟

قادیانی جماعت کے نام کھلا خط (لندن)

کھلا خط بنام..... جناب محترم ڈاکٹر یحییٰ صاحب نمائندہ جماعت قادیان لندن

(قسط:3)

دجل وتلبیس اور خلط مبحث جو قادیانیت کا ایک خاص شعار ہے، ان کا مقصد احقاقِ حق نہیں ہوتا، بلکہ یہ کہ سنجیدگی اور جذبۂ خیر خواہی سے سمجھائی اور کہی جانے والی بات ان پر اثر انداز نہ ہو، اسی لیے بالمشافہ اور پبلک فورم پر گفتگو کرنے سے عار محسوس کرتے ہیں۔

راقم اور اکابرین ختم نبوت برطانیہ میں عرصہ دراز سے اس بات کے خواہشمند رہے ہیں کہ جماعت قادیان لندن سے بالمشافہ کوئی گفتگو کا موقع مل جائے، لیکن افسوس کہ بڑے بڑے چیلنج دینے والی جماعت پر ہمیشہ سکوت ہی طاری رہا۔

ہو بہو مرزا قادیانی کی طرح یہ عجز بیانی کی وجہ سے بالمشافہ مباحثہ سے کتراتے رہے ہیں، اور آج بھی یہ حال ہے کہ جب تحریری مباحثہ کا آغاز ہوتا ہے، چند ہی مباحثوں میں جب انہیں لاجواب ہونا پڑتا ہے، تو درمیان میں اچانک کوئی اور مخلص کارکن میدان میں کود پڑتا ہے، شاید جماعت قادیان لندن کی نظر سے ایک تاریخی اور سنہری گھڑی اوجھل ہوگئی کہ جب مرزا قادیانی نے 1891ء میں ''فتح اسلام'' نامی رسالہ شائع کیا، جس میں اس نے اپنے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو اس سے اہلِ اسلام میں ایک عام شور برپا ہوگیا، اس شور کو مٹانے اور اس دعویٰ کی توضیح کے لیے مرزا قادیانی نے ایک رسالہ ''توضیح مرام'' مشتہر کیا تو اس نے شور کی آگ کو اور بھی تیز کر دیا اور خوب بڑھکایا، کیوں کہ فتح اسلام میں تو اس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا، توضیح مرام میں اپنے نبی ہونے کا بھی دعویٰ کر دیا اور علاوہ بر آں بہت سے ایسے عقائد کا اظہار بھی کیا جو کہ اسلامی عقائد کے مکمل طور پر خلاف تھے۔

پھر اس کے ازالے کے لیے اس نے ایک اور رسالہ ''ازالۂ اوہام'' شائع کیا، جس سے مرزا قادیانی کے مزید کفریہ عقائد کھل کر سامنے آگئے، کیونکہ اس رسالہ میں مرزا قادیانی نے نہ صرف معجزاتِ انبیاء کا واضح انکار کیا، بلکہ ملائکہ اور لیلۃ القدر کی بھی عجیب وغریب

تعریف بیان کرنا شروع کردی، ایسے ہی کفریہ عقائد کو مدِنظر رکھتے ہوئے اکابرین اہلِ اسلام نے مرزا قادیانی اوراس کی ذریت کو کافراور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا، بعدازاں مرزا قادیانی نے 15 اپریل 1907ء کوایک اشتہار بعنوان ''مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ'' شائع کیا، جس میں مرزا قادیانی رقم طراز ہے کہ:

''بخدمت مولوی ثناءاللہ صاحب، السلام علیکم علیٰ من اتبع الہدیٰ!

مدت سے آپ کے پرچہ ''اہل حدیث'' میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے، ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود وکذاب اور دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں، اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری و کذاب اور دجال ہے اوراس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے، میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اورصبر کرتا رہا، مگر چوں کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اورآپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں، اور مجھے ان گالیوں اوران تہمتوں اوران الفاظ سے یادکرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا، اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں، جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یادکرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہلاک ہوجاؤں گا، کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اورآخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام وہلاک ہوجاتا ہے، اوراس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے، تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اوراگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اورمخاطبہ سے مشرف ہوں، اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں، بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے، جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنیاد پر پیشگوئی نہیں محض دعا کے طور پر کہتا ہوں کہ:

اے میرے مالک بصیر وقدیر! جو علیم وخبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے۔ اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کردے اور میری موت سے ان کو اوران کی جماعت کو خوش کردے۔(آمین)

مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر، مگر نہ انسانی ہاتھوں سے، بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے، بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے، جن کو فرضِ منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے، آمین یارب العالمین!

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا ہوں اور صبر کرتا رہا، مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی، وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت ''لا تقف ما لیس لك به علم'' پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدکار آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا، مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ ہی انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے، اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں دنیا سے اُٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر، اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر، آمین ثم آمین!

''ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔''

(مجموعۂ اشتہارات، اولڈ ایڈیشن، ج:3،ص:579-580، جدید ایڈیشن، ج:3،ص:448)

محترم قارئین!

یہ تو تھا مرزا غلام احمد قادیانی کا وہ اشتہار جس کے نتیجے میں مرزا غلام احمد قادیانی چند ماہ بعد ہی 26 مئی 1908ء بروز منگل ہیضہ کے موذی مرض میں مبتلا ہو کر آنجہانی ہوا۔ ذرا غور کیجیے!

کس طرح مرزا قادیانی اپنے آخری فیصلے والے اشتہار کے نتیجے میں ہی ہیضہ کی بیماری کے ساتھ آنجہانی ہوا، جب کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب اس کے بعد چالیس سال تک زندہ رہے اور ان کی وفات 1948ء کو سرگودھا میں ہوئی، لیکن اس کے باوجود قادیانی ذریت اس بات کو ماننے کے لیے تیار نہ تھی کہ مرزا اپنی دعا کے نتیجے میں ہی مرا ہے، یہی وجہ تھی کہ قادیانی جماعت کے جوشیلے

خطیب اور قلم کا رمرزا غلام احمد قادیانی کے مرید خاص اور اخبار الحکم کے ایڈیٹر منشی قاسم علی نے اخبار الحق میں مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کو مباحثہ کا چیلنج دیا، جس کا جواب مولانا امرتسری صاحب نے اخبار ''اہل حدیث'' یکم مارچ 1912ء کے شمارہ میں قبول کر کے دیا، مباحثہ کی بنیادی شرائط درج ذیل تھیں:

1:- مباحثہ تحریری ہوگا۔

2:- ایک منصف محمدی اور دوسرا مرزائی، تیسرا غیر مسلم، مسلم الطرفین سرپنچ۔

3:- دونوں منصفوں میں اختلاف ہو تو سرپنچ جس منصف کے ساتھ متفق ہوں گے، وہ فیصلہ ناطق ہوگا۔

4:- کل تحریریں پانچ ہوں گی، تین مدعی کی اور دو مدعا علیہ کی۔

5:- مولانا ثناء اللہ امرتسری مدعی اور منشی قاسم علی قادیانی مدعا علیہ ہوں گے۔

6:- مدعی کے حق میں فیصلہ ہو تو مدعا علیہ مبلغ تین سو روپیہ بطور انعام یا تاوان مدعی کو دے گا۔

7:- مدعا علیہ غالب ہو تو اس کو مدعی کچھ نہیں دے گا، غرض رقم ایک طرف سے ہوگی۔

مباحثہ کی تاریخ 15 اپریل 1912ء مقرر ہوئی، مباحثہ میں مسلمانوں کی طرف سے مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب منصف نامزد ہوئے اور قادیانیوں کی طرف سے منصف منشی فرزند علی صاحب ہیڈ کلرک قلعہ میگزین فیروز پور مقرر ہوئے، اور سرپنچ کے لیے سردار بچن سنگھ صاحب بی اے گورنمنٹ پلیڈر لدھیانہ مقرر ہوئے۔

15 اپریل 1912ء، کو مبلغ تین سو روپیہ مولانا محمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ رئیس لدھیانہ کے سپرد کیا گیا، کیونکہ انہیں امین کے طور پر نامزد کیا گیا تھا، 17 اپریل 1912ء کو 3 بجے دوپہر مباحثہ شروع ہوا، 21 اپریل 1912ء کو مباحثہ کے سرپنچ سردار بیان سنگھ نے مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں فیصلہ دیا اور قادیانیوں سے مبلغ تین سو روپیہ لے کر مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دے دیا، مولانا امرتسری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس تین سو کی رقم سے ''فاتح قادیان'' نامی رسالہ شائع کر کے تقسیم کیا، جس میں مباحثہ کی مکمل روئیداد بیان کی، یہی وہ معرکہ تھا جس کے بعد مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خیر خواہانِ اسلام نے فاتح قادیانیت کا لقب دیا تھا۔

وقت ضائع کیے بغیر سوال صرف یہ ہے کہ اوپن فورم پر یا جماعت قادیان لندن کی عبادت گاہ یا مسلمانانِ لندن کی کسی مسجد میں مباحثہ کرنے پر کیا مجبوری لاحق ہے؟ بس اس سوال کا جواب عنایت فرما دیں؟ رہی بات ادارۂ جنگ کے فورم کی، یہ تو ویسے ہی راقم نے ایک آزاد صحافتی محل وقوع کی سہولیات اور مکمل غیر جانبداری کی وجہ سے ایک عاجزانہ تجویز پیش کی تھی، اگر آپ اپنی عبادت گاہ میں دعوت نہ دینے اور راقم کی دعوت قبول نہ کرنے اور مرزا قادیانی کی طرح پتنگ بازی کرنے پر ہی مصر ہیں، تو یقیناً آپ اپنے عمل سے اپنی شکست کا اعلان کر رہے ہیں۔

بھوپال کی مہارانی نے برطانیہ کے مسلمانوں کو تاریخی تحفہ کیا دیا تھا؟

برطانیہ میں عیسائیت کے بعد اسلام دوسرا بڑا مذہب مانا جاتا ہے، جہاں ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت مسلمانوں کی تعداد تین ملین کے لگ بھگ ہے، ان میں سب سے زیادہ تعداد پاکستانیوں کی اور پھر مشرقِ وسطیٰ، شمالی افریقہ، بنگلہ دیش، بھارت، ملائیشیا، نائجیریا، ترکی، صومالیہ، افغانستان، کُردوغیرہ کے مسلمانوں کی ہے۔

اسی تعداد کے تناسب سے مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر و مسالک کی مساجد کی تعداد برطانیہ بھر میں ایک ہزار سے زائد ہونا کوئی ایسی اچھنبے کی بات نہیں ہے۔

تحقیق کے بعد پتہ چلتا ہے کہ برطانیہ میں سب سے پہلی مسجد ویلز کے شہر کارڈیف میں 1860ء میں بنی تھی، جس کے اب کوئی آثار موجود نہیں، جبکہ ایک اور مسجد 1887ء میں ماؤنٹ وارنر سٹریٹ لیورپول میں قائم ہوئی تھی، جس کو بعد میں موجودہ رجسٹری آفس کے مقام بروہم پٹرس منتقل کر دیا گیا تھا، جہاں 1908ء تک یہ مسجد کے طور پر رہی۔ برطانیہ میں خالصتاً عبادت کے لیے بنائی جانے والی اور قدیم ترین یہ مسجد برطانیہ کے دارالحکومت لندن شہر کے ایک کونے میں ووکنگ کے علاقے میں واقع ہے، جسے لوگ شاہ جہان مسجد اور ووکنگ مسجد کے نام سے پہچانتے ہیں، اتفاق کی بات ہے کہ ٹھٹھ کی شاہجہاں مسجد میں تو جانا ہوا، لیکن راقم کا 18 سال میں صرف ایک بار ووکنگ کے علاقے میں رات دیر گئے گزرہوا، ہمیشہ خواہش رہی کہ اس تاریخی مسجد کی زیارت کی جائے۔

راقم کی نظر میں جہاں مسجد کی تاریخی حیثیت ہے، وہاں تحریکِ ختم نبوت کی عظیم کامیابی بھی اس تاریخی مسجد کے ساتھ وابستہ ہے، کوشش تو یہ تھی کہ مسجد کی زیارت کے بعد ہی کچھ اس کی تاریخی حیثیت اور یادداشتیں قارئین کے لیے پیش کی جاتیں، لیکن راقم کے بہت ہی لاڈلے ساتھی مجلس تحفظ ختم نبوت لندن کے مبلغ مولانا مفتی محمود الحسن صاحب نے گزشتہ ہفتے ووکنگ مسجد کے دورے کے دوران فون کرکے توجہ مبذول فرمائی کہ آپ کا اس تاریخی مسجد کی منظرکشی کرنے سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں اس مسجد کی حقیقی تاریخی حیثیت اُجاگر ہوگی۔

راقم نے کہا کہ ضرور! اس سلسلے میں مفکرِ اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی لندن کی ایک یادگار نشست کی

لفظوں کی تصویر ذہن میں مکمل محفوظ ہے، میں نے کہا کہ کرتے ہیں کچھ، لہٰذا اب ضروری ہوگیا تھا کہ اس تاریخی امانت کو قارئین کے لیے جلد از جلد پیش خدمت کر دیا جائے۔

ووکنگ مسجد لندن کے جنوب مغرب میں 30 میل (50 کلومیٹر) کے فاصلے پر واقع ہے، اس مسجد کی حقیقی تاریخ یوں بتائی جاتی ہے کہ قبل از تقسیم پاکستان برطانیہ کے لوگوں کو بھوپال کی مہارانی نے اسلامی شناخت اور اسلام کا تعارف کرانے کے لیے اس مسجد کو تعمیر کروایا، مہارانی نے مملکت برطانیہ کے مسلمانوں کو اس مسجد کا عظیم تحفہ دے کر بہت بڑا احسان کیا، اللہ کے اس گھر کو تعمیر کر کے رب کے دربار سے تعلق وخلوص وعقیدت کی اعلیٰ مثال کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔

مسجد کی تعمیر وتوسیع مکمل ہوتے ہی مہارانی صاحبہ نے مسجد کی چابیاں دینے اور مسلمانوں کی تحویل میں دینے کا ارادہ ظاہر کیا تو قادیانیوں نے اپنی فطرت کے مطابق دھوکے بازی سے کام لیتے ہوئے مسجد کی چابیاں قبضے میں لے لیں، بعد ازاں 55 برس تک یہ مسجد قادیانیوں کے پروپیگنڈے کا مرکز بنی رہی، اسی مسجد میں دن ورات مرزا قادیانی کی ظلی وبروزی نبوت کے مسٹر کمال الدین و دیگر لاہوری قادیانی پارٹی کے لیکچرز ہوتے رہے، مسلمانوں کی بنی یہ مسجد قادیانیوں کا بہت بڑا قلعہ سمجھا جانے لگا، اور مسلمان اس مسجد کو عظیم تحفہ سمجھ کر اس مسجد میں ہونے والی تمام عبادات وتقریبات میں شامل ہوتے رہے، اندازہ فرمائیں کہ یہ قادیانیوں کا کتنا بڑا دھوکہ تھا، اسی دوران ووکنگ کے علاقے کے کچھ مسلمانوں کو اس قادیانی دھوکے کا ادراک ہو چکا تھا، انہوں نے وقت ضائع کیے بغیر ووکنگ مسجد کے ساتھ ہی ایک جلسے کا انعقاد فرمایا، جس میں مفکرِ اسلام حضرت علامہ خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خصوصی عوامی جلسے سے خطاب کے لیے مدعو کیا گیا۔

حضرت علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر کے دوران ایک شخص نے علامہ صاحب کے کان میں کہا کہ وہ ووکنگ مسجد کا قادیانی امام بھی سامعین میں بیٹھا ہوا ہے، حضرت علامہ صاحب نے اپنے علمی بیان کو تادیر جاری رکھا، جلسے کے اختتام پر حضرت علامہ صاحب کو بتایا گیا کہ قادیانی امام آپ سے مصافحہ کا خواہشمند ہے، ابھی علامہ صاحب اس سے کہنے ہی لگے تھے کہ میرے موقف سے اگر آپ کو اختلاف ہو تو گفتگو فرمائیں مجھ سے، اس نے علامہ صاحب سے مصافحہ کے دوران ہی کان میں کہہ دیا کہ میں آپ کی تمام باتوں سے اتفاق کرتا ہوں، اور جو باتیں آپ نے ارشاد فرمائی ہیں، اگر وہ باتیں ہماری مسجد میں ہی کر دیں۔ علامہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت ہی حیران ہوئے اور ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا: ان شاء اللہ اگلا جلسہ مسجد میں ہی انتظام فرمالیں، اس امام نے روانگی سے قبل علامہ صاحب سے کہا کہ میں مسلمان ہوں، میں قادیانی نہیں ہوں، اور عبدالرحمٰن مصری قادیانی کا بیٹا ہوں، جن کے واقعات قادیانی لٹریچر میں آپ نے پڑھے ہوں گے، ہم قادیان میں تھے، ہمارا اختلاف اور افتراق ہوا تو ہم نے قادیان سے پاکستان لاہور آ کر اپنے عقیدے کی بنیاد پر ایک نئی جماعت لاہوری پارٹی قائم کی، بعد ازاں قادیانیوں کی لاہوری جماعت نے مجھے اپنے عقیدہ کا مبلغ مقرر کر کے کینیا روانہ

کردیا، کینیا میں جماعت کے کہنے پر گیا، لیکن اندر سے میرا عقیدہ مسلمانوں والا تھا، کینیا میں لاہوری پارٹی کے کہنے پر گیا تو تھا، لیکن میں قادیانیت کی تبلیغ کرنے کے بجائے تجارت کرتا رہا۔

اسی دوران لاہوری پارٹی نے میرا کینیا سے لندن ووکنگ میں تقرر کردیا، اس نے کہا کہ ہائی کورٹ تک جو مقدمہ مرزا بشیرالدین محمود قادیانی کے خلاف کیا گیا تھا، وہ میرا ہی کیس تھا، میرا باپ مرزا غلام قادیانی کو تو مانتا تھا، لیکن بشیرالدین محمود کو نہیں مانتا تھا، ہم اسی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے قادیان سے نکلے تھے، میں اپنے باپ سے کہنا چاہتا تھا کہ میں مرزا قادیانی کو بھی نہیں مانتا، لیکن ان کی عمر رسیدگی کی وجہ سے میں بول نہیں سکا، اس نے مزید کہا کہ یہ مسجد مسلمانوں کی ہے، اسے مسلمان ہی سنبھال لیں اور مجھے اس مسجد سے خارج فرمادیں، یہ ایک طریقہ بتایا کہ کس طرح یہ مسجد مسلمانوں کے ہاتھ اور تحویل میں دی جاسکتی ہے۔

دیوبند کا ایک مردِ قلندر اور اقبال مرحوم

قادیانی ہر دور میں مرزا قایانی کی جھوٹی نبوت کی گاڑی کو چلانے کے لیے سازشیں کرتے آئے ہیں، بس کوشش یہی ہے ان کی کہ کسی طرح مرزا قادیانی کی متعفن لاش سے خوشبو آنے لگے، جب قادیانی اپنی سرگرمیوں کو رُکتا ہوا دیکھتے ہیں، تو اس وقت قادیانیوں کے پاس ایک ہی حربہ رہ جاتا ہے کہ قادیانیوں کے بول کوئی اور بولیں، بس موقع کی تلاش اور تاڑ میں ہوتے ہیں کہ کوئی مسلم یا غیر مسلم یا سادہ لوح مسلمان یا دین سے بے زار سرکردہ رہنما یا پھر معروف ومشہور تاجر، زرخرید صحافی ودانشور کسی طرح ان کے ہتھے چڑھ جائے، تا کہ یہ لوگ قادیانیوں کی ہر اعلیٰ سطح کے اجلاس اور فورم پر بھرپور نمائندگی کریں، اور اکثر یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کوئی ایک دفعہ ان لوگوں کے ہتھے چڑھ جائے تو پھر اُن کی واپسی کافی مشکل ہوتی ہے۔

یہ ساری پلاننگ اس لیے کی جاتی ہے، تا کہ دین اور علماء سے دور طبقے پر رعب ڈالا جا سکے، اور دوسرے بااثر رہنماؤں کو جال میں پھنسایا جا سکے، اور قادیانی بنانے کی مہم کا راستہ ہموار کیا جا سکے۔

اسی طرح کی ایک نمایاں شخصیت شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم ہیں، جن کے بارے میں قادیانیوں کی ہمیشہ بڑی کوشش رہی ہے کہ علامہ صاحب مرحوم کا خصوصی تعلق قادیانیت سے ثابت کرا سکیں، لیکن اس کوشش میں ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، یہ بات قادیانی لٹریچر میں بڑی شدت کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ اقبال تو ہمارے ساتھ اچھے بھلے چل رہے تھے، احراریوں نے انہیں ورغلا کر ہمارے خلاف کر دیا، ان کے بقول چوہدری افضل حق، سید عطاء اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ آئے دن اقبال کے ہاں چلے آتے اور انہیں اپنے جال میں پھنسانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، بالآخر وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہو گئے اور اقبال احراریوں کے ہتھے چڑھ کے اُن کے ہمنوا ہو گئے۔

اقبال مرحوم کو ورغلانا یا گمراہ کرنا تو اقبال مرحوم کی توہین ہے، جس کے قادیانی خواہشمند تھے، قادیانیوں کو اصل تکلیف اس بات سے ہوئی ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھ سے بہت بڑا شکار چھوٹ گیا، جو وہ کرنا چاہتے تھے، شاعر مشرق علامہ محمد اقبال مرحوم اپنے بلند پایہ ملی افکار کی وجہ سے ہمارے جدید حلقوں میں مرجعِ عقیدت سمجھے جاتے ہیں۔

ہاں! البتہ یہ بات درست ہے کہ علامہ مرحوم اوران بزگوں کے درمیان اکثر ملاقاتیں ہوتی رہتی تھیں، ان ملاقاتوں میں ظاہر ہے کہ ختمِ نبوت کے موضوع پر بھی ان کے درمیان بات چیت ہوجاتی تھی، کیونکہ علامہ مرحوم کی زندگی میں یہ ایک نمایاں بات تھی کہ جب کبھی دین کے بارے میں جہاں کہیں ابہام یا تشکیک کا کوئی پہلو ہوتا، علماء کرام سے رابطہ قائم کر کے ان سے مشاورت کر لیتے تھے۔

اس ضمن میں خصوصی طور پر دیوبند کے ایک مردِ قلندر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام مختلف کتابوں میں اکثر آیا ہے کہ علامہ اقبال مرحوم کے خصوصی تعلقات تھے، اس سلسلے میں حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ڈاکٹر اقبال نے کہا کہ: اثباتِ باری تعالیٰ پر نیوٹن نے بڑی عمدہ کتاب لکھی ہے، فرمایا کہ: نیوٹن کی پندرہ تصانیف دیکھی ہیں، میں نے جو رسالہ لکھا ہے اور جو اس میں دلائل قائم کیے ہیں، ''ضرب الخاتم علی حدوث العالم'' اور ''مرقاۃ طارم'' اس کو نیوٹن نہیں پہنچ سکا، پھر اقبال نے ''ضرب الخاتم'' مجھ سے لے لی، اور اس نے بہت سے خطوط لکھ کر ''ضرب الخاتم'' کو مجھ سے سمجھا، میرے نزدیک ''ضرب الخاتم'' کو جیسا اقبال سمجھے، ایسا کوئی مولوی نہیں سمجھ سکا۔

حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے فیضانِ صحبت نے فطرتِ اقبال کے اس پہلو کی مشاطگی کی تھی، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سوزِ جگر نے اقبال مرحوم کو قادیانیت کے مقابل شعلہ جوالہ بنا دیا تھا، چنانچہ علامہ مرحوم جدید تعلیم یافتہ طبقے میں پہلے شخص تھے، جن کو فتنۂ قادیانیت کی سنگینی نے بے چین کر رکھا تھا۔

علامہ اقبال مرحوم کا ایک طالب علمانہ انداز

پنجاب کے اور خصوصاً ہندوستان کے عموماً انگریزی تعلیم یافتہ طبقے میں قادیانی فتنے کی شرانگیزی کا جو احساس پایا جاتا تھا، اس میں سب سے بڑا دخل علامہ اقبال مرحوم کے اس لیکچر کا ہے جو ختمِ نبوت پر ہے اور ساتھ ہی اس مقالہ کا ہے جو انگریزی میں قادیانی گروہ کے بارے میں شائع ہوا تھا، لیکن یہ شاید کم لوگوں کو معلوم ہے کہ دونوں تحریروں کا اصل باعث حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے۔

ایک مرتبہ حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ انجمن خدام الدین کے کسی سالانہ اجتماع میں شرکت کی غرض سے لاہور تشریف لائے، تو علامہ اقبال مرحوم خود ملاقات کے لیے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی قیام گاہ پر تشریف لائے، پھر ایک دن اپنے ہاں رات کے کھانے پر مدعو کیا۔ قارئین! ریکارڈ کی درستگی کے لیے دعوت نامہ بھی پیشِ خدمت ہے۔

عریضۂ اقبال بخدمت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

''مخدوم ومکرم حضرت قبلہ مولانا! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے ماسٹر عبداللہ صاحب سے ابھی معلوم ہوا کہ آپ انجمن خدام الدین کے جلسے میں تشریف لائے ہیں اور ایک دو روز قیام فرمائیں گے، میں اسے اپنی بڑی سعادت تصوّر کروں گا، اگر آپ کل شام اپنے دیرینہ مخلص کے ہاں کھانا کھائیں، جناب کی وساطت سے حضرت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب قبلہ عثمانی، حضرت مولوی بشیر احمد صاحب اور جناب مفتی عزیز الرحمٰن صاحب کی خدمت میں یہی التماس ہے، مجھے اُمید ہے کہ جناب اس عریضے کو شرفِ قبولیت بخشیں گے، آپ کو قیام گاہ سے لانے کے لیے سواری یہاں سے بھیج دی جائے گی۔''

(منقول از اقبال نامہ، حصہ دوم، ص:257)

دعوت تو صرف ایک بہانہ تھا، ورنہ اصل مقصد علمی استفادہ تھا، چنانچہ کھانے سے فراغت کے بعد علامہ اقبال مرحوم نے ختمِ نبوت کا مسئلہ چھیڑ دیا، جس میں کامل ڈھائی گھنٹہ تک گفتگو ہوتی رہی، علامہ اقبال مرحوم کی عادت یہ تھی کہ جب وہ کسی اسلامی مسئلہ پر کسی بڑے عالم سے گفتگو کرتے تھے، بالکل ایک طالب علمانہ انداز اختیار کرتے تھے، مسئلہ کے ایک پہلو کو سامنے لاتے اور اپنے شکوک وشبہات کھل کر بیان کرتے تھے، چنانچہ انہوں نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہی طرز اختیار کیا، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ اقبال مرحوم کے شکوک وشبہات کو بڑے ہی سکون اور صبر کے ساتھ سنا، اس کے بعد ایک اُسے جامع اور مدلل تقریر کی کہ علامہ اقبال مرحوم کو تمام مسائل پر کلی اطمینان ہوگیا، جو کچھ خلش ان کے دل میں تھی، وہ جاتی رہی، اس کے بعد انہوں نے ختمِ نبوت پر وہ لیکچر تیار کیا جو ان کے چھ لیکچر کے مجموعہ میں شامل ہے، اور قادیانی گروہ پر ہنگامہ آفریں سپردِ قلم فرمایا، جس نے انگریزی اخبارات میں شائع ہوکر پنجاب کی فضاؤں میں تلاطم برپا کردیا۔ علامہ اقبال مرحوم کا جب یہ مراسلہ شائع ہوا تو ہندوستان کے نامور سابق وزیر اعظم پنڈت جواہر لعل نہرو نے سوال کیا کہ مسلمان قادیانیوں کو اسلام سے جدا کرنے پر آخر کیوں اصرار کرتے ہیں، جبکہ قادیانی بھی مسلمانوں کے بہت سے فرقوں کی طرح انہی کا ایک فرقہ ہے، تو علامہ اقبال مرحوم نے ان کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ہم سب اس بات پر اس لیے مصر ہیں کہ قادیانی گروہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں سے نئی ہندی اُمت کو تراشنے کی کوشش کررہے ہیں، اور کہا کہ ہندوستان میں اسلام کی حیاتِ اجتماعیہ کے لیے یہ گروہ نہایت خطرناک ہے، اس کے علاوہ ہندوستان کے بعض اور لیڈر بھی قادیانی گروہ کو آگے لانا چاہتے تھے، کیونکہ قادیانیت کے پھیلاؤ سے ہندوستان کی عظمت اور تقدس میں اضافہ ہوگا، اور مسلمان اپنا رُخ حرمین شریفین سے پھیر کر ہندوستان کو اپنا قبلہ اور روحانی مرکز قرار دے لیں گے اور جیسا کہ ان لیڈروں کا خیال تھا، اس سے مسلمانوں کے دلوں میں وطن پرستی کی

جڑیں مظبوط ہوجائیں گی، ایک اور بات جو کہ قابلِ توجہ ہے کہ جن دنوں پاکستان میں قادیانیت کے مقابل تحریک چل رہی تھی، بعض ہندواخبارات کو قادیانیوں کے ساتھ بڑی ہمدردی دیکھنے میں آئی، ان اخبارات نے قادیانیوں کی تائید میں مضامین شائع کیے، اپنے قارئین کو مجبور مسلمانوں کے مقابلے میں قادیانیوں کو مؤید اور ہمنوا بنانے کی کوشش کی، اور یہاں تک لکھ گئے کہ پاکستان میں قادیانیوں اور مسلمانوں کی یہ کشمکش دراصل عربی نبوت اور ہندی نبوت کی کشمکش ہے اور دو مختلف نبوتوں کے پیروکاروں کی کشمکش ہے۔

پنجاب کے اربابِ نبوت کی شریعت ضرب کلیم
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر

کشمیر کے بتیس لاکھ مسلمان اور مفکرِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم

کشمیر کے مسلمانوں کی حالتِ زار کو سنوارنے کے لیے مسلمانانِ ہند نے ایک کشمیر کمیٹی قائم کی، جس کا سربراہ مرزا قادیانی کا بیٹا اور قادیانیوں کا نام دوسرا نہاد خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود قادیانی کو بنایا گیا، جبکہ مفکرِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم کو اس کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا، چونکہ کشمیر میں مسلم اکثریت تھی اور انہی کے مطالبہ پر اس کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تھا، اس لیے مسلم اہلِ بصیرت حلقوں میں قادیانی خلیفہ کے تقرر سے ہیجان پیدا ہونے لگا، اوّل تو اس وجہ سے کہ مسلمانوں کے تصفیہ طلب مسائل کے حل کے لیے ایک قادیانی کا تقرر اس بات کا اعلان کرنا تھا کہ قادیانی مسلمان ہیں، حالانکہ قادیانی روزِ اوّل سے ہی دائرۂ اسلام سے خارج ہیں، اس لیے بشیر الدین محمود قادیانی یا تو کشمیر کے مسلم اکثریت کے ایمان کو تباہ و برباد کرنے کے درپے تھا یا پھر اپنی قادیانی سرگرمیوں میں ناکامی کے باعث مسلمانوں کے مسائل کو کمیٹی کی سطح پر خوفناک نقصان پہنچانا چاہتا تھا۔

عام مسلمانوں نے کشمیر کمیٹی کے اس امکانی بحران کی طرف توجہ ہی نہ کی، کشمیر کے اس پس منظر کو اس وقت کوئی نہیں سمجھتا تھا، اور قادیانیوں کے مدّمقابل کوئی منظم عوامی تحریک بھی نہ تھی، صرف رسائل کی حد تک دلائل سے جواب دیئے جارہے تھے، جس سے مسلمان عوام کا قادیانیوں کے بارے میں علم نہ ہونے کے برابر تھا، خصوصاً ماڈریٹ طبقہ کا اس طرف خیال ہی نہیں گیا، یہی وجہ تھی کہ علامہ اقبال مرحوم جیسی شخصیت بھی کشمیر کمیٹی میں شامل ہوگئی، اور قادیانیوں کا مسلمانوں کو علامہ اقبال مرحوم کا نام لے کر گمراہ کرنا آسان نظر آنے لگا، حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اس صورتِ حال سے کافی مضطرب ہوگئے، ان خطرات و اندیشوں کی وجہ سے آپ نے اس تقرّر کے خلاف اوّل تو کشمیر کے بعض ذمہ داروں کو احتجاجی خطوط ارسال فرمائے، ساتھ ہی مجلسِ احرار کو ہمہ گیر احتجاج پر آمادہ و تیار کیا۔

علامہ اقبال مرحوم نے حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے ہمیشہ اپنی تشنگی کو مٹانے کی کوشش میں اپنے علمی سفر کو جاری رکھا ہوا تھا، لیکن اب تک قادیانیت کے مضر پہلوؤں سے تقریباً ناواقف تھے، اسی زمانہ میں حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ

اقبال مرحوم کو طویل خط لکھ کر فتنۂ قادیانیت کی زہر آلودگی سے مطلع کیا، انہی حالات کو دیکھ کر مجلسِ احرار اسلام کے رہنماؤں نے بھی محسوس کیا کہ کئی لوگ غلط فہمی کی وجہ سے قادیانیوں کے جال میں آ جائیں گے، خصوصاً مفکرِ پاکستان کا قادیانیوں کی صدارت میں کشمیر کمیٹی کا ممبر بن جانا مسلمانوں کے لیے غلط فہمی کا باعث بن سکتا ہے، کیونکہ علامہ اقبال مرحوم ہماری قوم کا اثاثہ ہیں، انہیں کسی طریقہ سے اصل حقیقت سے آگاہ کیا جائے، ادھر مرزا بشیر الدین محمود مذہبی لبادہ میں شاطرانہ چال کھیلنے کی کوشش میں تھا اور خواب دیکھ رہا تھا کہ کسی طرح کشمیر ہمارے قبضہ میں آ جائے۔ کشمیر میں قادیانیوں کی اتنی دلچسپی کیوں تھی؟ جہاں اور وجوہات ہو سکتی ہیں، ان میں ایک وجہ یہ تھی کہ مرزا غلام قادیانی نے اپنی کتاب کشتی نوح، روحانی خزائن، جلد: 19، صفحہ: 16 میں لکھا:

"عیسیٰ ابن مریم فوت ہو گئے اور کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں ان کی قبر ہے۔"

ان عقائد کے پیش نظر قادیانیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ اس تحریک کی قیادت اُن کے قبضے میں آ جائے، اور مسلمانوں کے حقوق کی جنگ کے بہانے وہ اپنے آپ کو مسلمان باور کرالیں، اس طریقہ سے مسلمانوں کے اندر ہمارا شمار بھی ہو جائے گا اور کشمیر بھی ہمارے ہاتھ آ جائے گا۔ احرار رہنماؤں نے فوراً ایک وفد تیار کیا، جس میں چودھری افضل حق، مولانا داؤد غزنوی اور امیر شریعت سید عطا اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہم شامل تھے۔ وفد نے علامہ اقبال مرحوم سے کہا: "کیا آپ نے بھی قادیانی قیادت کو تسلیم کر لیا ہے؟ اگر آپ کی دیکھا دیکھی کشمیر کے بتیس لاکھ مسلمان قادیانی ہو گئے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور آپ مجرم ہوں گے، نیز قادیانی دوسرے مسلمانوں پر بھی گمراہ کن اثر ڈالیں گے، لہٰذا آپ ان سے علیحدگی کا اعلان کریں۔" چنانچہ اس سے دوسرے روز لاہور برکت علی ہال میں کشمیر کمیٹی کا اجلاس بلایا گیا، علامہ اقبال مرحوم نے قادیانیوں کے علاوہ باقی شرکاء اجلاس پر اپنا اثر استعمال کر کے بشیر الدین محمود قادیانی کو کشمیر کمیٹی سے نکال دیا اور صدارت خود سنبھال لی، جس سے ۳/اگست ۱۹۳۱ء کو الگ ہو کر کشمیر کمیٹی کی تمام تر ذمہ داری احرار کے سپرد کر دی۔ اس استعفے کا تفصیلی ذکر علامہ اقبال مرحوم نے ۶/جون ۱۹۳۳ء کو اپنے پریس بیان کرتے ہوئے کہا کہ:

"بدقسمتی سے کشمیر کمیٹی میں بعض ایسے ممبر ہیں جو اپنے مذہبی پیشوا بشیر الدین قادیانی کے علاوہ کسی اور کی اطاعت تسلیم نہیں کرتے اور یہ امر اس بیان سے ظاہر ہے جو کام میر پور کے مقدمات میں ان کے سپرد کیا گیا تھا، اس پر انہوں نے کہا کہ ہم نے جو کچھ کیا، وہ صرف اپنے مذہبی پیشوا بشیر الدین قادیانی کے حکم کی تعمیل میں کیا تھا۔"

مفکرِ پاکستان علامہ اقبال مرحوم کو قادیانیت کا اصل چہرا اَب نظر آیا اور یہ حقیقت ہے کہ علامہ اقبال مرحوم کی قادیانیت کے مدمقابل اور ان کی تردید وجد وجہد کا آغاز کشمیر کمیٹی کے قیام کے بعد قادیانیوں کی حقیقت واضح ہو جانے کے بعد ہوا۔

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

کیا حضرت علامہ اقبال مرحوم قادیانی تھے؟

علامہ اقبال مرحوم پر قادیانیت کو قبول کرنے کے لیے قادیانی گروہ کی طرف سے ڈورے ڈالی گئے، لیکن حضرت مولانا انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی وعلمی تنبیہ پر اللہ تعالیٰ نے عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کے لیے علامہ اقبال مرحوم کا سینہ کھول دیا تھا، اور علامہ اقبال مرحوم قادیانیت سے کما حقہ آشنا تھے، فرماتے تھے کہ: عقیدہ ختم نبوت اسلام کی حیاتِ اجتماعی اور اُمت کی شیرازہ بندی کی حفاظت کا واحد ذریعہ ہے، جیسے جیسے وقت گزرتا گیا، علامہ اقبال مرحوم کے دل ودماغ پر قادیانیوں کی حقیقتوں کے راز اور بھی کھلتے گئے، لیکن مرزائیوں کے ''قصرِ خلافت''، میں غم کے بادل چھانے لگے اور ان کے ارمان خاک میں مل گئے۔

وہ اقبال مرحوم سے نہ جانے کیا اُمیدیں لگائے بیٹھے تھے، یکدم فضا ہی بدل کر رہ گئی، خصوصاً آپ کی زندگی کا آخری دور تو عشق سے لبریز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لب پر آتے ہی آنکھیں عقیدت سے بھر آتی تھیں، علامہ اقبال مرحوم روشن خیال فاضل طبقے میں پہلے شخص تھے، جنہوں نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے ایک الگ، ایک غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا تصور پیش کیا، اس سلسلے میں علامہ اقبال مرحوم بانگ دہل کہتے رہے کہ ملتِ اسلامیہ کو اس مطالبے کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے، اگر حکومت نے مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے۔

علامہ اقبال مرحوم کو اپنے موقف کی صداقت پر لازوال یقین تھا، علامہ اقبال مرحوم دوٹوک انداز میں اپنی بات ہمیشہ پیش کرتے رہے۔ قادیانیوں کے بارے میں علامہ اقبال مرحوم نے جو کچھ لکھا یا کہا، اس کا جواب قادیانیوں کے پاس نہیں ہے، سوائے علامہ اقبال مرحوم کی شخصیت اور ان کی ذاتیات پر حملوں کے، اس کے برعکس علامہ اقبال مرحوم کی کسی بھی تحریر سے ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ انہوں نے کہیں بھی اپنی تحریر میں کوئی ذاتی حملہ یا نامناسب سخت جملے استعمال کیے ہوں، لیکن قادیانیوں کی تو جبلت میں شامل ہے کہ جب بھی کوئی ان کے گروہ کو خیرباد کہہ دے یا ان کی بولی بولنا بند کر دے تو یہ لوگ اپنی خبث باطنی کا مظاہر کرتے ہیں۔

قادیانیوں نے علامہ اقبال مرحوم کا دامن داغدار بنانے کی ہر ممکن کوشش کی، اس کے باوجود قادیانیوں کو تھوڑی بھی شرم محسوس نہیں ہوتی کہ مرزائیوں نے علامہ اقبال مرحوم کے نام پر قادیانیت کے پرچار کے لیے ٹریڈنگ کمپنیاں چلانے کو اپنی مجبوری بنا رکھا ہے، اس لیے آج بھی رٹ لگائے پھر رہے ہیں کہ علامہ اقبال مرحوم قادیانی تھے، تاکہ بھولے بھالے مسلمانوں کو اپنے دامِ فریب پھنسایا جا سکے۔

علامہ اقبال مرحوم کی قادیانی ہونے کی تردید والزام پر ماضی میں ایک نہیں، کئی محققین اور دانشوروں نے اس پر مستقل تحقیقی مقالے لکھے اور کئی کتابیں بھی مرتب کیں، جن میں مضبوط وثقہ شہادتیں بھی جمع کی ہیں قارئین کے مطالعہ کے لیے، پروفیسر خالد شبیر احمد کی

کتاب ''اقبال اور قادیانیت''، ''تحقیق کے نئے زاویے''، اور مشہورِ زمانہ مصنف اور ہمارے دوست جناب متین خالد صاحب کی کتاب بھی بہت ہی مفید ہے۔

تمام کے تمام محققین اس بات پر متفق ہیں کہ علامہ اقبال مرحوم قادیانیوں کو نہ تو مسلمان سمجھتے تھے، اور نہ ہی کوئی ایسی بات تھی جس سے یہ ظاہر ہو کہ علامہ اقبال مرحوم کا قادیانی نظام سے یا ان سے گہرے روابط یا کوئی رشتۂ موانست قائم تھا۔

قادیانیوں کی اس فنکاری کو اقبال فروشی سے زیادہ اور کیا تعبیر کیا جاسکتا ہے؟!

اگر حضرت علامہ اقبال مرحوم قادیانیت سے اتنے متاثر ہو گئے تھے، جیسا کہ قادیانی رٹ لگائے پھر رہے ہیں، تو پھر علامہ اقبال مرحوم نے قادیانیوں کو نام نہاد فرقہ کیوں کہا؟ علامہ اقبال مرحوم نے قادیانیوں گروہ کو نام نہاد فرقہ کہہ کر قادیانیت کے غبارے سے تقدس کی ساری ہوا ہی نکال دی، ہر گروہ کا لیڈر یا خلیفہ اس گروہ کی نشانی اور وقار ہوتا ہے، جب یہ نمائندہ شخصیت اس معیار پر پوری نہ اترتی ہو تو لامحالہ ایسی قوم کو اپنے ہیرو تلاش کرنے کے لیے دوسری اقوام کی جانب دیکھنا پڑتا ہے، قادیانیوں کا اپنے نام نہاد خلفاء کی موجودگی میں علّامہ اقبال مرحوم یا دیگر مشہور شخصیّات کے نام کے تاشے پیٹنا اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے خلفاء کے دامن اس شان اور وقار سے تہی ہیں، اور ایسے ہی نظام کو بے ساکھیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔

''علامہ اقبال قادیانی تھے'' اس تاثر کو مسلمانوں میں عام کرنے میں سب سے بڑا کردار عبدالمجید سالک کا تھا، جس کے والد کو قادیانی ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے روک دیا گیا تھا، جس کے بعد سالک نے ایک کتاب ''ذکر اقبال'' میں جھوٹی روایات لکھ کر مسلمانوں کو باور کرانے کی کوشش کی کہ علامہ اقبال مرحوم کے قادیانیوں کے ساتھ انتہائی گہرے تعلقات تھے، اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ مفکر پاکستان علامہ مرحوم قادیانیت کے جال سے تو نکل گئے، لیکن ان کے کردار کو اس قدر مجروح کر دو کہ وہ مسلمانوں کی نگاہ سے بالکل ہی گر جائیں۔

قادیانیوں کے اقبال مرحوم کے ساتھ بغض وعناد کے کردار کے متنوع پہلوں ہیں، کبھی یہ کہنا کہ وہ قادیانی تھے اور کبھی ان کے فلسفے اور پیغام کی وقعت کو کم کرنا، یہ سلسلہ اب تک جاری ہے۔

علامہ اقبال مرحوم کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ قادیانی تھے، جب کہ قادیانی لڑیچر کے مطابق علامہ اقبال مرحوم قادیانیت سے متنفر ہو چکے تھے، اور مزید اس پروپیگنڈے کی تردید میں ''زندہ رُود حیات اقبال کا اختتامی دَور'' کتاب کے مصنف جاوید اقبال نے نہایت عمدہ تبصرہ تحریر فرمایا، قارئین کے لیے ان کی تحریر کا مختصر اقتباس پیش خدمت ہے۔ جاید اقبال رقمطراز ہیں:

''اب احمدیت کی تردید میں اقبال کی تحریروں کے پس منظر پر بحث کی جاسکتی ہے، ظاہر ہے ان تحریروں کے سبب اقبال احمدیوں کے غیظ وغضب کا نشانہ بنے، ان کی وفات کے پندرہ سولہ برس بعد ''اظرابات پنجاب'' کے سلسلہ

میں انکوائری کمیشن کے سامنے شہادت دیتے ہوئے ایک احمدی گواہ نے اپنے بیان میں کہا کہ اقبال نے مرزا غلام احمد کی بیعت کی تھی اور 1930ء تا 1931ء تک اس بیعت کے پابند رہے۔

لیکن اس کے بعد کشمیر کمیٹی میں مرزا بشیر الدین محمود اور اقبال کے درمیان اختلافات پیدا ہوئے، جس کے نتیجہ میں انہوں نے احمدیت کے خلاف بیانات دینا شروع کر دیئے، جرح کے دوران گواہ نے پہلے تو کہا کہ یہ بیعت 1893ء یا 1894ء ہوئی تھی، پھر کہا کہ 1897ء میں ہوئی تھی، بعد ازاں گواہ نے اپنی شہادت کے کسی اور حصہ میں بتایا کہ اقبال 1930ء تک مرزا غلام احمد کو مجدد مانتے رہے، پھر کہا کہ اس نے اپنے بیان میں یہ کہیں بھی نہیں کہا کہ اقبال احمدی تھے۔

اسی طرح بعض احمدی حلقوں کی طرف سے یہ مشہور کرنے کی کوشش کی گئی کہ اقبال کا احمدیت کے ساتھ گہرا تعلق رہا، اقبال کی زندگی میں ان کے احمدی نقادوں نے ان کے متعلق یہ باتیں نہیں کہیں تھیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بعد کی سوچ بچار کا نتیجہ ہیں، بہرحال اس بات میں کوئی صداقت نہیں کہ اقبال نے اپنی زندگی کے کسی مرحلہ پر مرزا غلام احمد کی بیعت کی یا احمدیت کے ساتھ اُن کا گہرا تعلق رہا۔''

مندرجہ بالا بیان قادیانیوں کے پروپیگنڈے کا واضح بطلان ہے، اس سلسلے میں مزید حوالہ جات پیش کیے جا سکتے ہیں، لیکن راقم قارئین کے لیے مختصر مواد بطور نمونہ پیش کرنے پر اکتفا کو سعادت سمجھتا ہے۔

قادیانی باغی گروپ

مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کے دو گروپ ہیں: ایک لاہوری، دوسرا قادیانی۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور نور الدین کے زمانہ تک یہ ایک تھے، مارچ ۱۹۱۴ء میں نور الدین کے آنجہانی ہونے پر لاہوری گروپ کے چیف گرو محمد علی ایم اے اور اس کے حواریوں کا خیال تھا کہ نور الدین کی جگہ محمد علی کو قادیانی جماعت کی زمامِ اقتدار سونپ دی جائے گی، مگر مرزا قادیانی کے خاندان کے افراد اور مریدوں نے نوعمر مرزا محمود کو مرزا قادیانی کی نام نہاد خلافت کی گدی پر بٹھا دیا، محمد علی لاہوری اپنے حواریوں سمیت اپنا سامنہ لے کر لاہور آ گئے، تب سے مرزا قادیانی کی جماعت کے دو گروپ بن گئے: لاہوری و قادیانی۔ دنیا جانتی ہے کہ یہ لڑائی صرف اور صرف اقتدار کی لڑائی تھی، عقائد کا اختلاف نہ تھا، اس لیے کہ لاہوری گروپ مرزا قادیانی اور نور الدین کے زمانہ تک عقائد میں نہ صرف قادیانی گروپ کا ہمنوا تھا، بلکہ اب بھی یہ لاہوری گروپ مرزا قادیانی کو اس کے تمام دعاوی میں سچا سمجھتا ہے، امام، مامور من اللہ، مجدد، مہدی، مسیح ظلی و بروزی، نبی وغیرہ، مرزا کے تمام کفریہ دعاوی کو اپنے ایمان کا حصہ سمجھتے ہیں، مرزا قادیانی کے عقائد کی ترویج اور توسیع، اس کی کتب کی اشاعت کرتے ہیں۔ قادیانیوں نے لاہوریوں کے متعلق یہ پروپیگنڈہ کیا کہ یہ اقتدار نہ ملنے کے باعث علیحدہ ہوئے ہیں، تو لاہوریوں نے اپنے دفاع کے لیے اقتدار کی لڑائی کو عقائد کے اختلاف کا چولا پہنا دیا، لاہوریوں نے کہا کہ ہمیں قادیانیوں سے تین مسائل میں اختلاف ہے:

1:- قادیانی گروپ مرزا کے نہ ماننے والوں کو کافر کہتے ہیں، ہم ان کو کافر نہیں کہتے۔

2:- قادیانی گروپ مرزا قادیانی کو قرآنی آیت: ''مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد'' کا مصداق قرار دیتے ہیں، ہم اس آیت کا مرزا قادیانی کو مصداق نہیں سمجھتے۔

3:- قادیانی گروپ مرزا کو حقیقی نبی قرار دیتا ہے، ہم اسے حقیقی نبی قرار نہیں دیتے۔

اس پر اُن کے درمیان مناظرے ہوئے۔ ''مباحثہ راولپنڈی'' نامی کتاب میں دونوں کے تحریری مناظروں کی روئیداد شائع شدہ ہے، فریقین نے مرزا قادیانی کی کتب کے حوالہ جات دیئے ہیں، یہ خود مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کے

دعاوی ایسے شیطان کی آنت کی طرح اُلجھے ہوئے ہیں کہ مرزا کے ماننے والے خود فیصلہ نہیں کر پائے کہ مرزا قادیانی کے کیا دعاوی تھے؟ لیکن یہ اقتدار کی رسہ کشی، اور نفس پرستی ہے۔ جب دو گروپ بن گئے، ایک گروپ کا چیف مرزا محمود، دوسرے گروپ کا چیف محمد علی لاہوری قرار پائے، تو مرزا محمود نو جوان تھا، اقتدار اور پیسہ پاس تھا، اس نے وہ بے اعتدالیاں کیں کہ مرزا قادیانی کے بعض پکے مرید کانوں کو ہاتھ لگانے لگے، مرزا محمود کی جنسی بے راہ روی اور رنگینیاں اور سنگینیاں اس داستان نے قادیان سے لاہور تک کا سفر کیا، تو لاہوری گروپ نے تاریخ محمودیت، ربوہ کا پوپ، ربوہ کا مذہبی آمر، کمالاتِ محمودیہ، ایسی دسیوں کتابیں لکھ کر مرزا محمود کی بدکرداریوں کو الم نشرح کیا، مرزا محمود نے جواب آں غزل کے طور پر لاہوریوں کو وہ بے نقط سنائیں کہ الامان والحفیظ۔ ذیل میں حوالے ملاحظہ ہوں:

''فاروق'' جناب خلیفۂ قادیان کے ایک خاص مرید کا اخبار ہے۔ جناب خلیفہ صاحب! کئی مرتبہ اس کی خدمات کے پیش نظر اس کی توسیع اشاعت کی تحریک فرما چکے ہیں۔ سوقیانہ تحریریں شائع کرنے اور گالیاں دینے کے لحاظ سے اس اخبار کو قادیانی پریس میں بہت اونچا درجہ حاصل ہے۔

لاہوری جماعت اور اس کے اکابر کو گالیاں دینا اس اخبار کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ اس کی ۲۸ رفروری ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں ہمارے خلاف چند مضامین شائع ہوئے ہیں، ان میں بے شمار گالیاں دی گئی ہیں، جن میں سے چند بطور نمونہ درج ذیل کی جاتی ہیں:

(اخبار پیغامِ صلح، لاہور، مؤرخہ 11 / مارچ 1935ء، صفحہ:2، کالم:2)

(۱) لاہوری اصحاب الفیل۔ (۲) اہل پیغام کی یہودیانہ قلابازیاں۔ (۳) ظلمت کے فرزند اور زہریلے سانپ۔ (۴) لاہوری اصحاب الاخدود۔ (۵) خباثت اور شرارت اور رذالت کا مظاہرہ۔ (۶) دشمنانِ سلسلہ کی بھڑکی ہوئی آگ میں یہ پیغامی لاہوری فریق عبادالدنیا وقودالنار بن گئے۔ (۷) نہایت ہی کمینہ سے کمینہ اور رذیل سے رذیل فطرت والا اور احمق سے احمق انسان۔ (۸) اصحابِ اخدود پیامی۔ (۹) دوغلے اور نیمے دروں نیمے بروں عقائد۔ (۱۰) بدلگام پیغامیو۔ (۱۱) حرکاتِ دِنیہ اور افعالِ شنیعہ۔ (۱۲) محسن کشانہ اور غدارانہ اور نمک حرامانہ حرکات۔ (۱۳) دورُخے سانپ کی کھوپڑی کچلنے۔ (۱۴) تم نے اپنے فریب کارانہ پوسٹر میں...... تک انگیخت اور اشتعال کا زور لگالیا۔ (۱۵) فوراً کپڑے پھاڑ کر بالکل عریانی پر کمر باندھ لی۔ (۱۶) ایسی کھجلی اٹھی تھی۔ (۱۷) رذیل اور احمقانہ فعل۔ (۱۸) کبوتر نما جانور۔ (۱۹) احمدیہ بلڈنگ (لاہوری جماعت کے مرکز) کے کرمک۔ (۲۰) اے سترے بہترے بڈھے کھوسٹ۔ (۲۱) اے بدلگام تہذیب ومتانت کے اجارہ دار پیامیو (فریق لاہور)۔ (۲۲) برخوردار پیامیو۔ (۲۳) جیسا منہ ویسی چپیڑ۔ (۲۴) کوئی آلو، ترکاری یا لہسن پیاز بیچنے بونے والا نہیں۔ (۲۵) جھوٹ بول کر اور دھوکے دے کر اور فریب کارانہ بھیگی بلی بن کر۔ (۲۶) لہسن پیاز اور گوبھی ترکاری کا بھاؤ معلوم ہوجاتا۔ (۲۷) آخرت کی لعنت کا سیاہ داغ ماتھے پر لگے۔ (۲۸) اگر شرم ہوتو

وہیں......چلو بھر پانی لے کر ڈبکی لگالو۔(۲۹) یہ کسی قدر دجالیت اور خباثت اور کمینگی۔(۳۰) علی بابا اور چالیس چور بھی اپنی مٹھی بھر جماعت لے کر بلوں میں سے نکل آئے ہیں۔(۳۱) بھلا کوئی ان پیامی ایروں غیروں سے اتنا تو پوچھے۔(۳۲) سادہ لوح پیامی نادان دشمن۔(۳۳) پیامیو عقل کے ناخن لو۔(۳۴) نامعقول ترین اور مجہول ترین تجویز۔(۳۵) سادہ لوح اور احمق۔(۳۶) اے سادہ لوح یا ابلہ فریب امیر پیغام۔(۳۷) پیغام بلڈنگ کے اڑھائی ٹوٹرو۔(۳۸) احمق اور عقل و شرافت سے عاری اور خالی۔(۳۹) اہل پیغام (لاہوری فریق) نے جس عیاری اور مکاری اور فریب کاری سے اپنے دجل بھرے پوسٹروں میں۔(۴۰) چاپلوسی اور پابوسی کا مظاہرہ۔(۴۱) اہل پیغام کے دو تازہ گندے پوسٹر۔ (منقول از اخبار ''فاروق'' قادیان، پیامی نمبر، مؤرخہ 28 فروری 1935ء)

لاہوری مرزائی بھی قادیانیوں کو گالیاں دینے میں کم نہ تھے۔ ملاحظہ ہو:

''مولوی محمد علی صاحب (لاہوری) کا خطبہ جمعہ 19/اکتوبر 1945ء ہمارے سامنے ہے۔ یہ خطبہ بھی حسبِ معمول جماعت احمدیہ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے خلاف الزامات اور گالیوں سے پر ہے، جناب مولوی صاحب کی گالیوں کی شکایت کہاں تک کی جائے؟ ان کا جوشِ غیظ و غضب ٹھنڈا ہونے میں ہی نہیں آتا، ہم ان کی گالیاں سنتے سنتے تھک گئے ہیں، مگر وہ گالیاں دیتے دیتے نہیں تھکے، ہر خطبہ گزشتہ خطبہ سے زیادہ تلخ اور طعن آمیز ہوتا ہے، بدگوئی اور بدزبانی اب جناب مولوی صاحب کی عادتِ ثانیہ بن چکی ہے، کوئی بات طعن و تشنیع اور گالی گلوچ کی آمیزش کے سوا کر ہی نہیں سکتے۔''

(مضمون مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، ج:23، نمبر:273، ص:4، مؤرخہ 22/نومبر 1945ء)

لیکن گالی گلوچ کی بوچھاڑ تو دونوں جماعتوں کی عادت ہے، کبھی ایک سبقت لے جاتی ہے، کبھی دوسری۔ اس فن کی بنیاد خود مرزا قادیانی صاحب کی کتابوں میں رکھی گئی ہے، پس اتباع لازم ہے، مرزا محمود نے محمد علی کی گالیوں کی شکایت کی، اب محمد علی کی مرزا محمود کے متعلق شکایت بھی ملاحظہ ہو:

''خود جناب میاں محمود احمد صاحب نے مسجد میں جمعہ کے روز خطبہ کے اندر ہمیں دوزخ کی چلتی پھرتی آگ، دنیا کی بدترین قوم اور سنڈاس پر پڑے ہوئے چھلکے کہا۔ یہ الفاظ اس قدر تکلیف دہ ہیں کہ ان کو سن کر ہی سنڈاس کی بو محسوس ہونے لگتی ہے۔'' (مولوی محمد علی صاحب قادیانی امیر جماعت لاہور کا خطبۂ جمعہ، مندرجہ اخبار ''پیغام صلح'' لاہور، جلد:22، نمبر:34، مؤرخہ 3/جون 1934ء، ص:3، کالم:3، ص:4، کالم:1)

مسلمانوں نے (لاہوری و قادیانی) دونوں کی اس باہمی چخ چخ کو ایک سکہ کے دو رُخ قرار دیا، ایک گرو کے دو چیلوں کی اخلاق باختگی کو مرزا قادیانی کی روحانی تربیت کا نتیجہ قرار دیا۔ امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ

لاہوریوں وقادیانیوں میں کیا فرق ہے؟ آپ نے فی البدیہہ فرمایا کہ:

''برہردو لعنت، خنزیر، خنزیر ہوتا ہے، چاہے گورے رنگ کا ہو یا کالے رنگ کا۔''

کفر کفر ہے، چاہے لاہوری ہو یا قادیانی، لاہوریوں کا مرکز لاہور میں ہے، قادیانیوں کا مرکز پاکستان بننے کے بعد چناب نگر اور اب ان کا مرکز بہشتی مقبرہ سمیت لندن کو سدھار گیا ہے۔ تمام علمائے اسلام نے دونوں گروپوں کے کفر کا فتویٰ دیا، قومی اسمبلی اور سپریم کورٹ تک سب نے دونوں کو کافر و غیر مسلم گردانا۔

”کلب یموت علی کلب“

کا مصداق خود مرزا قادیانی ہے

مرزا قادیانی نے لکھا کہ میرے نام کے اعداد کشفی طور پر بتائے گئے، جو کہ 1300 بنتے ہیں، ویسے تو قادیانی نام کا حصہ نہیں، بلکہ نسبت ہے جو کہ نام کا حصہ نہیں ہوتی، لیکن مرزا جی ٹھہرے کرشن ردر گوپال، اس نے تھوک کے ساتھ پکوڑے نکالنے تھے اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے تو یہ عدد پنکچر لگا کر اپنے نام کے اعداد 1300 کیے، اور اس سے اپنی نبوت ثابت کرنے کی بے ہودہ اور مضحکہ خیز کوشش کی، وہ بھی عجیب وغریب موازنے کر کے، کہیں اس نے قرآن پاک کی آیت کے اعداد وہ بھی غلط نکال کے، پھر ان اعداد کے حاصل جمع کو اسلامی تاریخ میں تبدیل کر کے 1857ء بنایا اور اس پر یہ دلیل دی کہ اس آیت میں قرآن پاک کو اُٹھائے جانے کا ذکر ہے اور اس کے اعداد 1857ء بنتے ہیں، یعنی اللہ پاک نے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ 1857ء میں میرا کلام یعنی قرآن آسمان پر اُٹھایا جائے گا، جبکہ اس مذکورہ آیت میں قرآن کے بجائے پانی کا ذکر ہے کہ وہی آسمان سے پانی برساتا ہے اور پھر پانی کو آسمان پر اُٹھاتا ہے۔ (مفہوم)

میں نے اس پر ایک مرزائی سے پوچھا کہ یہاں تو پانی اُٹھائے جانے کا ذکر ہے، جبکہ مرزا نے کہا کہ قرآن اُٹھایا جائے گا، یہ کیا ڈرامے بازی ہے؟ تو مرزائی نے جواب دیا کہ: حضرت جی نے یہاں قرآن کو پانی سے تشبیہ دی ہے، اسے کہتے ہیں قادیانی ذہنیت۔

لیکن آیئے! اب مرزا کی یہ جوتی مرزا کے ہی سر پر مارتے ہیں، یہ کیسا اتفاق ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے نام کے اعداد اور کتے والی حرکت ایک ہی صفحے پر کی، اسی صفحے پر اپنے نام کے اعداد کشفی طور پر لکھے اور اسی پر لکھا کہ ایک کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا، یعنی وہ خصلتاً بھی کتا ہے اور مرے گا 52 سال کی عمر میں، کیونکہ کتے یعنی لفظ کلب کے اعداد نکالو تو 52 بنتے ہیں۔

”غلام احمد قادیانی نام کے عدد پورے 1300 (تیرہ سو) ہیں۔“ (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج:3، ص:190)

”کلب یموت علی کلب، یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا، جو باون سال پر دلالت کرتا ہے۔“

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج:3، ص:190)

اب آتے ہیں 52 کی طرف

ناظرین کرام! آپ دیکھتے جایئے گا کہ یہ 52 کا عدد بے شمار باتوں میں بار بار مرزے سے منسوب ہو رہا ہے:

''مجھے کشفی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد حروف کی طرف توجہ دلائی گئی۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن، ج:3،ص:189)

سب سے پہلے مرزا کے کشفی نام 1300 کی طرف چلتے ہیں، آپ کو یاد ہوگا کہ مرزا نے لکھا تھا کہ 5 اور 50 میں کوئی فرق نہیں، یعنی صفر کا فرق ہے، یعنی صفر کی کوئی ویلیو نہیں ہوتی، یہ دجل بھی ایسے ہی نہیں کر دیا مرزا نے، بلکہ اس نے اپنی ذلالت کا خود سامان پیدا کیا، 1300 کے الگ الگ ہندسے جمع کرو تو 3 اور 1 ٹوٹل 4 بنتے ہیں اور 4 کو 13 سے ضرب دو تو 52 بنتے ہیں اور بقول مرزا صفروں کی کوئی ویلیو نہیں ہوتی:

''مگر پچاس (50) سے پانچ (5) پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ میں صرف ایک نقطہ (0) کا فرق ہے۔''

(دیباچہ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، ج:21،ص:9)

مرزا قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کر کے یہ کہا کہ وہ جو مردے زندہ کرتے تھے، وہ روحانی مردے تھے، یعنی کہ وہ لوگ گمراہ تھے دین اور ایمان کے لحاظ سے اور ان کو مسلمان کیا تو وہ روحانی اعتبار سے زندہ ہو گئے، یعنی مرزے کے نزدیک وہ روحانی مردے تھے اور روحانی طور پر ہی زندہ کیے گئے تھے۔

مرزا قادیانی کی دوسری جوتی اس کے سر پر مارتے ہوئے عرض ہے کہ مرزے قادیانی کا یہ الہام کہ کتا ہے اور کتے کی موت مرے گا، یہاں بھی روحانی موت مراد ہے، یعنی 52 سال کی عمر میں روحانی موت مرے گا۔

تو جناب مرزا قادیانی اپنی زندگی کے پورے 52 سال تک مسلمانوں والے عقیدے پر رہا، تب تک اس کا صرف ملہم و مجدد ہونے کا دعویٰ تھا، اور جیسے ہی 52 سال کی عمر کو پہنچا تو مثیل مسیح ہونے، مسیح موعود ہونے، نبی ہونے کے دعوے کیے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قرآن پاک پر جھوٹ باندھ کر روحانی موت مر گیا اور کفر کی پستی میں گر گیا، ثابت ہوا یہ کتا خود مرزا قادیانی تھا جو پورے 52 سال کی عمر میں مرا۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا انکار کر کے مرزائی حضرات ان مردوں کو روحانی مردے قرار دیتے ہیں، جو انہوں نے اللہ کے حکم سے زندہ فرمائے، تو یہاں موت سے مراد روحانی موت کیوں نہیں؟ ما هو جوابکم فهو جوابنا

مرزا قادیانی کی موت 26 مئی کو ہوئی اور 26 کو ڈبل کرو تو 52 بنتے ہیں اور 26 کے ہندسوں کو آپس میں جمع کرو تو 8 بنتے ہیں اور مئی پانچواں مہینہ ہوتا ہے۔ 8 میں 5 جمع کرو تو 13 بنتے ہیں اور مرزا قادیانی منگل کے دن مرا جو کہ ہفتے کا چوتھا دن ہوتا ہے تو پچھلے

حاصل جمع 13 کو 4 سے ضرب دو تو یہ بنتے ہیں 52۔

اسلامی تاریخ کے اعتبار سے یہ 25 ربیع الثانی 1326ھ تاریخ بنتی ہے، 25 کے ہندسوں کو اُلٹا کرو تو 52 بنتے ہیں، 13 سے 52 بنا اوپر بتایا گیا ہے اور آگے پھر 26 ہے، اس کو ڈبل کرو تو 52 بنتے ہیں، پھر 1326 کے آخری 6 میں سے اس سے پہلے والے 2 نکالو تو 4 بنتے ہیں اور 4 کو پہلے والے 13 سے ضرب دو تو 52 بنتے ہیں۔

اور ربیع الثانی بھی چوتھا مہینہ ہوتا ہے اور چوتھے مہینے کو 13 سے ضرب دو تو پھر وہی 52، کیونکہ 1300 اسلامی صدی تھی، جس میں مرزا کو موت آئی اور صفر سے کوئی فرق نہیں پڑتا بقول مرزا۔

دوستو! حیرانگی کی بات ہے کہ مرزا کا مکمل تعارف کروایا جائے تو اس کے حروف کی تعداد بھی 52 بنتی ہے، ملاحظہ فرمائیں:

''کذاب غلام احمد قادیانی ابن چراغ بی بی ولد غلام مرتضیٰ سکنہ قادیان''

یا

''مرزا غلام احمد قادیانی ابن چراغ بی بی ولد غلام مرتضیٰ سکنہ قادیان''

یا

''مرزا غلام قادیانی کذاب ابن چراغ بی بی ولد غلام مرتضیٰ سکنہ قادیان''

کسی طرح بھی لکھا جائے حروف 52 ہی بنتے ہیں۔

''ک ذ اب غ ل ام اح م د ق ادی ان ی اب ن چ راغ ب ی ب ی ول د غ ل ام م رت ض ی س ک ن ہ ق ادی ا ن۔ پورے 52 حروف ہیں۔

اگر شروع میں کذاب کی جگہ مرزا لگایا جائے تب بھی 52، یعنی مرزا غلام احمد قادیانی لکھا جائے، کذاب غلام احمد قادیانی لکھا جائے یا مرزا غلام قادیانی کذاب لکھا جائے، ہر طرح سے حروف 52 ہی رہتے ہیں۔

ابھی اس پر مزید تحقیق جاری ہے، آپ نے دیکھا کہ مرزائی حضرات بھٹو صاحب کے 52 سال کی عمر میں پھانسی لگنے کو مرزے کی کرامت ظاہر کرتے ہیں، اس ایک موافقت کی وجہ سے کہ ان کی عمر 52 سال تھی پھانسی کے وقت، جبکہ یہ 52 کا عدد مرزا قادیانی پر بہت سی باتوں میں ثابت ہو رہا ہے، یعنی کلب یموت علی کلب کے یلاشی الہام کا اصل مصداق خود مرزا قادیانی تھا۔

کسی مرزائی کو میری اس تحریر و تحقیق پر کوئی اعتراض ہو تو کھل کر جہاں مرضی مجھ سے بات کر سکتا ہے۔

مذہب کا لائسنس

آج کی پڑھی لکھی سول سوسائٹی کے ہر شہری کے جدید ذہن میں ایک سادہ سا سوال اُبھرتا ہے کہ انسانی حقوق کا دائرہ کار کیا ہے؟ اس کا آسان جواب تو یہی ہے کہ اسلام بذاتِ خود انسان بحیثیت انسان کے کچھ حقوق مقرر کرتا ہے۔

دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان، خواہ وہ ہمارے اپنے ملک اور وطن کا ہو یا کسی دوسرے ملک اور وطن کا، ہماری قوم کا ہو یا کسی دوسری قوم کا، مومن ہو یا غیر مسلم، کسی جنگل کا باشندہ ہو یا کسی صحرا میں پایا جاتا ہو، بہر حال محض انسان ہونے کی حیثیت سے اس کے کچھ حقوق ہیں، جن کو ایک مسلمان لازماً ادا کرے گا اور اس کا دینی فرض ہے کہ وہ انہیں ادا کرے، اور اس دنیا میں کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ کسی بھی انسان کے حقوق غصب کرے اور اگر حقوق کا غصب ہونا ثابت بھی ہو جائے، عدالت کا فیصلہ بھی آ جائے، جرمانہ بھی عائد کر دیا جائے اور اُسے بلیک لسٹ کی فہرست میں بھی شامل کر دیا گیا ہو اور کسی بھی تجارتی و کاروباری برینڈ کے استعمال پر بھی مکمل پابندی لگا دی گئی ہو، اس کے باوجود یہ غاصب انسان' انسانوں کی حقوق کی پامالی کرنے پر مصر ہو، تو دنیا کا کوئی قانون اس دھوکے کرنے والے طبقے کی حوصلہ افزائی نہیں کرے گا، بلکہ قانون سخت سے سخت تادیبی کارروائی کا حکم جاری کرے گا، خواہ اُن کی اس حرکت سے پہنچنے والے نقصان کی مالیت چند کوڑیوں کے برابر ہو۔

(قادیانی) جو کہ غیر مسلم ہیں، اپنے عقیدہ کو اسلام کے طور پر پیش کر کے دھوکہ دینا چاہتے ہیں، حالانکہ ساری دنیا کا فیصلہ آ چکا ہے کہ یہ مسلمانوں کے صریح حقوق غصب کرتے ہیں، مگر پھر بھی اصرار کر رہے ہیں کہ انہیں نہ صرف اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر پیش کرنے کا لائسنس دیا جائے، بلکہ وہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ انتہائی محترم و مقدس شخصیات کے ساتھ استعمال ہونے والے القابات اور خطابات وغیرہ کو ان قادیانیوں غیر مسلموں کے ناموں کے ساتھ چسپاں کیا جائے، جو مسلم شخصیات کے پاسنگ بھی نہیں۔

حقیقتاً مسلمان اس اقدام کو اپنی عظیم ہستیوں کی بے حرمتی اور توہین و تنقیص پر محمول کرتے ہیں، ان کی برادری کی طرف سے ممنوعہ القابات اور شعائرِ اسلام کے استعمال پر اصرار، اس بارے میں کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہنے دیتا کہ وہ قصداً ایسا کرنا چاہتے ہیں، جو نہ صرف ان مقدس ہستیوں کی بے حرمتی کرنے بلکہ دوسروں کو دھوکا دینے کے مترادف بھی ہے۔ اگر کوئی مذہبی گروہ دھوکہ دہی و فریب

کاری کو اپنا بنیادی حق سمجھ کر اس پر اصرار کرے اور اس سلسلے میں عدالتوں سے مدد کا طلب گار ہو تو اس کا خدا ہی حافظ ہے۔

امریکہ کی سپریم کورٹ (Cantwell vs Connecticut 310US 296 at 306) نامی مقدمہ میں قرار دے چکی ہے کہ:

''مذہب یا مذہبی عقیدہ کا لبادہ کسی شخص کو، عام لوگوں کو فریب دینے پر تحفظ فراہم نہیں کرتا۔''

علاوہ ازیں اگر یہ طبقہ یا ان کی برادری، دوسروں کو دھوکہ دینے کا ارادہ نہیں رکھتے تو وہ اپنے لیے نئے القاب وغیرہ کیوں وضع نہیں کر لیتے؟ کیا انہیں اس بات کا احساس نہیں کہ دوسرے مذاہب کے شعائر، مخصوص نشانات، علامات اور اعمال پر انحصار کر کے، وہ خود اپنے مذہب کی ریاکاری کا پردہ چاک کریں گے، اس صورت میں اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ان کا نیا مذہب، اپنی طاقت، میرٹ اور صلاحیت کے بل پر ترقی نہیں کر سکتا یا فروغ نہیں پا سکتا، بلکہ اسے جعل سازی و فریب پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے۔

آخر کار دنیا میں اور بھی بہت سے مذاہب ہیں بھئی، انہوں نے تو مسلمانوں یا دوسرے لوگوں کے القابات وغیرہ پر کبھی غاصبانہ قبضہ نہیں کیا، بلکہ وہ اپنے عقائد کی پیروی اور اس کی تبلیغ بڑے فخر سے کرتے ہیں اور اپنے ہیروز کی، اپنے طریقہ سے مدح و ستائش کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مسلمانوں کے شعائرِ اسلام کا استعمال کرنا یا یہ تو اعلانیہ رسولِ اکرم ﷺ کے نامِ نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے، اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکا بھی ہے، ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ احمدیوں اور قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی شرم و دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔

آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں، اور وہ اپنے تہوار، امن و امان کا کوئی مسئلہ یا اُلجھن پیدا کیے بغیر پُر امن طور پر مناتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک کی جالی

کا پردہ کس نے ہٹایا؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ شریف کی جالی پر ایک پردہ لگا ہوا تھا، جس پر وہاں آیت: ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا'' لکھی ہوئی ہوتی تھی، ایک دوسری آیت ''يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا لَا تَرْفَعُوٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ'' بھی لکھی ہوتی تھی۔

کئی سال پہلے وہاں ایک گول دائرہ بنا کر لکھا گیا تھا: یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی جگہ، یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جگہ ہے، اور ایک گول دائرہ میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے مخصوص ہے، اسی زمانہ کی بات ہے کہ سعودی حکومت کا یمن کے ساتھ ایک چوکی کا جھگڑا چل رہا تھا، دونوں حکومتیں سرحد کے ملنے کی وجہ سے چوکی پر دعویدار تھیں، مقدمہ بین الاقوامی عدالت میں گیا، ظفر اللہ قادیانی اس کا جج تھا، سعودی حکومت قادیانیوں کے کفر اور ان کی سازشوں سے واقف نہ تھی، بعد میں 1974ء میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ فیصل کو مکمل تعارف کرایا۔

سعودی حکومت نے ظفر اللہ قادیانی سے کہا کہ فیصلہ ہمارے حق میں کر دیں، اس کے جواب میں ظفر اللہ قادیانی نے کہا کہ فیصلہ آپ کے حق میں کرنے کو تیار ہوں، مگر ایک شرط پر، وہ یہ کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جالی پر سے پردہ ہٹا دو اور وہاں دوسری چادر لگا دو، مگر اس میں یہ نہ لکھیں کہ یہ جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے ہے، اگر ایسا لکھا ہوا ہوگا تو اس میں مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی نبوت کا جنازہ نکلتا ہے، چنانچہ سعودی حکومت اس وقت قادیانیت سے ناواقف تھی اور چادر کو ہٹا دیا گیا۔

ظفر اللہ خان کتنا خطرناک قادیانی تھا، اگر اس کا بس چلتا تو پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنا لیتا۔

مبارک بادی کے سنہرے الفاظ میں خط کس کے لیے لکھا گیا؟

تحریکِ ختم نبوت 7 ستمبر 1974ء/ 19 شعبان 1394ھ

4 بج کر 35 منٹ پر قادیانیوں کی دونوں شاخوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر دائرۂ اسلام سے خارج قرار دیا گیا، اس خبر کا نشر ہونا تھا کہ نہ صرف پورے ملک میں بلکہ پوری دنیا کے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، اس تاریخ ساز فیصلہ کی کامیابی کے موقع پر مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس تحریک کی زمامِ قیادت سنبھالنے والے عظیم پاسبان شیخ الاسلام حضرت علامہ مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے نام مبارکبادی کا والا نامہ ارسال فرمایا۔

راقم نے قارئین کے لیے نہایت دل نشیں الفاظ کا انتخاب کیا ہوا وہ خط جو کہ تحریکِ ختم نبوت کی جدوجہد کی تاریخ کے صفحات میں ہمیشہ سنہرے الفاظ میں درج رہے گا، آج 42 ویں یومِ تحفظِ ختم نبوت کے عظیم دن کے موقع پر دنیا بھر کے رضا کارانِ ختمِ نبوت کے لیے وہ تاریخی خط تحفہ کے طور پر پیش خدمت ہے:

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا خط

''سب سے پہلے تو اس عظیم کامیابی پر آپ کے اسلاف کے ایک ادنیٰ نیاز مند کی حیثیت سے مخلصانہ مبارک باد پیش کرتا ہوں، جس کے متعلق بدیع الزمان الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے یہ الفاظ بالکل صادق آتے ہیں: ''فتح فاق الفتوح وأمنت عليه الملائكة والروح. ''

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ کے اس کارنامہ سے آپ کے جدِ امجد حضرت سید آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ اور اُن کے شیخ حضرت امامِ ربانی رحمۃ اللہ علیہ اور آپ کے استاذ و مربی حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کی روح ضرور مسرور و مبتہج ہوئی اور اس کی اُمید ہے روح مبارک نبوی علیہا الف الف سلام کو بھی مسرت حاصل ہوئی ہوگی، فهنيئًا

لکم و طوبیٰ، اگر میری ملاقات ہوئی تو میں آپ کے دستِ مبارک کو بوسہ دے کر اپنے جذبات کا اظہار ضرور کروں گا۔

اس تاریخی فیصلے پر صرف زمین پر ہی نہیں، بلکہ آسمانوں پر بھی جشنِ مسرت ضرور منعقد کیا گیا ہوگا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جانا بہت ہی عظیم کارنامہ تھا، جسے اکابرینِ ختمِ نبوت نے بڑی قربانیاں دے کر سرانجام دیا، اللہ تعالیٰ اکابرینِ ختمِ نبوت کی جدوجہد کو قبول فرمائیں، آمین۔‘‘

دل پارہ پارہ

مطالعۂ ختمِ نبوت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اقدس اور گنبدِ خضراء (......) سے اُمتِ مسلمہ کو جو والہانہ تعلق ہے، وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، مگر قادیانی اُمت نے اپنی ذہنی تسکین کے لیے مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع کے مقابلہ میں قادیانیوں کے قبرستان کو بہشتی مقبرہ کا نام دے مارا، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ اطہر اور گنبدِ خضراء (......) کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے مدفن کو گنبد بیضاء سے تعبیر کیا، اور کتنے زور و شور سے مرزا قادیانی کے گنبد بیضاء کی زیارت پر حجِ اکبر کے خوشخبری سنائی گئی اور اسے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مدفن باور کرایا جاتا رہا ہے۔

قادیانیوں کے اخبار الفضل نے فضائلِ بہشتی مقبرہ کے ضمن میں بڑی ہی دلیری سے قادیانی تقابل میں قلمی گستاخیاں لکھ کر اُمتِ مسلمہ کے دل کو پارہ پارہ کر دیا، حوالہ پیشِ خدمت ہے:

> ''ایامِ جلسہ میں یا اس کے بعد وطن جانے سے پیشتر کچھ نہ کچھ وقت مقبرۂ بہشتی میں حضرت مسیح موعود کے مزارِ پرنور پر حاضر ہونے کا وقت ضرور نکلنا چاہیے۔ پھر کیا حال ہے اس شخص کا جو قادیان دارالامان میں آئے اور دو قدم چل کر بہشتی مقبرہ میں حاضر نہ ہو۔ اس میں وہ روضۂ اطہر ہے، جس میں اس خدا کے برگزیدہ کا جسم مدفون ہے، جسے افضل الرسل نے اپنا سلام بھیجا اور جس کی نسبت حضرت خاتم النبیین نے فرمایا: ''یدفن معي في قبري'' (وہ میرے ساتھ میری قبر میں دفن ہوگا) اس اعتبار سے مدینہ منورہ کے گنبدِ خضراء کے انوار کا پورا پورا پرتو گنبد بیضاء پر پڑ رہا ہے اور آپ گویا اُن کے برکات سے حصہ لے رہے ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مرقدِ منور سے مخصوص ہیں۔ کیا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جو احمدیت کے حجِ اکبر سے محروم رہے۔''
>
> (الفضل قادیان، 18 دسمبر 1922ء، ص:6، کالم:2،3)

قادیانیوں کے بقول اور مرزا قادیانی کے بیانات سے واضح ہے کے مسلمانوں سے ہر ہر چیز میں اختلاف ہے اور ایک ایک چیز میں اختلاف بھی فطری چیز ہے، کیونکہ دین کی بنیاد کلمہ پر ہے، جب اسی میں اختلاف ہو کہ مسلمانوں کے نزدیک محمد رسول اللہ سے مراد رسولِ مدنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو اور قادیانیوں کے نزدیک رسول قدنی تو ظاہر ہے کہ قادیانی مذہب کی ایک ایک بات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی ایک ایک بات سے مختلف ہوگی، اس صورت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ، نبی اور کلمہ سے لے کر دین کے تمام اصول وفروع میں قادیانی امت کو مسلمانوں سے اختلاف ہے، اور جب ان کا دین اور ان کا حج وگنبد خضراء کے مقابل گنبد بیضاء الگ بنا ہی لیا ہے، تو کب تک مسلمانوں کے دلوں کو پارہ پارہ کرتے رہیں گے؟

قادیانی زلزلہ

مرزا قادیانی کے پیروکار پاکستان یا عالم اسلام پر کوئی ناگہانی آفت پر بجائے اظہارِ افسوس کے بغلیں بجانا شروع کر دیتے ہیں، اوراس آزمائش کو لعین مرزا کادیانی کے دعویٰ کی دلیل اور انکار کرنے والوں کے حق میں خدائی عذاب قرار دیتے ہیں۔

(۱) اب قادیانیوں سے سوال یہ ہے کہ اس خدائی زلزلہ میں کوئی قادیانی ہلاک ہوا ہوتو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا اس کا شمار منکروں میں ہوگا؟

(۲) لاہوری پارٹی میں سے اس زلزلہ میں کوئی بھی ہلاک نہ ہوا ہوتو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمائیں گے؟

(۳) دنیا بھر میں بقول قادیانیوں کے قادیانیوں کو ہزیمت ومصیبت اور شکست، اور ذلت واِدبار کا سامنا ہے اور مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی مہم میں بھی کافی ناکامی اور سخت مشکلات درپیش ہیں، ہر ہوشیار و بیدار قادیانی اب سوچنے پر مجبور ہے کہ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے، ہر قادیانی کے زبان زد عام ہے کہ اب تو ہمارے دارالخلافہ میں بھی مولوی ہر وقت چھیڑ چھاڑ کرتے رہتے ہیں۔

قادیانی گروہ کا عالم اسلام اور خصوصاً پاکستان کے مسلمانوں کے بارے یہ خیال کہ مرزا قادیانی کی نبوت کو تسلیم نہ کرنے پر عذاب مسلط کیا گیا، یہ مرزا قادیانی کی تحریروں سے ناواقفیت کی واضح دلیل ہے، مرزا قادیانی کہتا ہے کہ دنیوی عذاب موجبِ کفر نہیں ہے۔

اسی طرح ایک جگہ اور کھل کر کہہ دیا کہ مذہب کے اختلاف کی وجہ سے دنیا میں کوئی عذاب نازل نہیں ہوتا۔ ہمیں یقین کامل ہے کہ قادیانیوں کی 120 سال سے مسلسل ناکامی، ذلت اور موجودہ ہزیمت مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی بین دلیل ہے۔

اللہ تعالیٰ قادیانیوں کو ہدایت عطا فرمائیں، آمین۔

قادیانیت کا اخلاقی جال

کچھ دوستوں نے ان باکس میں مجھے میسج کیے ہیں کہ آپ تو ہر وقت، ہاتھ دھو کر قادیانیوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، ان کے خلاف ہی اکثر پوسٹیں کرتے ہیں، اور زبان وقلم کو ان کے خلاف متحرک رکھتے ہیں، حالانکہ قادیانی تو با اخلاق ہوتے ہیں، بہت محبت سے ملتے ہیں، گرم جوشی اور اُلفت سے مصافحہ کرتے ہیں، انتہائی ہمدردی سے خیر وعافیت دریافت کرتے ہیں، میٹھی اور رسیلی زبان میں گفتگو کرتے ہیں، ان کے لہجے میں عاجزی ہوتی ہے اور ان کے الفاظ ملائم اور ٹھنڈے ہوتے ہیں، وغیرہ، وغیرہ۔

مندرجہ بالا الفاظ مختلف اوقات میں سماع کا موقع ملتا ہے۔

اکثر لاعلم اور سادہ لوح دوست سمجھانے پر سمجھ جاتے ہیں اور آخر میں شکریہ ادا کرتے ہیں۔ کچھ ''دیسی لبرل'' بدستور بحث ومباحثہ جاری رکھے ہوئے ہیں، ان سب کے لیے یہ تحریر شیئر کی جارہی ہے۔

محترم دوستو! راقم کی تو زندگی کا مشن ہی یہی ہے کہ مسلمانوں کو قادیانیوں کے دجل وفریب سے آگاہ کیا جائے، شاید ہی کوئی قادیانی دنیا میں بے ضرر ہو، لیکن یہ بات یقینی ہے کہ آپ ان کے لیے بے ضرر انسان ہیں۔

راقم آپ سے عرض کرنا چاہتا ہے کہ آپ جیسے افراد جو ساحل کے تماشائی بن کر تشریف فرما ہیں، ذرا توجہ فرمایئے! قادیانی کتنے با اخلاق ہیں؟!

قادیانیوں کی درج ذیل عبارتیں ملاحظہ کیجیے:

1:- ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری جماعت میں داخل نہیں ہوگا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (تذکرہ، چوتھا ایڈیشن ص:280)

2:- ''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے فائدہ اُٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے، مگر رنڈیوں (بدکردار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔'' (آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن، ج:5، ص:547-548، اردو ترجمہ التبلیغ ص:187)

3:- ''میرے مخالف جنگلوں کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔''

(نجم الہدیٰ،ص:53،روحانی خزائن،ج:14،ص:53)

4:- ''جو ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام (حرامی) بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔'' (انوار اسلام،ص:31،روحانی خزائن،ج:9،ص:31)

5:- ''ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔''

(تذکرہ،چوتھا ایڈیشن،ص:519)

عام بے ضرر مسلمانوں کو جس کے ہاتھ اور زبان سے انہیں کوئی مزاحمت نہیں سہنا پڑتی، ان کے بارے میں قادیانیوں کے یہ چند نظریات اور عقائد ذکر کیے ہیں۔

پھر استفسار کیا جاتا ہے کہ:

اگر یہ قادیانی اندر سے اتنے کالے اور زہریلے ہوتے ہیں تو پھر ظاہری طور پر اتنے با اخلاق اور با مروت کیوں ہوتے ہیں؟!

دوستو! یاد رہے کہ دنیا کے ہر لٹیرے اور فریبی کو ایسا ہی روپ اختیار کرنا پڑتا ہے، جب کوئی اغواء کار کسی بچے کو اغوا کرنا چاہتا ہے تو اسے بڑے پیار سے اپنے پاس بلاتا ہے، اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے، ماتھا چومتا ہے اور مسکراتے ہوئے اُسے ٹافی کھانے کے لیے دیتا ہے، بچہ اسے اپنا ہمدرد سمجھ کر ٹافی منہ میں ڈال لیتا ہے، ٹافی میں بے ہوش کرنے والی دوائی ہوتی ہے، اُدھر اس نے ٹافی کھائی، اِدھر وہ بے ہوش ہوا اور جب اُسے ہوش آیا تو کسی عقوبت خانے میں اسیر ہوتا ہے، اسی طرح مچھلی کا شکار کانٹے پر گوشت وغیرہ کا ٹکڑا لگا کر کیا جاتا ہے۔

قادیانیت کے دلفریب اخلاق کے گرویدہ سادہ دل دوستو! یاد رکھو!

1:- قادیانیوں کی میٹھی بات کے پیچھے ایک جال ہوتا ہے۔

2:- ان کی مسکراہٹ کے پیچھے ایک زہر قاتل ہوتا ہے۔

3:- ان کی اسلامی گفتگو کے پیچھے مرزا قادیانی کی جعلی نبوت کی ہولناک سازش ہوتی ہے۔

4:- ان کی نمائشی تعمیر ایک ''منظم تخریب'' ہوتی ہے۔

5:- ان کی دوستی کے پیچھے ارتداد کا دودھاری خنجر ہوتا ہے۔

6:- ان کی معاشی مدد کے پیچھے کفر کا پھندا ہوتا ہے۔

7:- ان کی تعلیم کے پیچھے ذہنی ارتداد کے بیج ہوتے ہیں۔

زخمی دل، جس سے ہر وقت خون ٹپکتا رہتا ہے

اُمت کے جن اکابر نے قادیانیت کے استیصال کے لیے محنتیں کی ہیں، ان میں سب سے امتیازی شان حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھی، اور دارالعلوم دیو بند کا پورا اسلامی اور دینی مرکز انہی کے انفاسِ مبارکہ سے قادیانیت کے شجرۂ خبیثہ کی جڑوں کو علمی دلائل وتحریکی جدوجہد سے ناکام کرنے میں ہمیشہ مصروف رہا۔ قادیانیت کے شیطانی وساوس کا امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح تجزیہ کر کے اُن پر تنقید کی، اس کی نظیر عالمِ اسلام میں نہیں ملتی۔

حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے خود بھی ردِ قادیانیت پر علم و تحقیق سے لبریز گرانقدر تصانیف رقم فرمائیں، اور اپنے تلامذہ مدرسینِ دیوبند سے بھی کتابیں لکھوائیں اور ان کی پوری نگرانی واعانت بھی فرماتے رہے۔

راقم نے کئی بار فاتحِ ربوہ سفیرِ ختمِ نبوت حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ جب یہ فتنہ کھڑا ہوا تو مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو چھ ماہ تک نیند نہیں آئی، مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ دل میں زخم ہوگیا ہے، جس سے خون ٹپکتا رہتا ہے، جب بھی مرزا قادیانی کا نام لیتے تو فرماتے: ''لعین ابن اللعین لعینِ قادیان'' اور آواز میں ایک عجیب درد کی کیفیت محسوس ہوتی تھی، فرماتے تھے: لوگ کہیں گے کہ یہ گالیاں دیتا ہے، فرمایا کہ: ہم اپنی نسل کے سامنے اپنے اندرونی دردِ دل کا اظہار کیسے کریں؟ اور ہم مجبور ہیں کہ قادیان کے دہقان جھوٹے مدعیِ نبوت آنجہانی مرزا قادیانی سے بغض کا اظہار کریں۔

قادیانیت کے مدِمقابل یہی بے چینی و بے قراری حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ میں بھی موجود تھی، شجاعت کا عالم یہ تھا کہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ تعلیم کی تکمیل کے بعد جب پشاور تشریف لائے تو وہاں کے سرکاری حلقوں اور جدید تعلیم یافتہ حلقوں کے نوجوانوں میں قادیانیت کا خاصا اثر ورسوخ نظر آرہا تھا، وہ کھلم کھلا قادیانیت کی تبلیغ کرتے پھر رہے تھے اور یوم النبی کے عنوان پر جلسے کرنے کی کوشش میں بھی تھے۔

حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی ایمانی غیرت کے لیے چیلنج کی حیثیت رکھتا تھا اور ان کا انسداد اہم تھا، قادیانیوں نے حسبِ عادت یوم النبی کے عنوان پر جلسہ کے انعقاد کا اعلان عام کر دیا اور اس کی تشہیری مہم شروع کردی، جب قادیانیوں کے جلسہ کی تاریخ آئی اور

قادیانیوں نے مقررہ جگہ پر جلسہ کے انتظامات کے بعد جیسے ہی کارروائی شروع کی، تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے چند رفقاء کے ساتھ اسٹیج پر پہنچ گئے، اور جب قادیانیوں کی طرف سے جلسہ کے صدر کا نام تجویز ہوا تو حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً اُٹھ کر اعلان کر دیا کہ اب یہاں جلسہ مسلمانوں کا ہوگا اور میں جلسہ کی صدارت کے لیے فلاں صاحب کا نام پیش کرتا ہوں۔

اس اعلان کے بعد جو کچھ ہوا وہ ہوا، آج بھی تاریخِ ختمِ نبوت وہ دن، مقام، وقت، اس بے باکی کے عالم کو ورق میں رقم کرتے ہوئے فخر محسوس کرتی ہے، قادیانیوں میں کھلبلی مچ گئی، حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ ختمِ نبوت پر بادل بن کر خوب جم جم کر برسے، قادیانیوں کی مکاری سے لوگوں کو آگاہ کیا، قادیانی ہمیشہ کی طرح ذلت ورسوائی کے ساتھ رفو چکر ہو گئے، پھر کبھی بھی جلسہ کرنے کی ہمت نہ ہوئی۔

یہ حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ کا قادیانیت سے پہلا معرکہ تھا۔

سوشل میڈیا پر ہونے والی موجودہ بحث

سوشل میڈیا پر ان دنوں قادیانی مسئلہ کافی زوردار انداز میں موضوعِ گفتگو بنا ہوا ہے، اس بار بظاہر قادیانی اس مسئلے پر ہونے والی بحث میں فریق نہیں ہیں، بلکہ یہ بحث مسلمانوں کے درمیان ہو رہی ہے، اس بحث کے نکات یہ بھی نہیں ہیں کہ آیا قادیانی غیر مسلم ہیں یا نہیں؟ بلکہ اس گفتگو کا منتہیٰ بظاہر یہ ہے کہ قادیانی مظلوم ہیں یا نہیں؟

ایک طبقے کا کہنا ہے کہ قادیانی مظلوم نہیں ہیں اور آپ ان کے حوالے سے کوئی سوال نہیں کر سکتے، گفتگو پر جبر کے نتیجے میں دوسرا طبقہ شدید ردِعمل دے رہا ہے، گو یہ طبقہ بھی قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیتا ہے، مگر ان کا کہنا ہے کہ قادیانیوں کے حقوق غصب ہو رہے ہیں اور بطور مسلمان اس پر آواز اُٹھانا بنتا ہے۔

اس سارے انتشار کا فائدہ قادیانیوں کو ہو رہا ہے اور اس تنازع میں دونوں فریق برابر کے مجرم ہیں، انسان ہونے کے ناطے کسی سے نفرت نہیں کی جا سکتی، ہم اُن کا عقیدہ بدلنا چاہتے ہیں، ان کے حقوق کی تلفی ہمارا مقصد بھلا کیسے ہو سکتا ہے؟

اسی طرح کسی جذباتی ردِعمل کا شکار ہو کر قادیانیوں کو مظلوم قرار دیتے دیتے اتنا دور نکل جانا کہ واپسی کا راستہ ہی نہ ہو، یہ کوئی طریقہ نہیں، یہاں مبلغین کی بھی غلطی ہے کہ وہ عام مسلمانوں کو اس انتشار سے نکالنے کے بجائے خود کسی نہ کسی فریق کا حصہ بن جاتے ہیں۔

سوشل میڈیا پر ہونے والی موجودہ بحث میں دونوں فریقین ہمارے ہیں، یہ اختلافات کسی حلال اور حرام پر نہیں، بلکہ افکار اور عقیدے میں فرق نہ کرنے کی وجہ سے بھی ہو رہے ہیں۔

اگر کسی نے قادیانیوں کے حوالے سے کسی خیال کا اظہار کیا ہے تو اسے خیال ہی سمجھا جائے اور شک کی صورت میں دریافت کر لیا جائے، کسی کے خیال کو اس کا عقیدہ نہیں بنایا جائے، یہ مناسب بات نہیں ہے۔

قبر کا تحفہ کس کو ملا؟

شورش کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ایک دن بھٹو مرحوم کے پاس گئے تو بھٹو مرحوم نے کہا: آکسفورڈ یونیورسٹی میں میری لڑکی اور لڑکا دونوں پڑھتے ہیں، آپ بھی اپنی لڑکی اور لڑکے کو بھیج دو، حکومت وظیفہ دے گی، شورش رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ: میں مشرقی طرز کا آدمی ہوں، مغربی تہذیب میں اولاد کو بھیج کر خراب نہیں کرنا چاہتا، تو بھٹو مرحوم نے کہا کہ شادمان کالونی لاہور میں دو پلاٹ پڑے ہیں، تم کم ریٹ پر حکومت سے خرید لو اور ایک کو بیچ کر اپنا پلاٹ بنالو۔

شورش رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا: جناب! سر چھپانے کے لیے جگہ موجود ہے، میں کوٹھی نہیں بنانا چاہتا۔

شورش رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر واپس آئے اور سارا قصہ اپنی بیٹی کو سنادیا، تو بیٹی نے کہا کہ: ابو بھٹو صاحب پلاٹ دے رہے تھے، لے لیتے، سرکاری زمین ہے، ہم پیسے جمع کرادیتے ہیں، بات صرف اتنی ہے کہ وہ کوئی اور لے جائے گا، بس ہمیں رعایت ہی مل جاتی، آپ نے ہمارے مستقبل کے ساتھ زیادتی کی ہے!!

تو جواب میں شورش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: دنیا یہاں رہ جائے گی، میں بھٹو مرحوم سے ایک ایسا تحفہ لے کر آیا ہوں جو قبر میں مجھے کام آئے گا، بس یہ بات کہنی تھی۔ تحریکِ ختم نبوت کے اکابرین بھٹو مرحوم اور شورش رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان کی گفتگو سے بالکل ہی لاعلم تھے، کچھ ہی دنوں بعد شورش رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے اور انتقال فرما گئے۔

جنازے میں حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ، مولانا غلام غوث ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، مصطفیٰ کھر، کوثر نیازی، معراج خالد، حفیظ پیرزادہ و دیگر حضرات شریک ہوئے، ہزاروں کا اجتماع تھا، مجمع سارا حیران تھا کہ بھٹو مرحوم اور شورش رحمۃ اللہ علیہ کا کافی دوستانہ تعلق تھا، پھر بھی جنازے میں شریک نہیں ہوئے، ان کے انتقال کے دوسرے دن ہی بھٹو مرحوم چین چلے گئے۔

پانچ روزہ دورے کے بعد جب واپس آئے تو ایک رات پنڈی میں رہے، دوسرے دن لاہور آئے اور شورش رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضری دی، فاتحہ خوانی کی، اور شورش رحمۃ اللہ علیہ کے گھر بھی تعزیت کے لیے گئے، بھٹو مرحوم نے تعزیت کے دوران کہا کہ جنرل عبدالعلی اور جنرل ظفر چودھری قادیانی ہیں، شورش رحمۃ اللہ علیہ نے میرے پاس آکر کہا: آپ میرے بچوں کو آکسفورڈ یونیورسٹی نہ

بجھوائیں! اور پلاٹ بھی مجھے نہ دیں! بس! دو قادیانیوں کو ہٹادیں! یہی تحفہ میں آپ سے لینے آیا ہوں، تو بھٹو مرحوم نے کہا کہ میں ہٹادوں گا، اور میں نے وعدہ کیا تھا۔

بغیر جنرلوں کے ہٹائے میں اگر اس جنازے میں آتا، تو وعدہ خلافی ہوتی، میری آنکھ میں شرم تھی، میں کیسے جنازے میں شریک ہوسکتا تھا؟ دوسرے دن میرا چین کا سفر تھا، اگر میں اس کو چھوڑ کر جنازے میں آتا تو میری غیر حاضری میں شاید اندیشہ تھا کہ اتنی بڑی تبدیلی کے بعد ملک میں کوئی گڑبڑ نہ ہوجائے، تو میں اس لیے جنازہ میں نہیں آیا، چین چلا گیا، واپس آیا، آج ہی میں نے ان دونوں جنرلوں کو فارغ کردیا ہے، شام پانچ بجے کی خبروں میں آجائے گا، اب میں سرخرو ہو کر آپ حضرات کے پاس آیا ہوں۔

مقدمہ عوامی عدالت میں

تحریکِ ختمِ نبوت قادیانیوں کے کفر کے مسئلہ میں اپنا کیس اور مقدمہ عوامی عدالت میں سو سال قبل جیت چکی ہے۔

اب اگر کوئی قادیانیوں کی وکالت کرتا ہے تو کرتا پھرے، ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے۔

قادیانیت کے کفر کا مسئلہ مشرق سے مغرب تک عوامی رائے عامہ بننے کے بعد، اگر دنیا بھر کی حکومتیں بھی قادیانیوں کو مسلمان گردانیں، تب بھی قادیانیت کے کفر کا موقف رائے عامہ سے نہیں بدلا جاسکتا ہے، قادیانیت کے کفر میں مسیحی برادری بھی مسلمانانِ عالم کے ساتھ کھڑی نظر آرہی ہے۔ قادیانیوں کے دائرہ اسلام سے خارج ہونے میں راقم کے مطابق سو سال میں کبھی بھی ہرگز دو رائے نہیں رہی ہے، قادیانی سو سال پہلے بھی دائرہ اسلام خارج تھے، اور اب بھی یہی حال ہے ان کا، قادیانی پہلے بھی کافر تسلیم کیے گئے اور اب بھی ان کے کفر میں کسی کو شک نہیں۔

قادیانیوں کا تعلق اسلام سے نہیں ہے، اس بات کا فیصلہ کسی خاص طبقے یا عدالت نے نہیں کیا، بلکہ یہ پوری اُمتِ مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے، اگر حکومتیں مسلمانانِ عالم کے اس فیصلے کو تسلیم نہیں کرتیں تو یہ اُن کا اپنا مسئلہ ہے، اگر کوئی عدالت یا سسٹم قادیانیوں کو مسلمان قرار دینے پر مصر ہے، تو اس مسئلہ پر ان کا اختلاف پوری دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ ہے، یہ صرف علماء کا مسئلہ نہیں ہے، یا کسی تحریک کا مسئلہ نہیں، تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوت نے مسئلہ قادیانیت کو ایجاد نہیں کیا، بلکہ قادیانیوں کے مسئلے کو عام مسلمانوں نے محسوس کیا اور علماء نے اس معاملے پر عام مسلمانوں کی محض رہنمائی کی ہے۔

راقم نے جیسے عرض کیا، اور یہ بات بھی شاید درست نہ ہو کہ قادیانیوں کا مسئلہ صرف اسلام کا معاملہ ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود ماننے والے مسیحیت کے پیروکاروں کے عقائد کو بھی مسخ کر رہے ہیں، گویا مسئلۂ قادیانیت دنیا کے دو بڑے آسمانی مذاہب کا معاملہ ہے۔

اب یہاں بات آجاتی ہے انسانی حقوق کی کہ کیا قادیانیوں کے عقائد کا پردہ چاک کرنے والی تحریکات ان کے بنیادی انسانی حقوق کو سلب کرنے کی بات کرتی ہیں؟ تو ایسا ہرگز نہیں ہے۔

اسلام ایک غیر مسلم کے بھی تمام بنیادی انسانی حقوق کا مکمل تحفظ کرتا ہے، اگر ایک قادیانی کے بنیادی انسانی حقوق سلب ہوں یا اس کے مفادات کو صرف عقیدے کی وجہ سے ضرب پہنچے تو یہ کسی صورت اسلام کے نزدیک پسندیدہ نہیں، قادیانی دوستو! ہم آپ کے سب سے بڑے خیر خواہ ہیں، اگر آپ کو یہ بات تسلیم ہو تو؟

اگر کہیں قادیانیوں کے بنیادی انسانی حقوق سلب ہو رہے ہیں تو اس بنیاد پر اُن کو مسلمان تو قرار نہیں دیا جا سکتا نا! ہاں! یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ اُن کے حقوق کے لیے آواز بلند کرنے میں کوئی عیب نہیں ہے، اور مسلمان علماء اس معاملے میں قادیانیوں کے ساتھ ہیں، کیونکہ قادیانی بھی انسان ہیں اور اسلام انسانیت کا درس دیتا ہے۔

قادیانیوں سے سماجی رابطے

گزشتہ دنوں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے ذیلی ادارے ''دعوۃ اکیڈمی'' کی جانب سے طلبہ کے وفد نے چناب نگر میں جماعتِ احمدیہ کے مرکز کا دورہ کیا، اس دورے نے مختلف مباحثوں کو جنم دیا، ایک طبقے نے طلبہ کے دورے پر زبردست تنقید کی، جبکہ بہت سے مذہبی حلقوں کی جانب سے بھی کہا گیا کہ سماجی روابط کی بحالی ایک خوش آئند اقدام ہے، اس سے قادیانیوں کی نئی نسل سے مکالمے کا موقع ملے گا۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ دونوں مکتبۂ فکر مبالغے اور مغالطے کا شکار ہیں، سماجی رابطوں کی بحالی ہونا چاہیے، مگر یہ رابطے نوخیز طلبہ کے ذریعے نہیں، بلکہ ان علماء کے تحت ہونے چاہئیں، جو ماضی میں قادیانیوں کے مکر وفریب سے آگاہ رہے ہیں۔

اگر سماجی رابطے کی یہ روایت فروغ پاگئی اور عوامی سطح پر اس سلسلے کو مقبولیت ملی، تو اس بات کا گمان ہے کہ احمدی پھر سے اپنی سازشیں شروع کر دیں گے، وہ سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے اسی موقع کے انتظار میں ہیں کہ سماجی رابطوں کے نام پر ان کو تبلیغ کی اجازت ملے۔

قادیانی انسان ہونے کی حیثیت سے مکمل حقوق رکھتے ہیں، ان حقوق کی بالا دستی کا میں بھی قائل ہوں، مگر ان حقوق کے نام پر تبلیغ دنیا بھر کے مسلمانوں کے دیرینہ مؤقف کے برخلاف ہے۔

اگر قادیانی مکالمہ چاہتے ہیں تو ہم مکالمے کے لیے تیار ہیں، اگر قادیانی مباحثہ چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے بھی حاضر ہیں، مگر ہم اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دے سکتے کہ مکالمے کے نام پر نوخیز ذہنوں کو وَرغلایا جائے، مکالمہ ان سے کیا جاتا ہے جو موضوع پر مکمل دسترس رکھتے ہوں، عوامی سطح پر سماجی رابطے محض گمراہی کو فروغ دیں گے۔

منافع بخش ادارہ

بہشتی مقبرہ قادیانیوں کا ایک ایسا منافع بخش ادارہ اور گورکھ دھندہ ہے، جو آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنی نسل در نسل کے شاہانہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے قادیان میں قائم کیا، اور اس میں دفن ہونے کے خواہش مند کے لیے ضروری قرار دیا گیا کہ وہ اپنی جائیداد میں سے دسواں حصہ جماعتِ احمدیہ (جس کے ہر سیاہ سفید کا مالک مرزا قادیانی اور اب اس کی اولاد ہے) کے نام وصیت کرے گا۔

بعد میں پاکستان بننے کے بعد جب قادیانیوں نے چنیوٹ کے قریب اپنا الگ شہر ربوہ بسایا تو بہشتی مقبرہ کی ایک برانچ یہاں بھی کھول دی گئی، معتبر ذرائع کے مطابق اب یورپ میں بھی اس کی برانچیں کھولنے پر غور ہو رہا ہے، اس منافع بخش کاروبار کی تفصیلات قادیانیوں کی کتب اور رسائل سے پیش خدمت ہے:

بہشتی مقبرہ کی ابتدائی انوسٹ منٹ اور کاروبار میں برکت کی دعا

''ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے، تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی، تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لیے ایک قطعۂ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے، لیکن چونکہ موقع کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں، اس لیے یہ غرض مدتِ دراز تک معرضِ التوا میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی، میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے، اس لیے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے، جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں، اس کام کے لیے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔''

(الوصیت، صفحہ:18، مندرجہ روحانی خزائن، جلد:20، صفحہ:316، از مرزا قادیانی)

''فرمایا کہ: نماز (فجر) سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں، تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرۂ بہشتی ہے، یعنی جو اس میں دفن ہوگا، وہ بہشتی ہوگا۔'' (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات،صفحہ:360،طبع چہارم،ازمرزا قادیانی)

''فأوحى إلى ربي وأشار إلى ارض وقال إنها أرض تحتها الجنة، فمن دفن فيها دخل الجنة و إنه من الآمنين.''

ترجمہ:''خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی اور ایک زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے جس کے نیچے جنت ہے، پس جو شخص اس میں دفن ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوا اور وہ امن پانے والوں میں سے ہے۔''

(حقیقۃ الوحی،ضمیمہ الاستفتاء،صفحہ:675،حاشیہ:52،مندرجہ روحانی خزائن،جلد:22،صفحہ:675ازمرزا قادیانی)

''پھر بعد اس کے کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر الہام ہوا: ''كل مقابر الأرض لا تقابل هٰذا الأرض'' یعنی ہند کے تمام قبرستان اس زمین سے مقابلہ نہیں کر سکتے، یعنی اس زمین کو جو برکتیں دی گئیں، وہ برکتیں تمام پنجاب اور ہندوستان میں کسی اور قبرستان کو نہیں دی گئیں۔'' (تذکرہ مجموعہ وحی والہامات،صفحہ:599،600،طبع چہارم،ازمرزا قادیانی)

ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سی فضیلت

''آج تمہارے لیے ابوبکرؓ و عمرؓ سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو۔ اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہوگا، اس لیے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرم کے پہلو میں دفن ہو گئے اور تمہارے لیے اس خصوصیت میں ابوبکرؓ کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔''

(اعلان مندرجہ الفضل،قادیان،جلد دوم،صفحہ:6،کالم:3،نمبر:99،2/فروری1915ء)

مقبرۂ بہشتی میں تدفین کے لیے فی قبر کی قیمت اور شرائط کے لیے مرزا قادیانی نے پوری کتاب لکھ ڈالی:

''رسالہ ''الوصیت'' کے متعلق چند ضروری امر قابلِ اشاعت ہیں، جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں:

(1) اول یہ کہ جب تک انجمن کارپرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نہ کرے کہ قبرستان باعتبار لوازمِ ضروری کے من کل الوجوہ تیار ہو گیا ہے، اس وقت تک جائز نہ ہوگا کہ اس کی میت جس نے رسالہ ''الوصیت'' کی شرائط

کی پابندی کی ہے، قبرستان میں دفن کرنے کے لیے لائی جائے، بلکہ پل وغیرہ لوازمِ ضروریہ کا پہلے تیار ہوجانا ضروری ہوگا اوراس وقت تک میت ایک صندوق میں امانت کے طور پر کسی اور قبرستان میں رکھی جائے گی۔

(2) ہر ایک صاحب جو شرائطِ رسالہ ''الوصیت'' کی پابندی کا اقرار کریں، ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی ثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش وحواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعتِ اغراضِ سلسلہ احمدیہ کے لیے بطور وصیت یا وقف دیتے ہیں اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخبار میں اس کو شائع کرادیں۔

(3) انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کر کے وصیت کنندہ کو ایک سرٹیفکیٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ دے دیں اور جب قواعد مذکور بالا کی رو سے کوئی میت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سرٹیفکیٹ انجمن کو دکھلا دیا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع نمائی سے وہ میت اس موقع میں دفن کی جائے جو انجمن نے اس کے لیے تجویز کیا ہے۔

(4) اس قبرستان میں بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے، نابالغ بچے دفن نہیں ہوں گے، کیونکہ وہ بہشتی ہیں اور نہ اس قبرستان میں اس میت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ ''الوصیت'' کو پورا نہ کرے۔

(5) ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی، ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں، تا کہ انجمن کو اگر اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آگئے ہوں، ان کو دور کر کے اجازت دے۔

(6) اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کے مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ ''الوصیت'' کے تمام شرائط پورے کردیئے ہوں، ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کیے جائیں اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔

(7) یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے، بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لیے ممکن ہے، پابندِ احکامِ اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان، خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوقِ عباد

غصب کرنے والا نہ ہو۔

(8) اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

(9) انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا، اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراضِ سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاقِ رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے۔

(10) انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے کہ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارساطبع اور دیانت دار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارساطبع نہیں ہے، یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلاتوقف ایسے شخص کو اپنے مجمع سے خارج کرے اور اس کی جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

(11) اگر وصیتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا پیش آئے تو اس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں، وہ تمام وصیتی مالوں میں سے دیئے جائیں گے۔

(12) اگر کوئی شخص وصیت کر کے پھر اپنے کسی ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلے میں روگردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو، پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے، بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا، کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے۔

(13) چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے، اس لیے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

(14) جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لیے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو اس کی ہدایت کی تابع ہوں اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میت کو لانا متعذر ہے تو اسی جگہ میت کو دفن کر دیں اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے

اور اس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اس انجمن کا کام ہوگا جو اس ملک میں ہی ہے اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اسی ملک کے اغراضِ دینیہ کے لیے خرچ ہو اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کر کے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہوگا۔

(15) یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے، کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہوگا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کر کے اس کام کے لیے کوئی کافی مکان تیار کریں۔

(16) انجمن میں کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبر رہنے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیلِ علمِ عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔

(17) اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ ''الوصیت'' کی رو سے وصیت کرتا ہے، مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے اس قبرستان میں لایا جائے، لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا تو اس کو وہی درجہ ملے گا، جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

(18) اگر کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور بایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاقِ رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہوسکتا ہے۔

(19) اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے رد کیا جائے تو گو وصیتی مال بھی پیش کرے، تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

(رسالہ الوصیت، صفحہ: 25 تا 29، مندرجہ روحانی خزائن، جلد: 20، صفحہ: 323 تا 327، از مرزا قادیانی)

مرزا اور اس کے اہل وعیال کے لیے کوئی فیس نہیں

(20) ''میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثنا رکھا ہے، باقی ہر ایک مرد یا عورت ہو، ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔''

(الوصیت صفحہ 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 327 از مرزا قادیانی)

بہشت سے اخراج، چندہ ضبط

’’بموجب ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو مومن وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ کے چھ ماہ بعد تک رقمِ وصیت ادا نہ کرے گا، نہ دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل کرے گا، اس کی وصیت انجمن کارپرداز ان مصالح قبرستان کو منسوخ کرنے کا کامل اختیار ہے اور جس قدر روپیہ وہ وصیت میں ادا کر چکا ہے، اس کے واپس لینے کا موصی کو حق نہ ہوگا۔‘‘ (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

(اخبار الفضل قادیان، جلد 24، صفحہ:7، کالم:4، نمبر 62 مورخہ 11 ستمبر 1936ء)

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی وصیت نہ کرنے والا منافق

’’حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے جو وصیت نہیں کرتا، وہ منافق ہے اور وصیت کا کم از کم چندہ 1/10 حصہ مال کا رکھا ہے، جس میں عام چندہ جو وقتاً فوقتاً کرنا پڑے، شامل نہیں۔‘‘

(منہاج الطالبین، صفحہ:16، مندرجہ انوار العلوم، جلد:9، صفحہ:166 از مرزا بشیر الدین محمود)

قادیانیت کو لگام دینے کے لیے بہترین سامانِ گرفت مہیا کر گئے!

قادیانیت پر اس وقت پوری دنیا میں زوال طاری ہے، قادیانیوں نے ہمیشہ قرآن وسنت کا مذاق تو اُڑایا ہی ہے اور قرآن وحدیث پر نشتر بھی خوب چلانے کی کوشش کی، لیکن علماءِ اُمت کے سامنے ہر دور میں ذلت ورسوائی ان کا مقدر بنی۔

اب سوشل میڈیا میں ختم نبوت کے عام کارکن اور مسلمانوں کی کثیر تعداد کی مرزا قادیانی کی کتابوں کے اصل حوالوں کے ساتھ موجودگی کی وجہ سے قادیانیوں اور ان کے مربیوں کو بہت زیادہ پریشانی اور خفت کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، تھوڑی تھوڑی شرم بھی محسوس کرنے لگے ہیں، اور تپلی گلی سے نکلنے کو عافیت سمجھا، لیکن افسوس قادیانیوں کو تپلی گلی سے نکلنے کا راستہ بھی نظر نہیں آ رہا، اس قدر ناکامی کا سامنا ہے، ہمیشہ کی طرح اب بھی علمی بحث ومباحثہ میں ناکامی کے بعد اب ان کے مربیوں کے حوصلے ٹوٹ کے رہ گئے ہیں۔

قرآن وحدیث سے تو باغی ہی تھے، اب مرزا قادیانی کی کتابیں جو کہ ان قادیانیوں کے لیے سرمائے کی حیثیت رکھتی ہیں، ان سے بھی تنگ آ گئے ہیں اور اب کھل کر مرزا قادیانی کی کتابوں سے برأت اور بغاوت کا اعلان کرنے لگے ہیں۔

مناظرہ کی لائن تو مکمل طور پر ناکام اور تباہ ہو چکی ہے، علماء تو دور کی بات اب تو حال یہ ہے کہ عام مسلمانوں سے بھی مرزا کی کتابوں پر بات کرنے سے کتراتے ہیں، اس کی ایک بنیادی وجہ یہ بھی ہے کہ علماء امت نے جس جفاکشی ومحنت اور امانت ودیانت کے ساتھ اُمتِ مسلمہ کے سامنے جس انداز سے مرزا قادیانی کی خیانتوں اور دجل وفریب وتحریف وکذب کو چیر کے رکھ دیا، پاسبان ختم نبوت کے لیے قادیانیت کو لگام دینے کے لیے بہترین سامانِ گرفت مہیا کر گئے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ تحریک تحفظ ختم نبوت کی رہبری وقیادت میں علماء ومشائخ اور اہل حق کی جماعت ہمیشہ پیش پیش رہی ہے۔ ”براہین احمدیہ“ کی اشاعت کے ساتھ ہی ماضی وعصر حاضر میں جن ناموں کو قادر مطلق نے شعبہ تالیف وتصنیف وتحریک کے لیے انتخاب کیا، انہوں نے چہار دنگ عالم میں نمایاں طور تحریک تحفظ ختم نبوت کے تمام شعبہ جات کا حق ادا کیا۔

رب کائنات نے تحریک ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کے سد باب کے لیے ان پاسبانِ ختم نبوت کے حق میں سہرا مقدر فرمایا، راقم کے دل میں ناموں کی ایک طویل فہرست نقش ہے، مضمون کی طوالت کے باعث ان پاسبانِ ختم نبوت کا ذکر محال ہے،

لیکن راقم کے نزدیک تین حضرات کے ناموں میں دو کا ذکر ضمناً اور ایک کا تفصیلاً ذکر کرنا مقصود ہے۔

ان ناموں میں یادگار اسلاف مفکر و مناظرِ اسلام حضرت مولانا ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہے، جنہوں نے تحریری و تقریری اور مناظرانہ میدان میں قادیانیت کو ناکوں چنے چبوائے۔

دوسرا نام عالمی مبلغ ختم نبوت حضرت حاجی عبد الرحمٰن باوا صاحب زید مجدہم کا ہے، انہوں نے تو اپنی زندگی کا آغاز ہی تحریک ختم نبوت سے وابستہ ہو کر کیا، حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ باوا صاحب تحریک ختم نبوت کی جماعت کی روح ہے۔

شہیدِ ختم نبوت حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ اکثر دورہ حدیث کے سال طحاوی شریف کے سبق کے دوران فرمایا کرتے تھے کہ باوا صاحب میں اللہ تعالیٰ نے کمال کی صلاحیت دے رکھی ہے، قادیانیوں کو شکل سے ہی پہچان لیتے ہیں کہ یہ قادیانی ہے، انہوں نے اپنی زندگی کے اوقات کو ضائع کیے بغیر بیسیوں ملکوں کا طوفانی سفر کر کے پوری دنیا کے مسلمانوں کو قادیانیوں کے گمراہ کن عقائد، فتنہ پردازیوں اور شر انگیزیوں سے آگاہ کیا۔

تیسری شخصیت مصنف سابق صدر شعبہ معاشیات جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن ہے، جنہوں نے مشہورِ زمانہ کتاب ''قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ'' تالیف فرما کر اُمتِ محمدیہ پر عظیم احسان کیا اور اپنے لیے شفاعتِ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سند حاصل کی۔ اس کتاب کی طباعت کو تقریباً پون صدی سے زائد عرصہ گزر چکا ہے، لیکن اس کی اہمیت وافادیت پہلے سے زیادہ درخشاں ہے۔

قادیانیت کے اصل لٹریچر، کتب، جرائد و رسائل سے کم و بیش تیس ہزار سے زائد حوالہ جات مصنف نے نقل کیے ہیں، آج تک قادیانی گروہ اس کتاب کا جواب دینے سے عاجز ہے، کیونکہ اس کتاب میں سوائے خوبصورت سرخیوں کے باقی تمام تر مواد مرزائیت کی کتب سے لیا گیا ہے، البتہ کہیں کہیں پر ایک آدھ فقرہ تبصرہ کے طور پر اپنی طرف سے لکھ کر مصنف نے حوالہ کی آہنی زنجیر کو آہنی تالا لگا دیا ہے۔

عجیب بات ہے کہ تبصرہ پیوندکاری بلکہ قادیانیت کے لیے ضرب کاری ہے، اس میں شک نہیں کہ آج تک قادیانیت پر لکھی جانی والی کتابوں میں یہ کتاب اپنی خوبیوں کے باعث ممتاز حیثیت کی حامل ہے، الیاس برنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے قادیانیت کو جو چرکا لگا تھا، آج تک قادیانیت اس کی تکلیف سے چیخیں لگا رہی ہے، موجودہ قادیانیوں کے لیے ایک چیلنج ہے، یہ کتاب مرزا قادیانی کے لیے قبر میں عذاب خداوندی سے کم نہیں۔

اس کتاب کے جتنے بھی ایڈیشن شائع ہوئے، اس کی تصحیح کرنے میں ہرگز کوتاہی نہیں برتی گئی، بلکہ غلطیاں دور کرنے اور تصحیح کرنے میں خوب محنت اور کوشش کی گئی، اس کے باوجود آج تک کے ایڈیشنوں میں استفادہ کرنے والوں کے لیے قادیانی کتب

وسائل کے حوالہ جات کا تلاش کرنا ناگزیر ہوتا جا رہا تھا، کیونکہ قادیانی حوالہ جات ماخذ بدلتے رہے اور صفحات میں بھی فرق آتا رہا۔

2009ء میں بھی قادیانی کتب کا کمپیوٹرائز ڈ ایڈیشن نمودار ہوا، لہٰذا ردِقادیانیت پر کام کرنے والے مخلص حضرات اور ساتھیوں کے بار بار اصرار کے بعد عالمی مبلغِ ختمِ نبوت حضرت حاجی عبدالرحمٰن باوا صاحب زید مجدہم نے یہ کام اپنے ذمہ لے کر رضا کارانِ ختم نبوت پر عظیم احسان کیا، دو سال سے زائد عرصہ کی شب و روز کی کاوش کر کے وہ تمام تر حوالہ جات جو کہ قدیم و جدید کتب و جرائد پر مبنی تھے، ان کو تلاش کرنے اور تحقیق، تخریج کرنے اور کھوج لگانے میں کسر نہیں چھوڑی، 95 فیصد الحمدللہ سنگین غلطیوں کو تصحیح کرنے کی حتی المقدور کوشش کی اور کتاب کا حسن اور وقار برقرار رکھنے کے لیے نئی کمپیوٹرائز ڈ کمپوزنگ کرائی گئی، اور کتاب کی نئی کمپوزنگ کے بعد اس کی تصحیح اور پروف ریڈنگ کے لیے خاصہ اہتمام کیا گیا، جس میں فاضل جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی حال مقیم برطانیہ حضرت مولانا بلال خان صاحب، اور برطانیہ کی بزرگ شخصیت اور تحریک ختم نبوت کے دل دادہ صف اول کے مبلغ جناب محترم عزت خان صاحب مدظلہم، صفدر ملک صاحب نے خصوصی معاونت فرمائی۔

اب الحمدللہ پروفیسر الیاس برنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ایک خوبصورت اور حسین چہرے کے ساتھ ختم نبوت اکیڈمی کی پیش کش پر منظر عام پر آ چکی ہے۔

ردِقادیانیت پر مطالعہ کا شوق رکھنے والوں کے لیے یہ کتاب انسائیکلو پیڈیا کا درجہ رکھتی ہے، اللہ تعالیٰ سے دل سے دعا ہے کہ عالمی مبلغ ختم نبوت حاجی عبدالرحمٰن باوا صاحب دامت برکاتہم کی تمام کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں، اور ان کی زندگی بھر کی مساعی جمیلہ کو آخرت کے لیے ذخیرۂ بنائیں، ہمیں اور ہماری نسلوں کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں، آمین۔

قادیانیوں کا کیلگیری ائیر پورٹ پر نفسیاتی حملہ

کینڈا ڈائری

قادیانیوں نے کینڈا میں اپنے سیاسی غلبہ کے حصول کے لیے مذہبی کوششیں تیز کردی ہیں، اسی وجہ سے یہاں کے مسلمانوں میں کافی حد تک بے چینی پائی جاتی ہے۔ قادیانی دنیا کو بے وقوف بنانے کے لیے اور اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے نت نئے طریقے اختیار کرتے رہتے ہیں، قادیانی اپنی غلاظت کو چھپانے میں بھی بڑی ہی مہارت رکھتے ہیں۔

اس وقت قادیانیوں نے دنیا میں اور خصوصاً ویسٹ کے ملکوں کے ہر شہر میں اپنے بڑے بڑے ''مرزواڑے'' بنائے ہیں، مرزواڑوں کو تعمیر کرانے کے لیے جس جگہ کا انتخاب کیا جاتا ہے، اس میں وہ انتہائی مکارانہ وماہرانہ نقشہ بنانے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔

راقم کو کینڈا کیلگیری 9 اگست 2015ء میں دوسری عالمی ختمِ نبوت کانفرنس کے سفر کے دوران قادیانیوں کی اور زیادہ مکاریوں، زہرناکیوں کا مشاہدہ کرنے کا موقع ملا۔

راقم کا جہاز کینڈا کے شہر کیلگیری میں ابھی داخل ہی ہوا تھا کہ فضاء سے نیچے کی طرف نظر پڑتے ہی پہلی عمارت جس پر نظر گئی وہ قادیانی مرزواڑا تھا، جس پر بہت ہی بڑا مینارہ اور گنبد نظر آرہا تھا۔

اب دیکھیں کس طرح یہ لوگ انسانی نفسیات پر اپنا اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، اور غیر مسلموں پر تو خاصہ رعب ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن عام مسلمان کے لیے اور خصوصاً حقیقت حال سے ناواقف مسلمان کے لیے اس سے زیادہ کیا خوشی کا مقام ہوگا کہ ائیر پورٹ کے متصل ہی رب کی پناہ گاہ اسے نصیب ہوجائے، اور خصوصاً ان لوگوں کے لیے تو بہت بڑی پناہ گاہ ہے جو کہ اجنبی ہو اور جن کو کسی سے شناسائی نہ ہو، اور قادیانی ان مرزواڑوں کو ملینوں پاؤنڈ کی لاگت سے تعمیر کراتے ہیں، تاکہ انسانوں پر اس کی تعمیراتی رنگ ترنگ کے ذریعہ رعب ڈالا جاسکے، جس طرح ایک درندہ کسی شکار کی تاک میں گھات لگا کر انتظار کرتا ہے، اسی طرح قادیانی گروہ دن رات اپنے شکاریوں کی تلاش میں رہتے ہیں، جو بھی دیسی شہر سے ناواقف اور مسافر، کیلگیری ائیر پورٹ پر اُترے، قادیانی ٹیکسی

ڈرائیوران کے ایمان پر حملے کے لیے تیار ہوتے ہیں، طیارے سے اُترتے ہی جب مسافر سوال کرتے ہیں کہ یہاں کوئی قریبی عبادت گاہ ہے؟ تو قادیانی ٹیکسی والا موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس مسافر کا شکار کر کے اپنی جماعت سے عہد و وفا کا ثبوت دیتا ہے، حقیقت میں یہ مرزواڑے عالمِ اسلام کے خلاف سیاسی، سازشی اور جاسوسی، اور قادیانیت کی تبلیغ کے اڈے ہیں۔

ائیرپورٹ سے تھوڑے ہی فاصلے پر لبنانی مسلمانوں کی جدوجہد سے اکرم جمعہ مسجد اس کے متصل ہی ایک اسکول تعمیر کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کو جزاء خیر عطا فرمائیں، لیکن اب مقامی مسلمان اکرم جمعہ مسجد کی تعمیر کے بعد قادیانیوں کی چالبازیوں سے خوب واقف ہوئے، چنانچہ اسی مسجد میں ایم سی سی نے دوسری عالمی عظیم الشان کامیاب ختمِ نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا۔

قادیانی اپنی عادت کے مطابق لوکل انتظامیہ کو اس کانفرنس سے متعلق بھونڈی شکایت کر کے خائب و خاسر ہوئے، ان کو 100 سال کی ذلت و رسوائی کے بعد بھی شرم محسوس نہیں ہو رہی۔ ایم سی سی نے لوکل انتظامیہ کو کانفرس میں باقاعدہ شرکت کی دعوت دی، انتظامیہ نے اس کانفرنس میں شرکت کے بعد اور مقررین کے بیانات کے بعد مکمل اطمینان کا اظہار کیا، جس کے بعد قادیانیت کو ذلت و رسوائی کا آئینہ دیکھنا پڑا اور اپنے منصوبے میں نامراد ہوئے، فللّٰہ الحمد.

قادیانیوں کا ایک خطرناک پروپیگنڈہ!

اگست 2015ء کے تاریخی سفر کے دوران کینیڈا کی تاریخی اور بزرگ شخصیات کی صحبت اور ان کی نشست میں بیٹھنے کا موقع نصیب ہوا، اور ان کی تاریخی یادداشتیں اور باتیں سننے کا موقع ملا، مقامی علماء کا کہنا ہے کہ 1986ء میں تحریک ختمِ نبوت کے رہنماؤں کے تاریخی سفر کے بعد طویل انتظار کے بعد، پہلی بار کارکنانِ ختمِ نبوت کو حوصلہ دیا گیا۔

راقم کی نظر میں اس سفر کے دوران سب سے اہم کاموں میں ایک کام قادیانیوں کے ایک خطرناک پروپیگنڈہ کا توڑ ضروری تھا، جو کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے متعلق تھا، اور قادیانی مربیوں کی طرف سے اور خصوصاً قادیانی انصر رضا کی طرف سے مسلمانوں میں اور سوشل میڈیا پر ایک خبر اور افواہ پھیلانے کوشش کی گئی کہ مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے افراد قادیانی ہو گئے ہیں۔

اس سلسلے میں لندن کے حافظ ممتاز الحق صاحب اور دیگر ساتھیوں کو کافی تشویش رہی کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کیا؟ اس سال رمضان سے یہ خبر گردش کر رہی ہے، راقم نے صحیح اور مستند معلومات حاصل کرنے کے لیے کئی بار کینیڈا کے ساتھیوں کو فون پر رابطہ کرنے کوشش کی، لیکن معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔

کینیڈا کے سفر کے دوران ختمِ نبوت کے کارکنان سے دوبارہ اس معمہ کا تذکرہ کیا کہ اب الحمدللہ ساتھیوں نے اس معاملہ میں سنجیدگی کا مظاہرہ کیا، اور فوری طور پر مجھے کینیڈا میں مقیم اور عالم اسلام کی ممتاز شخصیت اور حضرت مولانا یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، اور شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد رشید، اور مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے پڑپوتے، جامعہ اسلامیہ ٹورنٹو کے مہتمم حضرت مولانا آصف قاسمی صاحب دامت برکاتہم سے ملاقات کے لیے جامعہ اسلامیہ لے جایا گیا، حضرت نے نہایت شفقت بھرا معاملہ کرتے ہوئے والہانہ استقبال کیا۔

ملاقات کے دوران حضرت نے ارشاد فرمایا کہ 1986ء میں شہیدِ ختمِ نبوت مفتی محمد جمیل خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور عالمی مبلغِ ختمِ نبوت حضرت مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب کینیڈا کے سفر کے دوران جامعہ اسلامیہ میں تشریف لائے

تھے، اوران حضرات سے بڑی یادگار اور تفصیلی گفتگو کا موقع بھی ملا تھا، حضرت نے فرمایا: مجھے بہت خوشی ہے اس بات پر کہ اپنی زندگی میں بڑے باوا صاحب سے تو میری ملاقات ہو ہی گئی تھی، اوراب چھوٹے باوا سے بھی ملاقات ہوگئی، اللہ کا شکر ہے۔

راقم نے ملاقات کے دوران حضرت مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے متعلق قادیانی پروپیگنڈہ کا تذکرہ کیا، حضرت نے بات سنتے ہی فوری طور پر اس کی تردید اور وضاحت فرمائی، اور کہا کہ اگر ایسا ہوتا تو پوری دنیا میں ایک تہلکہ مچ جاتا، دنیا گویا کہ ہل جاتی۔

شیطان کو قیامت تک کی ڈھیل

قادیانی اکثر یہ پروپیگنڈہ کرتے نظر آتے ہیں کہ وہ پھل پھول رہے ہیں اور دنیا کے بیشتر ممالک میں پائے جاتے ہیں، اس لیے وہ حق پر ہیں، ہم اس معاملے کو قرآن سے اور اس کے بعد کے حالات وواقعات سے دیکھتے ہیں کہ اس میں کتنی صداقت ہے؟ قرآن میں گمراہی اور فتنے میں مبتلا لوگوں کو اللہ نے ڈھیل اور مہلت دے رکھی ہے، ان کو ایک نظر دیکھتے ہیں:

''وَلِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ''

(سورۃ الاعراف، آیت:34)

''اور ہر گروہ کے لیے ایک میعاد معین ہے، سو جس وقت ان کی میعاد معین آجائے گی، اس وقت ایک ساعت نہ پیچھے ہٹ سکیں گے اور نہ آگے بڑھ سکیں گے۔''

''وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِن دَابَّةٍ وَّلَكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُونَ'' (سورۃ النحل، آیت:۶۱)

اگر لوگوں کے گناہ پر اللہ تعالیٰ ان کی گرفت کرتا تو روئے زمین پر ایک بھی جاندار باقی نہ رہتا، لیکن وہ تو انہیں ایک وقت مقرر تک ڈھیل دیتا ہے، جب ان کا وہ وقت آجاتا ہے تو وہ ایک ساعت نہ پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ آگے بڑھ سکتے ہیں۔''

''وَرَبُّكَ الْغَفُورُ ذُو الرَّحْمَةِ لَوْ يُؤَاخِذُهُم بِمَا كَسَبُوا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ بَل لَّهُم مَّوْعِدٌ لَّن يَجِدُوا مِن دُونِهِ مَوْئِلًا'' (سورۃ الکہف، آیت:58)

''تیرا پروردگار بہت ہی بخشش والا اور مہربانی والا ہے، وہ اگر ان کے اعمال کی سزا میں پکڑے تو بے شک انہیں جلد ہی عذاب کردے، بلکہ ان کے لیے ایک وعدہ کی گھڑی مقرر ہے، جس سے وہ سرکنے کی ہرگز جگہ نہیں پائیں گے۔''

''وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ'' (سورۃ العنکبوت، آیت:68)

''اور اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟ جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھے یا جب حق اس کے پاس آجائے وہ اسے جھٹلائے، کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنم میں نہ ہوگا؟۔''

''قُلْ مَنْ كَانَ فِي الضَّلَالَةِ فَلْيَمْدُدْ لَهُ الرَّحْمٰنُ مَدًّا حَتّٰى إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ إِمَّا الْعَذَابَ وَإِمَّا السَّاعَةَ فَسَيَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضْعَفُ جُندًا'' (سورۃ مریم، آیت:75)

''کہہ دیجئے! جو گمراہی میں ہوتا اللہ رحمٰن اس کو خوب لمبی مہلت دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ ان چیزوں کو دیکھ لیں جن کا وعدہ کیا جاتا ہے، یعنی عذاب یا قیامت کو، اس وقت ان کو صحیح طور پر معلوم ہو جائے گا کہ کون بڑے مرتبے والا اور کس کا جتھا کمزور ہے۔''

''وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَّمَنْ قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنزَلَ اللّٰهُ وَلَوْ تَرٰى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ'' (سورۃ الانعام، آیت:93)

''اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے، اسی طرح کا میں بھی اُتارتا ہوں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو، آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی، اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے، اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔''

''وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ وَّلٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلٰى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا'' (سورۃ فاطر، آیت:45)

''اور اگر اللہ تعالیٰ لوگوں پر ان کے اعمال کے سبب داروگیر فرمانے لگتا تو روئے زمین پر ایک جاندار کو نہ چھوڑتا، لیکن اللہ تعالیٰ ان کو ایک میعادِ معین تک مہلت دے رہا ہے، سو جب ان کی وہ میعاد آپہنچے گی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آپ دیکھ لے گا۔''

حالات و واقعات اس بات پر شاہد ہیں کہ اللہ گمراہی اور فتنے میں مبتلا لوگوں کو ڈھیل اور مہلت دیتا ہے، جیسا کہ فرعون نے یہاں تک کہہ دیا کہ میں تمہارا رب ہوں، کیا اللہ نے اسے فوراً پکڑا؟ باقی بھی جو باطل عقائد ہیں، ان سب کا وجود ہی اللہ کی دی ہوئی

ڈھیل کا ثبوت ہے، ورنہ کسی کی کیا مجال جو ایک قدم بھی اللہ کی نافرمانی میں اُٹھا سکے۔

مسیلمہ کذّاب کو اللہ نے فوراً نہیں پکڑا، بلکہ وہ کچھ ہی عرصے میں 40000 لڑاکا جوان تیّار کر کے مسلمانوں سے مقابلہ کرنے نکلا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس میں کم و بیش 1200 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، اگر اللہ مسیلمہ کذّاب کو فوراً پکڑ لیتا تو اتنی خوفناک جنگ کیوں ہوتی؟

شیطان کو اللہ نے قیامت تک کی ڈھیل دے رکھی ہے، کیا اس سے بھی ہم کچھ سبق نہیں لیتے؟ اور اللہ کی سنّت کو نہیں سمجھتے؟۔

قادیانی میڈیا

مرزا قادیانی کی علمی حیثیت اس کے بیٹے مرزا محمود احمد کی نظر میں

یوٹیوب، فیس بک اور قادیانی میڈیا پر قادیانی حضرات اپنے ماننے والوں کو مرزا قادیانی کی قابلِ اعتراض تحریروں کو تاویلات اور خودساختہ رؤیا وکشوف کے ذریعہ اُلجھا کر بھٹکانے کا فریضہ، وظیفہ سمجھ کر ادا کر رہے ہیں، میری ان تمام قادیانیوں سے گزارش ہے کہ اگر آپ ہر بات کی تاویل کریں گے تو حقائق تک کبھی رسائی نہ پاسکیں گے، ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے لاکھ جھوٹ بولنے پڑتے ہیں، آخر جھوٹ پکڑا ہی جاتا ہے، جس پر بجز ندامت وشرمندگی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا، اس لیے گزارش ہے کہ قادیانی حضرات دورانِ مطالعہ خودساختہ تاویلات میں ہرگز نہ اُلجھیں، بلکہ انصاف اور اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ قادیانی ان جھوٹ اور اشتعال انگیز اور جذبات میں آگ لگادینے والی تحریروں کا جواب دینے کے بجائے ان سے براءت کا اعلان کریں۔

مرزا قادیانی کا دعوائے نبوت صرف نبی ہونے کا نہیں، بلکہ سب انبیاء کرام علیہم السلام، حتیٰ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی بڑھ کر ہونے کا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ص:209، جلد:18)

اور اُن کے بیٹے مرزا بشیر احمد ایم اے نے اس کی تشریح میں لکھا ہے:

''مسیح موعود کو تب نبوت ملی جب اس نے نبوتِ محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کرلیا اور اس قابل ہوگیا کہ ظلی نبی کہلائے، پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا، بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم کے پہلو بہ پہلو لاکھڑا کیا۔'' (ریویو آف ریلیجنز، مارچ، اپریل 1915ء، کلمۃ الفصل، ص:113)

ان حوالوں سے کم ازکم یہ تو ثابت ہوگیا کہ مرزا صاحب، اور ان کے متبعین مرزا کو نعوذ باللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر سمجھتے ہیں۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے:

''میں زمین کی باتیں نہیں کہتا، کیونکہ میں زمین سے نہیں ہوں، بلکہ میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا۔'' (پیغامِ صلح، صفحہ:63، روحانی خزائن، جلد:23، صفحہ:485)

لیکن افسوس ان قادیانیوں پر جو اس کا جواب نہیں دے سکتے کہ جو شخص یہ کہتا ہو کہ (میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا) اور اس کا حال یہ ہو کہ اس کو اسلامی مہینوں کے نام تک نہ آتے ہوں:

''اسلامی مہینوں میں سے چوتھا مہینہ لیا، یعنی ماہ صفر۔'' (تریاق القلوب، ص:41، روحانی خزائن، جلد:15 ص:218)

کیا قادیانی اس بات کا جواب دے سکتے ہیں؟ اور کیا یہ مرزا قادیانی کی جہالت اور خدا کی توہین کی بین دلیل نہیں؟ نبی کے لیے یہ ضروری ہے کہ کامل العقل بلکہ اکمل العقل ہو، نبی کے لیے عقل کامل کی ضرورت اس لیے ہے کہ نبی وحی الٰہی کے سمجھنے میں غلطی نہ کرے، نیز جب تک عقل کامل نہ ہو اس پر اطمینان نہیں ہوسکتا، نبوت غباوت کے ساتھ کبھی جمع نہیں ہوسکتی، غبی کا نبی ہونا عقلاً محال ہے۔ ایک عاقل اور دانا کو غبی اور ناقص العقل پر ایمان لانے کا حکم دینا سراسر خلافِ عقل ہے، اور عقلاً یہ بھی محال ہے کہ کسی غبی اور ناقص العقل شخص کو فقط غبی اور ناقص العقل لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا جائے، اس لیے کہ نبی اور امت جب دونوں ہی ناقص العقل ہوں گے، تو پھر وہ دین حماقتوں کا مجموعہ ہوگا اور احمقانہ دین سے کسی صلاح وفلاح کی توقع تو درکنار، خرابی ہی کی اُمید کی جاسکتی ہے۔

راقم نے مرزا قادیانی کی غباوت ثابت کرنے کے لیے ایک ہی مثال پیش کی، نبی کا علم ایسا کامل اور مکمل ہو کہ امت کے حیطۂ ادراک سے بالا اور برتر ہو۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تو یہ ہے کہ میں تمام اولین اور آخرین سے علوم میں بڑھا ہوا ہوں، لیکن یہ دعویٰ ایسا بدیہی البطلان ہے کہ جس کو سوائے نادان کے کوئی قبول نہیں کرسکتا۔

اسلام میں علم کی بہت زیادہ فضیلت آئی ہے، قرآن وحدیث کی رو سے علم اور اہلِ علم کا درجہ بہت بڑھا ہوا ہے، علم ایک نور اور معرفت ہے اور جہالت تاریکی، جس طرح نور اور ظلمت، روشنی اور تاریکی باہم برابر نہیں ہوسکتے، اسی طرح ایک عالم اور جاہل یکساں نہیں ہوسکتے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ بہت بڑے عالم ہیں اور انہیں تمام علوم اللہ تعالیٰ نے سکھائے ہیں، وہ اپنی کتب میں بار بار کہتے ہیں کہ میری معلومات خدائی ہیں، اور میں نے علم براہ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کیا ہے۔

مرزا قادیانی اپنی وحی والہام میں کہتا ہے:

''إنك بأعيننا سميتك المتوكل وعلمنه من لدنا علما'' یعنی ''تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے، ہم نے تیرا نام متوکل رکھا، اپنی طرف سے علم سکھلایا۔'' (ازالہ اوہام ص:698، روحانی خزائن، جلد:3 ص:476)

مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بشارت دی کہ:

'' وهب لي علوم مقدسة نقية ومعارف صافية جلية وعلمي مالم يعلم غيري من المعاصرين''

''اللہ تعالیٰ نے مجھے پاک مقدس علوم نیز صاف وروشن معارف عطا کیے اور وہ کچھ سکھایا جو میرے سوا کسی اور

انسان کو اس زمانے میں معلوم نہ تھا۔'' (انجام آتھم،ص:75،روحانی خزائن،جلد:11،ص:75)

اس کے برعکس مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''تاریخ کو دیکھو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہی ایک یتیم لڑکا تھا،جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا تھا اور ماں صرف چند دن کا بچہ چھوڑ کر مر گئی تھی۔'' (پیغام صلح،روحانی خزائن،ج:23،ص:465)

راقم کو قادیانیوں سے اور مرزا قادیانی سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں ہے، بلکہ ان کے دعوے پر غور کرنے کے لیے جب ان کی تحریروں کو پڑھا تو معلوم ہوا کہ وہ اپنی تحریر و تقریر میں سچائی کے پابند نہیں، بلکہ ایسے ایسے جھوٹ بولتے ہیں کہ آدمی کانپ جاتا ہے۔

مرزائیوں کی عقل پر ماتم کرنے کو جی کرتا ہے،تمام اولین اور آخرین سے علوم میں بڑھا ہوا،اور علم براہِ راست اللہ تعالیٰ سے حاصل کرنے کا دعویٰ کرنے والا،جس کو اللہ تعالیٰ نے وہ کچھ سکھایا جو کسی انسان کو زمانہ میں نہیں سکھایا،اور بڑے سے بڑے عاقل کی عقل اس کے ہم پلہ نہ ہو،لیکن افسوس مرزا قادیانی دجال کو صرف یہ ہی نہیں، بلکہ مرزا کو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکیزہ سوانح عمری ہی سے واقفیت نہ تھی! کیا یہ غیرت کی جگہ نہیں ہے؟ جس کو خود محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ ہے،ان کے بارے میں بنیادی معلومات بھی نہ ہوں، بلکہ مرزا قادیانی سے ایک پرائمری کا طالب علم بھی زیادہ صحیح اور بہتر جانتا ہے۔

باری تعالیٰ فرماتے ہیں:''اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى'' کیا اللہ نے تم کو یتیم نہیں جانا یا حالتِ یتیمی میں نہیں پایا۔لَمْ يَجِدْ (فعل مضارع مجزوم) وَجَدَ سے ہے اور وَجَدَ کا معنی یا تو عَلِمَ (اس نے جانا) اور يَتِيْمًا دوسرا مفعول ہے یا وَجَدَ وجود سے مشتق ہے اور وجود کا معنی ہے پانا،اس وقت يَتِيْمًا حال ہوگا،استفہام انکارِ نفی کے لیے ہے اور انکارِ نفی اثبات کو مستلزم ہے،اس سے غرض ہے مخاطب سے اقرار کرانا،مطلب یہ ہے کہ اللہ نے تم کو یتیم پایا،یعنی تمہارا باپ فوت ہو گیا تو تم کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نادار بچہ پایا، باپ نے نہ تمہارے لیے مال چھوڑا نہ کوئی ٹھکانہ،اس جملہ میں ''مَا وَدَّعَكَ'' کے معنی کی تاکید ہے،''فَاٰوٰى'' پس اس نے تم کو ٹھکانہ دیا،یعنی تمہارے چچا ابوطالب کے پاس تمہارا ٹھکانا بنایا اور اس کو تمہارا کفیل مقرر کر دیا۔

بغوی نے بحوالہ ترمذی شریف حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں نے اللہ سے ایک درخواست کی تھی،لیکن اگر نہ کی ہوتی تو میرے نزدیک بہتر ہوتا،میں نے عرض کیا تھا: پروردگار! تو نے سلیمان بن داؤد کو بڑی حکومت عطا فرمائی اور فلاں کو فلاں چیز دی۔اللہ نے فرمایا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا میں نے تم کو یتیمی کی حالت میں نہیں پایا اور پھر آپ کو ٹھکانہ نہیں دیا۔

راقم قادیانیوں کے لیے تاریخ،کتبِ تفسیر وحدیث کے مزید حوالے پیش خدمت کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے،تاکہ قادیانی انتہائی غیر جانبداری، خالی الذہن اور ٹھنڈے دل کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی دی ہوئی عقل وشعور کو استعمال کر کے مرزا قادیانی کے اس جھوٹ کو پہچاننے کی کوشش کریں۔

''اَلَمْ یَجِدْكَ یَتِیْمًا فَاٰوٰی'':فيه مسائل وذكروا في تفسير اليتيم أمرين. الأول : إن عبدالله بن عبدالمطلب فيما ذكره أهل الأخبار توفي وأم رسول الله ﷺ حامل به، ثم ولد رسول الله فكان مع جده عبدالمطلب ومع أمه آمنة، التفسيرالثاني لليتيم : أنه من قولهم درة يتيمه، والمعنى ألم يجدك واحدا في قريش عديم النظير فأواك؟ التفسير الكبيرأ مفاتيح الغيب. '' (المجلد السادس عشر 31،32، ص: 194)

'' ألم يجدك يتيما فاٰوٰی '' يعلمك '' يتيما'' توفي أبوه عليه الصلاة والسلام وهو الجنين. ''

(تفسير البحر المحيط الجزء الثامن)

قال سماحة الأستاذ الإمام الشيخ محمد الطاهر ابن عاشور في التفسير التحرير التنوير وا ليتيم : الصبي الذي مات أبوه وقد كان أبوالنبي ﷺ توفي وهو أ جنين المجلد الثانى عشر الأجزاء 29 - 30 '' واختلف في وفاة أبيه عبد الله، هل توفي ورسول الله ﷺ حمل، او توفي بعد ولادته؟ على قولين : أصحهما : أنه توفي ورسول الله صلى الله عليه وسلم حمل. والثاني: أنه توفي بعد ولادته بسبعة أشهر.

(زاد المعاد في هدي خير العباد الجزء الأول، ص: 26)

وأخرج البيهقي في الدلائل عن ابن شهاب رضي الله عنه قال : بع عبدالمطلب ابنه عبدالله يتمارا له تمرا من يثرب فتوفي عبدالله وولدت آمنة رسول ﷺ، فكان في حجر جده عبدالمطلب. '' (الدرالمنثور في التفسير المأثور، المجلد السادس، ص:611)

''ابن اسحاق سے روایت ہے کہ تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا، اس حال میں کہ حضرت آمنہ ابھی حاملہ ہی تھیں، اسی پر علماء کا اتفاق ہے، یعنی حضرت عبداللہ کا انتقال آنحضرت ﷺ کی ولادت سے پہلے ہوگیا تھا، اگرچہ کچھ روایات ایسی بھی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ آنحضرت ﷺ کی ولادت کے بعد فوت ہوئے۔

اور بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم کتابوں میں جہاں آپ کی آمد کی خبریں ہیں، اس بات کو بھی آپ کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت بتلایا گیا ہے کہ آپ کے والد کا انتقال آپ ﷺ کی ولادت سے پہلے ہی ہوجائے گا اور اس طرح آنحضرت ﷺ میں یتیم ہونے کی شان مکمل طریقے پر پائی جائے گی۔''

(سیرتِ حلبیہ اردو، جلد اول، نصف اول، بابِ چہارم، ص:170)

''رسول اللہ ﷺ اس وقت بطنِ مادر میں تھے کہ حضرت عبداللہ نے پچیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ محمد بن عمر الواقدی کہتے ہیں: عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات اور ان کی عمر کے متعلق جتنی روایتیں ہیں، ان سب میں سے صحیح ترین قول ہمارے نزدیک یہی ہے۔ محمد بن سعد کہتے ہیں: ثابت ترین روایت پہلی ہے، جس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ بطن مادر ہی میں تھے کہ حضرت عبداللہ انتقال کر گئے۔'' (طبقات ابن سعد، حصہ اول، ص:142)

پھر حضرت آمنہ کے حمل ہی کی حالت میں حضرت عبداللہ، رسول اللہ ﷺ کے والد ماجد کو سفر شام کا اتفاق ہوا اور اسی سفر میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت سے پہلے وفات پائی۔ (سیرتِ ابن ہشام، جلد اول، اردو، ص:106)

''والمقصود أن أمه حين حملت به توفي أبوه عبدالله وهو الحمل في بطن أمه على المشهور. قال محمد بن سعد : حدثنا محمد بن عمرو، هو الواقدي، قال: خرج عبدالله بن عبد المطلب إلى الشام إلى غزوة في عير من عيران قريش يحملونه تجارات، ففرغوا من تجاراتهم ثم انصرفوا فمروا بالمدينة وعبدالله بن عبدالمطلب يومئذ مريض، فقال: أتخلف عند الخوالي بني عندى بن نجار، فأقام عندهم مريضا شهرا ومضى أصحابه فقدموا مكة، فسأ لهم عبدالمطلب عن ابنه عبد الله، فقالوا: خلفناه عند أخواله بني عند بن النجار وهو مريض. فبعث إليه عبدالمطلب أكبر ولده الحارث فوجده قد توفي ودفن في دار النابغة، فرجع إلى أبيه فأخبره. فوجد عليه عبدالمطلب وإخوته وأخواته وجدا شديدا، والرسول ﷺ يومئذ حمل. ولعبد الله بن عبد المطلب يوم توفي خمس وعشرون سنة. قال الواقدي: هذا هو أثبت الأقاويل في وفاة عبدالله وسنه عدنا. قال الواقدي: وحدثني معمر عن الزهري أن عبدالمطلب بعث عبدالله إلى المدينة يتمارا لهم تمرا فمات. قال محمد بن سعد وقد أنبأنا هشام بن محمد بن السائب الكابي عن أبيه وعن عوانة بن الحكم قالا: توفي عبدالله بن عبدالمطلب بعد ما أتى على رسول ﷺ ثمانية و عشرين شهرا، وقيل: سبعة أشهر. وقال محمد بن سعد والأول أثبت، أنه توفي والرسول ﷺ حمل. وقال الزبير بن بكار : حدثني محمد بن حسن عن عبدالسلام عن ابن خربوذ، قال :توفي عبدالله والرسول ﷺ ابن شهرين، ومات أمه وهو ابن أربع سنين، ومات جده

وهو ابن ثمان سنين، فأوصى به إلىٰ عمه أبي طالب. والذي رجحه الواقدي وكاتبه الحافظ محمد بن سعد أنه عليه الصلاة والسلام توفي أبوه وهو جنين في بطن أمهٖ وهذا أبلغ اليتيم وعلى مراتبه. ''(البداية و النهاية، الجزء الثاني، ص:341 -342)

''راقم کی نقل کردہ تمام روایات کے بارے میں تمام مؤرخین وارباب سِیر اور مفسرین علماء اس بات پر متفق ہیں کہ حضور علیہ السلام کے والد گرامی کا انتقال اسی زمانے میں ہوا جب آپ ﷺ ابھی شکم مادر ہی میں تھے، اور ان حضرات کے نزدیک یہ ہی روایات زیادہ مشہور ثابت ترین صحیح ترین اور قابلِ اعتماد ہیں، اور اسی پر علماء کا اجماع بھی ہے، اور ''البداية والنهاية''میں ہے کہ واقدی نے یہاں تک کہہ دیا کہ حضور ﷺ کے والد کی وفات اس وقت ہوئی جب حضور ﷺ شکم مادر میں ہی تھے، اور وفات کے وقت عمر پچیس سال تھی، اس بات کا ثبوت اور اس بات کی تصدیق ان مستند روایات سے ہو چکی ہے، جو اَب تک ہمیں ملی ہیں۔

اور واقدی نے ثبوت کے ساتھ اپنے اسی بیان کو ترجیح دی ہے کہ حضور ﷺ اپنے والد ماجد حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات کے وقت شکم مادر ہی میں تھے، اور یہی آخری بات تمام دوسری روایات سے زیادہ صحیح اور قابلِ اعتماد ہے، اور ''البداية والنهاية''میں ہی محمد بن سعد کہتے ہیں کہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جب حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب فوت ہوئے، اس وقت رسول اللہ ﷺ شکم مادر میں تھے، محمد بن سعد نے پایۂ ثبوت کی بات کہہ کر مہر تصدیق لگا دی۔

اس کے علاوہ علامہ حافظ ابوالفدا ءعماد الدین ابن کثیر اس کا ثبوت مستند اور صحیح حدیث نبوی ﷺ سے تحریر فرما کر کہتے ہیں کہ یہاں اس حدیث نبوی ﷺ کو خصوصیت سے پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جیسا کہ مشہور ہے، حضور ﷺ کے والد حضرت عبداللہ اسی زمانے میں وفات پا گئے تھے، جب آپ ﷺ ابھی شکم مادر میں ہی تھے۔

راقم نے کتاب وسنت سے مستند صحیح اور راجح مشہور دلائل نقل کیے، اب ہمارا سوال قادیانیوں سے یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے راجح، صحیح، مستند اور قابل اعتماد قول کو چھوڑ کر نہایت ضعیف، مرجوح اور غیر مستند قول کو کیوں اختیار کیا؟ چنانچہ ان کے جھوٹ کی صرف ایک مثال آپ کے غور کرنے کے لیے لکھی گئی ہے، اور اس کے علاوہ ایک طویل فہرست غلط بیانیوں کی خاکسار کے سامنے موجود ہے، جتنی تعداد چاہیں پوری کر دوں گا، ان شاءاللہ!۔

مرزا قادیانی کے ایک نہیں' سینکڑوں اور ہزاروں جھوٹ ریکارڈ پر موجود ہیں، اسے لائقِ التفات آدمی سمجھنا صحیح نہیں، قادیانی ساری جماعت بھی مل کر مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنے پر زور لگائے' تب بھی الحمد اللہ ایک اکیلا خادمِ ختم نبوت کا سپاہی، مرزا قادیانی کو لچا اور بے ایمان ثابت کرنے کے لیے کافی ہے، مت بھولیے کہ یہ مرزا کی آخری تحریر تھی، جو کہ دو تین دنوں میں اس ملک سے نفاق اور جھوٹ کو دور کرنے کے لیے لکھی تھی، جو کہ اُنہتر برس کے علمی مطالعہ کا نچوڑ تھی، پھر تحریر بھی اس ہستی کے متعلق جن کا ذکر ہر زبان پر اور چرچا

ہر گھر میں ہے، اور واقعہ بھی ایسا جسے ہمارے لاکھوں واعظین 14 سو برس سے گلی گلی سنا رہے ہیں اور جس سے ہمارے چھوٹے بچے بھی آگاہ ہیں۔

حیرت ہے کہ مرزا قادیانی تاریخ نبوی کے اس مشہور ترین واقعہ سے جاہل نکلا، مرزا قادیانی کے جاہل ہی نہیں بلکہ اجہل ہونے کی بھی ایک بہت بڑی دلیل ہے، قادیانیوں سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کو سمجھیں، جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بیان کیا، نہ یہ کہ مرزا قادیانی کی جھوٹی تاویلات کو قرآن وحدیث سمجھ کر اپنا ایمان تباہ کریں۔

اگر قادیانی حضرات نے مرزا قادیانی کے گھر کی خبر لی ہوتی تو اس طرح کی باتیں نہ کرتے۔ آپ کی معلومات کے لیے عرض یہ ہے کہ جو شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مکمل تعلیم براہِ راست حاصل کرنے کا دعویدار ہو، اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہو کہ:

''مجھے قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ دیا گیا۔ اور اگر کوئی مولوی مخالف میرے مقابل پر آتا، جیسا کہ میں نے قرآنی تفسیر کے لیے بار بار اُن کو بلایا تو خدا اُس کو ذلیل اور شرمندہ کرتا۔ سو فہمِ قرآن جو مجھ کو عطا کیا گیا، یہ اللہ جل شانہ کا ایک نشان ہے، میں خدا کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں کہ عنقریب دنیا دیکھے گی کہ میں اس بیان میں سچا ہوں۔'' (روحانی خزائن، جلد:12، ص:41)

لیکن افسوس کہ مرزا قادیانی کو قرآن کے حقائق اور معارف کے سمجھنے میں ہر ایک روح پر غلبہ تو کیا ملتا، بلکہ اللہ نے مرزا قادیانی کی اپنی روح اور بقول قادیانیوں کے خدا کا مقرر کردہ خلیفہ مرزا محمود احمد کے ذریعہ زیرِ بحث مسئلہ میں مرزا قادیانی کو ذلیل وخوار کر دیا۔

مرزا محمود احمد کہتا ہے کہ:

''رسولِ کریم ﷺ ابھی رحم مادر میں ہی تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے۔ جب آپ کی پیدائش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے دادا عبدالمطلب کے دل میں غیر معمولی طور پر محبت پیدا کر دی۔''

(تفسیر کبیر از مرزا بشیر الدین محمود احمد، جلد:9، ص:97)

مرزا محمود احمد اپنے باپ کی بات کو ردی کی ٹوکری میں ڈال کر کہتا ہے کہ ابو جی اگرچہ آپ مسیح موعود ہوں گے، لیکن میں آپ کی اس بات پر اعتماد نہیں کرتا، کیونکہ آپ کی یہ بات صحیح نہیں ہے، غلط اور جھوٹی ہے۔

اور مرزا قادیانی کہتا ہے:

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جس کثرت اور صفائی سے غیب کا علم حضرت جل شانہ نے اپنے ارادہ خاص سے مجھے عنایت فرمایا ہے، اگر دنیا میں اس کثرتِ تعداد اور انکشافِ تام کے لحاظ سے کوئی اور بھی میرے ساتھ شریک ہے، تو میں جھوٹا ہوں۔'' (روحانی خزائن، جلد:15، ص:297)

مرزا محمود احمد زیرِ بحث مسئلہ میں انکشافِ تام میں شریک ہوکر مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کا اعلان کر رہا ہے، اور مرزا محمود احمد اپنے باپ کے بارے میں کہتا ہے کہ:

''جو مسیح موعود کے ایک لفظ کو بھی جھوٹا سمجھتا ہے، وہ خدا کی درگاہ سے مردود ہے، کیونکہ خدا اپنے نبی کو وفات تک غلطی میں نہیں رکھتا۔'' (بدر، 19 جنوری 1911ء، صفحہ:7، انوار العلوم، جلد:6، ص:124، آئینہ صداقت، ص:۱۲۴)

مرزا محمود احمد اپنے فتویٰ کے مطابق مرزا قادیانی کی بات کہ:

''آنحضرت ﷺ وہی ایک یتیم لڑکا تھا، جس کا باپ پیدائش سے چند دن بعد ہی فوت ہو گیا تھا۔''

(پیغامِ صلح، روحانی خزائن، ج:23، ص:465)

کو رد کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی درگاہ سے مردود ہوا، اور مرزا قادیانی اپنے فتویٰ کے مطابق اپنے بیٹے کو انکشافِ تام میں شریک کر کے جھوٹا اور کذاب ہوا، باپ اور بیٹا آمنے سامنے ہے۔

اب فیصلہ قادیانیوں کے ہاتھ میں ہے کہ مربیوں کی بات مانیں؟ یا مرزے کی بات یا پھر خلیفہ صاحب مرزا محمود احمد کی؟ مذکورہ بالا تصریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ رسول کریم ﷺ ابھی رحم مادر میں ہی تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے تھے، لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی قرآنی علوم میں حضور ﷺ سے بڑھ کر دعویٰ کرنے کے باوجود سیرت کے باب کا یہ اہم پہلو بھی نہ جان سکا۔

قادیانیوں کو جب مرزا قادیانی کو سچا ثابت کرنا ناممکن ہوتا ہے تو دوسرے پیغمبروں کی باتوں اور اربابِ اہلِ علم کو جھوٹا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، تاکہ لوگوں پر واضح ہو کہ جھوٹ بولنے سے نبوت میں فرق نہیں آتا، معاذ اللہ! کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی اکیلا ہی جھوٹا نہیں، بلکہ حقیقت میں مرزا قادیانی خود ہی جھوٹوں کا بادشاہ ہے، مرزائی مربی جھوٹے، جھوٹی خلافت اور جھوٹی جماعت ہے۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور بھاگتا ہے۔''

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قادیانیوں کو جھوٹ کی دوکان بند کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

لندن مناظرے سے فرار قادیانیوں کا اعترافِ شکست

لندن مناظرے سے فرار قادیانیوں کا اعترافِ شکست قادیانی جماعت کے چوتھے سربراہ مرزا طاہر کو اپنے آخری دور میں مسلسل ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا، جس کے بعد مرزا طاہر نے دنیا بھر کے تمام قادیانی مربیوں کو عام تبلیغی سرگرمیوں سے، مسلمانوں کے ساتھ بحث و مباحثہ کرنے اور مسلمان علماء کے ساتھ مناظرہ کرنے پر پابندی عائد کی تھی۔

19 اپریل 2003ء کو مرزا طاہر سفیرِ ختمِ نبوت فاتح ربوہ مولانا منظور چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں غلط پیش گوئی کے نتیجہ میں ہلاک ہوا، بالکل اس طرح خود جیسے مرزا غلام احمد قادیانی مولانا ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ یک طرفہ دُعا کے نتیجہ میں ہیضہ کی عبرت ناک موت سے ہلاک ہوا، مرزا طاہر کے مرنے کے بعد قادیانی جماعت کے پانچویں سربراہ مرزا مسرور نے بھی اس پابندی کو دو سال تک برقرار رکھا۔

اسی دوران سفیرِ ختمِ نبوت مولانا منظور چنیوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے 24 ستمبر 2003ء لندن میں مرزا مسرور کو مباہلہ کا چیلنج دیا، مرزا مسرور مباہلہ تو کیا کرتے، چیلنج کا جواب تک نہ دیا، تین ہفتے قبل مرزا مسرور نے قادیانی چینل پر یہ اعلان کیا کہ دنیا بھر کے قادیانی مبلغین اور عام قادیانی اپنی کوششوں کو تیز کریں، اور اپنے ملکوں میں رہنے والے مسلمانوں کو قادیانی بنانے کی مہم شروع کریں، اور اپنے محلے میں رہنے والے شرفاء (یعنی مسلمانوں) کو قادیانی بنانے کی کوششوں کو وسیع پیمانے پر بڑھائیں۔

مرزا مسرور کے اس اعلان کے بعد قادیانیوں نے برطانیہ میں اور خصوصاً لندن میں یونیورسٹیز اور کالجز اور لندن کے مختلف علاقوں میں اپنی ارتدای سرگرمیوں کو تیز کر دیا، اور مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو خصوصی نشانہ بنایا۔

جنوبی لندن کے علاقے (ٹوٹنگ) جو کہ قادیانی سرگرمیوں کا گڑھ شمار ہوتا ہے۔ اس علاقے کے اردگرد بھارت حیدرآباد دکن سے برطانیہ میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے آنے والے قادیانی نوجوانوں نے تعلیم کے ساتھ قادیانیت کی تبلیغ بھی شروع کر رکھی ہے، انہی قادیانی نوجوانوں میں سے بعض نے علاقے میں موجود مشہور مسجد (ٹوٹنگ اسلامک سینٹر) کے امام مولانا زبیر صاحب سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مولانا کے ساتھ حیات مسیح اور ختم نبوت جیسے مسائل پر بحث کرنا شروع کی، شروع میں مولانا نے قادیانی نوجوانوں کو

حیاتِ مسیح اور ختمِ نبوت کے مسئلہ کو قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھانے کی کوشش کی، لیکن قادیانیوں نے حیاتِ مسیح اور ختمِ نبوت پر قرآن وحدیث کے تمام دلائل کا انکار کرتے ہوئے کہا: ہم تو قرآن وحدیث نہیں سمجھتے، ہم آپ کو چیلنج کرتے ہیں کہ آپ ہمارے مربی سے گفتگو کریں۔

مولانا نے ان کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے کہا: ہم آپ کی خدمت کے لیے ہر وقت حاضر ہیں، اس کے بعد مجلس برخواست ہوگئی، مولانا نے مؤرخہ 11 فروری 2005ء کو ختمِ نبوت اکیڈمی لندن کے دفتر بذریعہ فون عالمی مبلغ ختمِ نبوت مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب سے رابطہ کیا اور اُنہیں ساری صورت حال سے آگاہ کیا اور قادیانیوں کی طرف سے پیغام دیا گیا کہ وہ 12 فروری 2005ء شام 7 بجے ہماری مسجد (ٹوٹنگ اسلام سینٹر) مناظرہ کے لیے آرہے ہیں، لہٰذا آپ اور آپ کے مبلغین مناظرہ میں تشریف لے آئیں۔

بندے نے صرف مولانا زبیر صاحب سے ایک درخواست کی کہ آپ قادیانیوں کو ایک پیغام دے دیں کہ وہ اپنے ساتھ مرزا غلام قادیانی کی کتابوں کا مجموعہ روحانی خزائن لے آئیں، مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب اور بندہ اپنے ساتھیوں سمیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام کتابوں سمیت جائے مقررہ پر وقتِ مقررہ سے پہلے پہنچ گئے، تاہم کافی دیر تک انتظار کرنے کے باوجود قادیانی کہیں ظاہر نہ ہوئے، اور اپنی عادت کے مطابق دھوکہ دہی سے کام لیتے ہوئے جائے مقررہ پر آنے سے انکار کر دیا، اور کہا کہ اگر آپ نے مناظرہ کرنا ہے تو ہمارے گھر پر آنا ہوگا، مربی صاحب اسلامک سینٹر آنے سے انکار کر رہے ہیں۔

قادیانی نوجوان اور ان کا مربی ابھی سے ہی مناظرے سے بھاگنے کا راستہ تلاش کرنے لگے اور مربی کو یقین تھا ختم نبوت اکیڈمی کے مبلغین گھر نہیں آئیں گے اور پھر ہم اعلان کر دیں گے کہ مولوی عبدالرحمٰن باوا اور ان کے ساتھیوں نے مناظرے میں آنے سے انکار کر دیا۔

اللہ کے فضل سے ہماری نیت پہلے سے ہی تھی، قادیانی ہمیں جہاں بلائیں گے، ہم وہاں جائیں گے، اسی دوران ہمارے مشورے میں طے ہوگیا کہ قادیانی ہمیں اگر اُن کے گھر آنے کو کہہ رہے ہیں، تو ہم وہاں بھی چلے جاتے ہیں اور ہمیں اس بات کا اندازہ تھا کہ آج اگر نہیں گئے تو پھر کبھی بات نہیں کریں گے، اور ایک طویل عرصے بعد کسی قادیانی مربی نے بات کرنے کی ہمت کی ہے تو اس کو بھاگنے کا موقع نہ دیا جائے۔

مولانا زبیر صاحب نے عادل قادیانی کو فون پر کہا کہ چلو ہم تمہارے گھر آجاتے ہیں، آپ مسجد آکر ہم سب کو لے جائیں، اس پر عادل قادیانی نے کہا کہ آپ لوگ خود آجائیں، مربی صاحب کی اجازت نہیں، قادیانیوں کا مسجد میں نہ آنا یہ ان کی سب سے پہلی شکست تھی۔

بہرحال ہم سب ساتھی قادیانیوں کے گھر پہنچ گئے، ایک چھوٹے سے کمرے میں تقریباً 20 کی تعداد میں قادیانی جمع تھے، کسی کے بھی چہرے پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت نہیں تھی، بلکہ سب کے سب ڈاڑھی منڈے، ایک قادیانی لڑکے نے مجھ سے میرا نام اور پتا معلوم کیا اور کہا کہ آپ ختمِ نبوت کے دفتر سے آئے ہیں؟ بندے نے کہا کہ جی! ہم سب ختمِ نبوت اکیڈمی سے آئے ہیں، پھر ہمیں اندر ایک درمیانہ سائز کے کمرہ میں جہاں مربی صاحب بیٹھے تھے، وہاں لے گئے۔

مربی نے سلام کیا، اس پر حضرت عبدالرحمٰن باوا صاحب نے فرمایا: ہمیں تعجب ہے آپ کے سلام کرنے پر، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے تو مسلمانوں کو سلام کرنے سے لے کر جنازہ اور تدفین تک جملہ معاملات میں بائیکاٹ اور انقطاع کی تعلیم پر زور دیا ہے، اس پر باوا صاحب نے ''ریویو آف ریلیجنز، مارچ، اپریل 1915ء، کلمۃ الفصل، صفحہ: 169، 170 کا حوالہ دیا کہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ ''حضرت مسیح موعود'' نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔

اس پر قادیانی نوجوان مربی صاحب کو گھور گھور کر دیکھنے لگے اور مربی صاحب نے گردن جھکا کر خاموشی اختیار کرلی، اس کے بعد مربی نے اپنا نام بتایا کہ میرا نام رانا مشہود ہے، ہماری اطلاع کے مطابق رانا مشہود حال ہی میں روس سے برطانیہ منتقل ہوئے ہیں اور لندن میں کرائڈن کے علاقے کے مربی ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ میں ان کا یہ سب سے پہلا مناظرہ تھا، مناظرہ کی شرائط طے کیے بغیر ہی جناب نے حیاتِ مسیح پر گفتگو شروع کردی اور کہا کہ آپ عیسیٰ کا آسمان پر زندہ ہونا ثابت کردیں، تو ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو چھوڑ دیں گے اور مرزا صاحب کی ساری کتابیں پھینک دیں گے۔

اس پر باوا صاحب نے کہا: کیا آپ ان کے ہاں مرزا صاحب کو سچا ثابت کرنے آئے ہیں، یا حیاتِ مسیح پر گفتگو کرنے؟ اس پر مربی رانا مشہود صاحب بھاگنے کی کوشش کرتے ہوئے کہنے لگے کہ: یہ تو مولویانہ انداز ہے، اگر آپ نے گفتگو کرنی ہے تو صرف حیاتِ مسیح پر ہی گفتگو ہوگی۔

مرزا غلام احمد کی تحریریں جن میں مرزا صاحب کی تاریک زندگی کا بیشتر مواد ہے، اس پر مناظرہ کرنے سے فرار اختیار کرتے ہوئے صرف وفاتِ مسیح پر گفتگو کرنا رانا مشہود کا دوسرا اعترافِ شکست تھا، قادیانی مربی کا کہنا تھا کہ اصل بحث مسلمان اور قادیانیوں کے درمیان حیات ووفاتِ مسیح ہے اور یہی بنیادی جھگڑا ہے۔

حیاتِ مسیح ثابت ہوجائے تو ہم مرزا صاحب کا انکار کردیں گے، اور اسی موضوع پر بات کرنے کا اصرار رہا، چنانچہ ہمارے نوجوان مبلغ جناب شمیم صاحب نے قادیانی نوجوانوں سے مخاطب ہوکر دو حوالے دیئے، اور ان سے سوال کیا کہ آپ کے مربی صاحب حیاتِ مسیح اور وفاتِ مسیح کو موضوع بحث بنا رہے ہیں، جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے لکھا ہے کہ:

’’ہماری یہ غرض نہیں کہ مسیح کی وفات وحیات پر جھگڑے اور مباحثہ کرتے پھرو، یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے۔‘‘

(ملفوظات، پانچ جلدوں والا سیٹ، جلد:1، ص:352، لندن پرنٹ)

لیکن آپ کے مربی صاحب کہتے ہیں کہ یہ بنیادی مسئلہ ہے اور مرزا قادیانی کہتا ہے کہ ’’یہ بنیادی مسئلہ نہیں، یہ ادنیٰ سی بات ہے۔‘‘ اب آپ بتائیے کہ آپ کس کی بات مانیں گے؟ مرزا صاحب کی یا مربی کی؟ اس حوالے کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا، لیکن اس کے جواب میں مربی صاحب نے کہا کہ آپ لوگ ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔ اس حوالے کا جواب نہ دینا رانا مشہود کا تیسرا اعترافِ شکست ہے۔

جناب شمیم صاحب نے دوسرا حوالہ یہ دیا اور ان سے سوال کیا کہ براہین احمدیہ میں مرزا قادیانی نے قرآن کی آیات لکھ کر حیاتِ مسیح کو ثابت کیا اور مرزا قادیانی اپنی 52 سال کی عمر تک یعنی ’’مُلْہَم‘‘ بن کر 12 سال تک حیاتِ مسیح کا عقیدہ رکھتا تھا، اور اس غلط عقیدہ پر قائم رہا اور پھر یکا یک وفاتِ مسیح کا عقیدہ کیوں گھڑ لیا؟ اس کے جواب میں مربی نے دو باتیں کہیں، ایک تو یہ کہ نبی غلطی کر سکتا ہے۔ (معاذ اللہ)، دو مرتبہ یہ لفظ دہرائے، ساتھیوں نے اس پر أستغفر الله کہا تو ایک قادیانی نوجوان نے حضور ﷺ کی شان میں صلح حدیبیہ کے واقعہ کو غلط رنگ میں پیش کر کے ایک اور گستاخی کی کہ صلح حدیبیہ میں حضور اکرم ﷺ سے غلطی ہوئی، معاذ اللہ اب رانا مشہود اور بھی بوکھلا گیا اور بھاگنے کی کوشش کرتے ہوئے کہ میں بات نہیں کرتا، میں جاتا ہوں۔

راقم الحروف نے کہا کہ آپ بھاگنے کی کوشش نہ کریں، مرزا قادیانی تو اپنی کتاب (روحانی خزائن، جلد:۸، ص:۲۷۲) میں لکھتا ہے: ’’وإن الله لا يتركني على خطأ طرفة عين.‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لمحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے۔‘‘ اور آپ کہہ رہے ہیں کہ غلطی ہو سکتی ہے اور ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں مرزا قادیانی سے غلطیاں ہوئی ہیں، لیکن معاذ اللہ حضور ﷺ سے غلطی محال ہے۔

مربی صاحب نے دوسری بات یہ کہی کہ جس طرح آنحضرت ﷺ پہلے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے، پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنے کا حکم ہوا، بالکل اسی طرح مرزا صاحب پر خدا نے بارش کی طرح وحی کی اور اس کے فوراً بعد مرزا صاحب کا حیاتِ مسیح کا عقیدہ بدل گیا۔

باوا صاحب نے مربی کے اس حوالے پر سخت گرفت کرتے ہوئے فرمایا: رانا صاحب! آپ کی جہالت پر ہمیں افسوس ہے، آپ کو اتنا بھی نہیں معلوم کہ قبلے کا تبدیل ہو جانا احکام میں سے ہے اور حیاتِ مسیح کا مسئلہ عقیدہ ہے اور عقیدے میں ہرگز تبدیلی نہیں ہوتی۔ رانا صاحب سے یہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ آپ وہ حوالہ پیش کریں، جس میں مرزا نے لکھا ہے کہ مجھ پر بارش کی طرح وحی ہوئی۔

قادیانی مربی پر اس قدر لرزہ طاری ہو گیا کہ وہ حوالہ نہ نکال سکا۔ راقم الحروف نے مربی رانا مشہود کو چیلنج دیا کہ یہ بتا دو کہ مرزا

قادیانی نے کتنی کتابیں لکھیں اور ان کے نام کیا ہیں؟ کہنے لگا: 74 یا 75، جس پر راقم الحروف نے کہا: حیرت ہے کہ قادیانی مربی جو کہ قادیانی جماعت کی نمائندگی میں یہاں آئے ہیں اور یہ تک نہیں معلوم کہ مرزا قادیانی نے کتنی کتابیں لکھی ہیں۔ رانا مشہود کا یہ چوتھا اعترافِ شکست تھا۔

جب رانا مشہود صاحب کسی نکتہ پر پھنس جاتے تو قادیانی نوجوان شور شرابہ کر دیتے پرانی عادت کے مطابق یا رانا صاحب کسی اور نکتہ پر بحث شروع کر دیتے، دورانِ گفتگو رانا مشہود صاحب کے موبائل پر کئی مرتبہ غیر ضروری کالز بھی آتی رہیں، مربی صاحب نے بڑی کوشش کی کہ ہمارے مبلغین بات ختم کر دیں، لیکن ہمارے ساتھی گفتگو جاری رکھے ہوئے تھے، آخر رانا مشہود صاحب نے راستہ ناپنا شروع کر دیا۔

شمیم صاحب نے کہا: آپ سے ایک درخواست ہے کہ آپ جانے سے پہلے آخری فیصلہ سن کر جائیں، کہ ''مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں اُٹھا لے۔'' (مجموعۂ اشتہارات، اولڈ ایڈیشن، ج:3، ص:975، جدید ایڈیشن، ج:3، ص:448) جو کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مرزا غلام قادیانی کے درمیان ہوا اور اس فیصلے میں مرزا قادیانی یک طرفہ دعا کے نتیجہ میں 26 مئی 1908ء کو لاہور میں ہیضہ کی منہ مانگی موت سے ہلاک ہوا۔ مشہود نے اس فیصلہ کو سننے سے انکار کر دیا اور اسی دوران چند قادیانی باہر سے آئے اور مربی کو بھگا کر لے گئے۔

مربی کا آخری فیصلے کو نا سننا اور اپنے گھر سے اپنے قادیانیوں کو اکیلا چھوڑ کر راہِ فرار اختیار کرنا مربی رانا مشہود کا اعترافِ شکست ہے اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کامیابی عطا فرمائی، بہر حال ہمارے تمام ساتھی قادیانیوں کے گھر میں اخیر تک بیٹھے رہے، اس کے بعد شمیم صاحب نے قادیانی نوجوانوں کو آخری فیصلہ جو کہ مولانا ثناء اللہ امرتسری اور مرزا غلام احمد قادیانی کے درمیان ہوا تھا پڑھ کر سنایا۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ تمام قادیانیوں کو ہدایت عطا فرمائیں، آمین۔

ایک بھی دعا قبول نہ ہوئی

مرزا قادیانی کذاب نے پیشین گوئیاں بھی بہت کیں، بالخصوص مخالفین کے بارے میں، مگر ایک پیشین گوئی بھی سچ ثابت نہ ہوئی، نیز دعائیں بھی بہت کیں، بدقسمتی سے ایک دعا بھی شرفِ قبولیت حاصل نہ کرسکی۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو جس حساب اور انداز سے بھی جانچا اور پرکھا جائے، دجّال وکذاب ہی نظر آئے گا، حتیٰ کہ اس کی موت بھی اس کے جھوٹے ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔

آیئے! مختلف حوالوں سے مرزا کی موت کا جائزہ لیتے ہیں۔ 1893ء کو امرتسر عیدگاہ کے اندر مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھ مولانا عبدالحق نے اس بات پر مباہلہ کیا کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجائے، چنانچہ مرزا قادیانی کذاب مولانا کی زندگی میں ہی 26 مئی 1908ء میں مرگیا، جب کہ مولانا عبدالحق 1917ء کو فوت ہوئے۔

یاد رہے کہ جب مرزا قادیانی کذّاب مولانا موصوف کے ساتھ اصرار کے باوجود مباہلہ سے راہِ فرار اختیار کررہا تھا تو مسلمانوں نے مرزائیوں کو طعنے دینے شروع کیے، مرزا قادیانی کذاب کے ایک مرید خاص حافظ محمد یوسف نے تنگ آکر مولانا موصوف کے ساتھ اس بات پر مباہلہ کیا کہ مرزا قادیانی، حکیم نورالدین، مولوی احسن امروہی تینوں دجال اور کذاب نہیں، بلکہ یہ تینوں پکے اور سچے مسلمان ہیں، مرزا قادیانی نے بھی اپنے مرید کے اس عمل کی تحسین کی۔

اس مباہلہ کا نتیجہ یہ نکلا تھا کہ مرزا کے مرید خاص یعنی حافظ محمد یوسف صاحب قادیانیت سے تائب ہوکر مجاہدینِ ختمِ نبوت کی صفوں میں شامل ہوگئے اور اس فتنہ کے خلاف سرگرم عمل ہوگئے۔

مرزا قادیانی کذّاب کا ایک اور مرید ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی تھے جو بیس سال تک مرزا کے مرید خاص رہے، مرزا کے تین سو تیرہ اصحابِ صدق وصفا میں ان کا نام بھی تھا، ڈاکٹر صاحب مسلمان ہوکر مرزا کے شدید مخالفین میں شامل ہوگئے، اور مرزا کے خلاف ختمِ نبوت کے محاذ پر خوب کام کیا۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنا ایک الہام شائع کیا کہ جولائی ۱۹۰۷ء سے ۱۴ ماہ تک اور دوسری جگہ لکھا مؤرخہ ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک مرزا مرجائے گا، جس کا نتیجہ سامنے ہے کہ مرزا ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو جہنم واصل ہوگیا۔

ایک اور انداز سے:

مرزا قادیانی اپنی عمر کے لحاظ سے بھی جھوٹا تھا، کیونکہ مرزا نے اپنی عمر کے متعلق مختلف الہامات شائع کر رکھے تھے، کبھی کہا: میری عمر ۷۴ سال سے ۸۶ سال کے درمیان ہوگی، کبھی کہا کہ: ۸۰ سال ہوگی، کبھی کہا: ۹۵ سال ہوگی، کبھی ۶۵ سال، کبھی ۶۹ سال، کبھی ۷۲ سال، کبھی ۷۰ سال، کبھی ۷۱ سال، کبھی ۶۸ سال، کبھی ۶۶ سال، کبھی ۶۷ سال، کبھی ۶۲ سال۔ مرزا قادیانی کذاب کے ایک مرید نے اپنی عمر کے پانچ سال مرزا کو ہبہ بھی کیے تھے۔

مرزا کی اپنی تحریروں سے مرزا کی عمر گیارہ سال بھی بنتی ہے اور ۲۵ سال بھی نیز عمر بڑھانے کے لیے مرزا قادیانی کذاب نے دعا بھی کی تھی، بقول قادیانیوں کے وہ مستجاب الدعوات تھا اور مرزا قادیانی کذاب نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے الہام کیا ہے کہ تیری عمر خرقِ عادت کے طور پر بڑھاؤں گا۔

ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی کے الہام کے جواب میں مرزا قادیانی کذاب نے اللہ کی طرف سے یہ الہام شائع کیا تھا کہ تیری عمر بڑھاؤں گا، تجھے عزت دوں گا، تیرے دشمنوں کو ذلیل کروں گا۔ آہ! مگر بقول مرزا حکیم نورالدین اور بقول ابن مرزا بشیر احمد ۶۷، ۶۹ سال کی عمر میں مر گیا، نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا کی عمر نے بھی مرزا کو جھوٹا ثابت کر دیا۔

ایک اور انداز سے:

محمدی بیگم کے خاوند سلطان محمد کے متعلق مرزا قادیانی کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں کہ:

''میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم (قطعی) ہے، اس کا انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔''

(حاشیہ انجام آتھم، ص: ۳۱، روحانی خزائن، ج: ۱۱، ص: ۳۱)

نتیجہ:

مرزا ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کو جہنم واصل ہو گیا اور سلطان محمد چالیس سال بعد فوت ہوا، اس پیشین گوئی میں بھی مرزا کی موت نے مرزا کو جھوٹا ثابت کر دیا۔

مرزا قادیانی نے پیشین گوئی کی تھی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں، جب کہ مرزا کی موت احمدیہ بلڈنگ برانڈرتھ روڈ لاہور کی لیٹرین کے اندر واقع ہوئی، مکہ اور مدینہ میں مرنا تو کجا مرزا حرمین شریفین کی زیارت سے بھی محروم رہا، اس پیشین گوئی کے لحاظ

سے بھی مرزا قادیانی جھوٹا ثابت ہوا۔

حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ کا نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہاں دفن ہوتا ہے۔‘‘

جبکہ مرزا قادیانی واصل جہنم لاہور میں ہوا اور دفن قادیان میں، اس حدیث کی رو سے بھی مرزا جھوٹا ثابت ہوا۔

مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تھا، حدیث میں حضرت مسیح کی قبر کے متعلق ہے کہ وہ روضۂ رسول (ﷺ) میں بنے گی، اور مرزا قادیانی کی قبر قادیان کے نام نہاد بہشتی مقبرہ کے اندر ہے، لہٰذا مرزا اپنے دعویٰ میں جھوٹا ثابت ہوا۔

ایک اور انداز سے:

مرزا کی موت بروز منگل واقع ہوئی، جب کہ مرزا نے منگل کے دن کو منحوس دن قرار دیا ہے، ثابت ہوا کہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بقول مرزا منحوس دن میں دنیا کی نحوست دور ہوگئی۔

مرزا کی متعفن لاش بذریعہ ریل گاڑی لاہور سے قادیان لے جائی گئی، جبکہ مرزا کا اپنا قول ہے کہ ریل گاڑی دجال کا گدھا ہے۔

ہم فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ مرزا کیا تھا؟ اور مرزا کون تھا؟ لاہوری مرزائیوں کے رسالے پیغامِ صلح نے ۳/ مارچ ۱۹۳۹ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا کی موت کے وقت اس کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا، منہ سے نکل رہا ہو، یا ٹٹی خانہ میں گرنے سے منہ کو لگ گیا ہو، بہر حال کوئی اچھی موت اور نیک شگون تو نہیں ہے۔

مرزا نے لکھا ہے کہ:

’’اگر تثلیث کی جگہ توحید نہ پھیلا سکوں اور مجھے موت آجائے تو میں جھوٹا ہوں۔‘‘

(مکتوباتِ احمد، جدید ایڈیشن، ج:1، ص:۴۹۸)

اس بلند بانگ دعویٰ میں بھی مرزا قادیانی کذاب جھوٹا ثابت ہوا، کیونکہ مرزا قادیانی کذاب کی طرف سے تثلیث کی جگہ توحید کا پھیلاؤ تو دور کی بات ہے، وہ زندگی بھر سامراج کی مدح سرائی اور سامراج سے محبت کرتا رہا۔

مسلمانوں کے خلاف کون اکسا رہا ہے؟

قارئین! اندازہ لگائیں کہ اس مندرجہ ذیل تحریر میں قادیانی گروہ کس قدر سخت الفاظ میں مسلمانوں کے خلاف قادیانی گروہ کو جنجھوڑ کر اُکسا رہا ہے، دنیا بھر میں امن کے دعوے دار کا جابرانہ انداز ملاحظہ فرمائیں:

''کیا تم (قادیانی جماعت) کو شرم نہیں آتی کہ تم ایک سخت دشمن کا جواب دے کر اسی سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو گالیاں دلواتے ہو اور پھر خاموشی سے گھروں میں بیٹھے رہتے ہو؟ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی شرم ہے اور تمہارا یہ سچ مچ عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہیے تو پھر تم دنیا سے مٹ جاؤ یا گالیاں دینے والوں کو مٹا ڈالو، مگر تم ایک طرف جوش اور بہادری کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف بزدلی اور کم ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہو۔ اگر کوئی انسان سمجھتا ہے کہ اس میں مارنے کی طاقت ہے تو میں اُسے کہوں گا کہ: اے بے شرم! تو آگے کیوں نہیں بڑھتا اور اس منہ کو کیوں توڑ نہیں دیتا جس سے تو نے مرزا صاحب کو گالیاں دلوائی ہیں۔ گندے سے گندے الفاظ مسیح موعود کے متعلق کہے جاتے ہیں اور تم خود دشمن سے وہ الفاظ کہلواتے ہو اور پھر تمہاری تگ و دو یہیں تک آ کر ختم ہو جاتی ہے، گورنمنٹ سے کہتے ہو کہ وہ تمہاری مدد کرے، بھلا گورنمنٹ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے؟''

(خطباتِ محمود، جلد:18، صفحہ:156-154، مورخہ 28 مئی 1937ء)

شیطانی مردانہ طاقت کا استعمال؟!

قادیانی گروہ کے دوسرے سربراہ ''مرزا بشیر الدین محمود'' کہتا ہے کہ: مرزا قادیانی کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کان میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف وفاتِ مسیح اور دوسرے چند مسائل میں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ: ''اللہ کی ذات، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے۔'' (الفضل قادیان، 30 جولائی، 1931ء، ص:7، کالم:1)

حکیم نورالدین بھی اسی طرح کا اعلان کرتا ہے کہ:

''ان مسلمانوں کا اسلام اور ہے، ہمارا اسلام اور ہے۔'' (الفضل قادیان، 31 دسمبر، 1914ء، ص:6، کالم:1)

اور حقیقت بھی یہی ہے مسلمانوں کا جو تصور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے متعلق ہے، وہ مرزا قادیانی کا نہیں ہے، اسی طرح اور باتوں میں بھی اسی قسم کا تصور ہے جو کہ پوری اُمت سے ہٹ کر ہے۔

قادیانیوں کو چاہیے کہ مرزا قادیانی نے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا تصور پیش کیا، اس کو ملاحظہ فرمالیں، تاکہ کچھ سوچنے کا موقع مل سکے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ:

''وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانے والی آگ ہے۔'' (سراج منیر، روحانی خزائن، جلد:12، صفحہ:64)

ایک جگہ اور کہتا ہے کہ:

''وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں کہاں بھاگ سکتا ہے؟ وہ فرماتا ہے: ''میں چور کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔'' (روحانی خزائن جلد نمبر:20، صفحہ 396)

آگے مرزا قادیانی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ رازدارانہ تعلقات کے بارے میں کیا کہتا ہے، اس کو بھی دیکھ لیں ذرہ!

مرزا قادیانی کہتا ہے:

''مجھے خدا اس طرح مخاطب کرتا ہے اور مجھ سے اس طرح کی باتیں کرتا ہے کہ اگر میں ان سے کچھ تھوڑا سا بھی ظاہر کروں تو جتنے بھی معتقد نظر آتے ہیں، سب پھر جاویں۔''

(سیرتِ مہدی، جدید ایڈیشن، ج:1، حصہ اول، روایت نمبر:88، ص:65)

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے اور کہتا ہے کہ:

''اور در حقیقت میرے اور میرے خدا کے درمیان ایسے باریک راز ہیں جن کو دنیا نہیں جانتی اور مجھے خدا سے ایک روحانی تعلق ہے جو قابل بیان نہیں۔'' (براہینِ احمدیہ، حصہ پنجم، روحانی خزائن، جلد:21، صفحہ:81)

مرزا قادیانی کو قرآن کی سورۃ البقرۃ آیت نمبر:159 ''إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّاعِنُونَ'' کے تناظر میں پرکھا جائے تو مرزا لعنتی ٹھرتا ہے، چونکہ مرزا قادیانی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی باتوں کو لوگوں سے چھپا رہا ہے، مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید جسے وہ صحابی کہتے ہیں، قاضی محمد یار نے اپنی کتاب میں راز کو فاش کر دیا، وہ راز کیا تھا جس کو مرزا قادیانی نے لوگوں سے چھپا رکھا تھا، جس کی وجہ سے لوگ پھر جاتے، قاضی محمد یار نے اپنے کتاب ''اسلامی قربانی کے صفحہ نمبر:12 پر نقل کیا ہے:

''حضرت مسیح موعود نے اپنی کشفی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ میں عورت ہوں اور اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ مردانہ طاقت کا استعمال کیا۔''

اور پھر اس کا نتیجہ نکالتے ہوئے کہتا ہے کہ:

''مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور میں دو سال تک صفت مریمی میں رہا اور پھر دس ماہ کا حمل رہا، پھر بچہ پیدا ہوا اور پھر مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔'' (کشتی نوح، روحانی خزائن، ج:19، ص:49، 50)

جناب! رہی آپ کی بیعت کرنے والی بات، دوسرے تو کیا بیعت کرتے، مرزا قادیانی کی بیوی نصرت جہاں بیگم نے بھی بیعت نہیں کی، جناب! جب حال ہی ایسا ہو کہ وہ عورت بن جائے اور جن لوگوں نے بیعت لی بھی تھی، انہوں بھی مرزا قادیانی کی یہ حرکت دیکھ کر بیعت توڑ دی، مولوی محمد علی جو کہ مرزا قادیانی کا ایک خاص مرید تھا، اس نے بھی مرزا بشیر الدین محمود سے بیعت نہ کرنے کا اعلان

کیا اور لاہوری پارٹی بنانے کا اعلان کیا، اور قادیانی اور لاہوری پارٹی ایک دوسرے پر لعن طعن اور بد دیانت منافق ہونے کا الزام بھی اسی وجہ سے لگاتے رہے ہیں۔

آج بھی بہت سے قادیانی موجود ہیں جنہوں نے اب تک بیعت نہیں کی، اور بہت سوں کو تو مرنے تک بیعت کرنے کا موقع ہی نہیں ملا، کیا وہ جاہلیت کی موت نہیں مرے؟ اس بارے میں قادیانیوں سے درخواست ہے کہ موجودہ سربراہ سے سوال کریں۔

قارئین نے خوب اندازہ کرلیا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے دین کے ساتھ جتنا بدترین مذاق کیا، شاید ہی کسی اور نے آج تک کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے محفوظ فرمائیں، آمین۔

سوروں کی پیدائش میں

مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی دلیل

مرزا قادیانی کے پاس ایک دفعہ اس کا خاص مرید پیر سراج الحق آیا اور کہا کہ: حضرت! مجھے لوگوں نے کتے مار پیر کہنا شروع کر دیا ہے، جس سے مجھے بہت تکلیف ہوتی ہے، مرزا قادیانی نے پیر سراج الحق سے کہا کہ کوئی بات نہیں، تجھے لوگ کتے مار کہتے ہیں، حدیث شریف میں میرا نام سور مار لکھا ہے۔

اب قادیانیوں سے سوال ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں کتنے سوروں کا شکار کیا؟!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے قبل جتنے بھی سور پیدا ہوتے رہیں گے، وہ سب کے سب مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی گواہی دیتے رہیں گے۔

مرزا قادیانی زندگی میں دجال، اور مر کر بھی دجال

26 مئی 1908ء مرزا قادیانی کے مرنے کا دن

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنے پیارے محبوب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم جیسی موت عطا فرمائیں، اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قادیانیوں کو ہدایت نصیب فرمائیں اور توبہ کی توفیق عطا فرمائیں، توبہ کر لی تو بہت اچھا، ورنہ ہر قادیانی سے درخواست ہے کہ ہر وقت مرزا قادیانی جیسی موت اللہ تعالیٰ سے مانگا کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''مقامِ لُد پر جس وقت حضرت مہدی علیہ الرضوان اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھ کر فارغ ہوں گے، تو معلوم ہوگا کہ مسجد کے دروازہ پر دجال پہنچ چکا ہے، اور حضرت مہدی علیہ الرضوان کی جماعت اس کا تعاقب کرے گی۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''دجال اور اس کی جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر اس طرح پگھلنا شروع ہوں گے جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''جب دجال آئے گا اس کی سواری کے لیے ایک گدھا ہوگا۔''

مرزا قادیانی کہتا ہے:

''دجال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی ہے۔'' (روحانی خزائن، ج:3، ص:493)

اس سے قارئین اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتنے نشتر چلائے ہیں، اس کے دجل کا اندازہ اس کی اس تاویل سے کر لیں، قادیانیوں کی آفیشل ویب سائٹ پر بھی دجال کے گدھے سے مراد ریل گاڑی، ہوائی جہاز اور دیگر نئ

ایجادات ملاحظہ فرما سکتے ہیں، وہاں بھی موجود ہے کہ دجال کی سواری ریل ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس پر جو سوار ہوا وہ کون؟ اس کا جواب بہت ہی آسان ہے، مرزا قادیانی مر کر بھی دجال کے گدھے پر سوار ہو کر قادیان گیا، سواری دجال کی، سوار ہوئے مرزا قادیانی، رہ گئی مرزا قادیانی کے دجال بننے میں کوئی کسر؟ اس کو کہتے ہیں جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے، مرزا قادیانی جس وقت مرا اس کی لاش نے ریل گاڑی میں لاہور سے قادیان تک کا سفر کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کے مطابق مرزا قادیانی زندگی میں بھی دجال ثابت ہوا اور جب مرا، تب بھی دجال ہی رہا۔

مرزا قادیانی کے سر پر جوتوں کی بارش

مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت و مسیحیت پر دربارِ نبوی ﷺ سے کافر اور دجال قرار دیئے جانے کے بعد، حضور ﷺ کی موجودگی میں مرزا قادیانی کے سر پر جوتوں کی بارش کی گئی، اور جنہوں نے مرزا قادیانی کو کافر اور دجال قرار دیا، اُن سے والہانہ محبت اور پیار کا اظہار بھی کیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی کے اپنے ہی قلم سے یہ بات بھی لکھوادی کہ حضور ﷺ نے ان علماء کے بارے میں فرمایا کہ: یہ میرے علماء (ربانی ہیں) جو ختمِ نبوت کا پھریرا اونچا لہراتے رہتے ہیں، آپ ﷺ نے ان کو بڑی تعظیم کے ساتھ کرسیوں پر بٹھایا، یہ وہ لوگ ہیں جو ردِ قادیانیت میں اپنے اوقات صرف کرتے ہیں) ان کے وجود سے مجھے فخر ہے۔

راقم قادیانیوں کے تمام فرقوں کو سوچنے کی دعوت دیتا ہے کہ مرزا قادیانی قرآن و فرمانِ نبوی ﷺ و اجماعِ امت کے موقف کے مطابق کافر ہے، یہ بات آپ کو سمجھ نہ لگی، مگر اب مرزا قادیانی کے قلم کی نوک سے نکلے ہوئے الفاظ تو آپ کے لیے یقین کا درجہ رکھتے ہوں گے، انہی کو دیکھ لیں اور تسلیم کر لیں، اور فوراً توبہ فرما لیں۔

دنیوی زندگی آخرت کے مقابلہ میں بہت ہی مختصر ہے، اور نہ وہاں نظامِ جماعت، نہ دوست، نہ ماں، نہ باپ کام آئیں گے، کام آئے گا تو وہ صرف سچا ایمان اور محبوبِ سبحانی خاتم النبیین ﷺ کی شفاعت کا مستحق و دامن سے وابستہ ہونا۔

چونکہ اللہ تعالیٰ نے دونوں جہاں کی کامیابی کی کنجی اور نجاتِ حقیقی صرف اور صرف حضور پر نور ﷺ کے ہاتھ میں دے رکھی ہے۔

راقم کی دعا ہے کہ یا اللہ! ہمیں بروزِ محشر حضور ﷺ کی شفاعت نصیب فرما۔ آمین۔

تحریکِ ختمِ نبوت کے کارکنان کے لیے

عظیم الشان خوشخبری اور نویدِ مسرت

تقریباً چالیس سال بعد پہلی بار اکابرینِ تحریکِ ختمِ نبوت کی بے مثال و لازوال تاریخی قربانیوں کا تاریخی منظرنامہ، قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر 21 روز کی مکمل کارروائی اور رپورٹ 850 صفحات پر مشتمل یہ سرکاری مستند دستاویز اب عنقریب انگریزی زبان میں قارئین کے لیے دستیاب ہوگی۔

اس کارروائی میں مرزا قادیانی کے دجل و کفر اور انسانوں اور مسلمانوں سے نفرت انگیز مبنی تحریریں، اور اس کی زندگی کے وہ گوشے جو کہ آج تک عالمی مبصرین و تحقیقی شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے خصوصی طور پر پرویسٹ کے کالجز اور یونیورسٹیز کے پروفیسرز و پارلیمنٹیرین اور میڈیا، جن کی نظروں سے یہ تحریریں پوشیدہ تھیں، جو اس رپورٹ میں موجود ہیں، ان کے لیے اس کارروائی کی تفہیم اس قدر مشکل اور اَدق مسئلہ تھا۔

عالمی مبلغ ختمِ نبوت حضرت مولانا عبد الرحمٰن باوا صاحب حفظہ اللہ کی عرصہ دراز سے خواہش تھی کہ مغربی دنیا کو اَور عقل پرست لوگوں کو 1400 سوسالہ عالم اسلام کا بنیادی عقیدہ عقیدۂ ختمِ نبوت کو قانونی دستاویزی مجموعہ کی شکل میں پیش کیا جائے۔ حضرت باوا صاحب حفظہ اللہ کی دوسال کی انتھک محنتوں کے نتیجہ میں ختمِ نبوت اکیڈمی لندن کے شعبۂ نشر و اشاعت کے زیرِ اہتمام منظرعام پر لا کر دنیا بھر کے مسلمانوں کی طرف سے فرضِ کفایہ ادا کرتے ہوئے، عظیم تاریخی کام سرانجام دے کر حقیقی حق ادا کر دیا۔

اس حوالے سے یہ جاننا بھی بہت ضروری ہے کہ اس کارروائی کے ترجمہ کے ابتدائی کام میں جرمن سے تعلق رکھنے والی ایک نومسلمہ فاضلہ بہن کا بہت بڑا حصہ اور کردار ہے، جنہوں نے اس کارروائی میں موجود اردو کے مشکل الفاظ و اصطلاحات کے معانی و مفاہیم کا انگریزی میں ترجمہ کیا، تاکہ قارئین کو کسی بھی قسم کی تفہیم میں کوئی دقت پیش نہ آئے، حقیقت میں اس کام میں حوصلہ افزا

قابلِ قدر صورتِ حال ہے، کیوں کہ وہ ترجمہ کے ہنر سے واقف ہیں، بڑی ہی عرق ریزی سے انہوں نے حقائق پر مبنی کارروائی کا ترجمہ کیا ہے۔

راقم کی تمام قارئین سے التجا ہے کہ ایسے حالات میں جبکہ قادیانیوں کی ریشہ دوانیاں اور من مانیاں میڈیا پر کم فہم اور بے بصیرت لوگوں کے ہاتھوں عالم اسلام پر مسلط کی جارہی ہیں، اس صورتِ حال میں قارئین اس کارروائی میں موجود حقائق کو غور سے خود بھی پڑھیں، اور عالمی مبصرین تک پہنچا کر عالمِ اسلام کے بنیادی حق پر مبنی افکار و نظریات کو روشناس کرانے کی کوشش فرمائیں۔

قادیانیوں کا ایک اور نیا طریقۂ واردات

قادیانی مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے نت نئے طریقے ایجاد کرتے رہتے ہیں، اب حال ہی میں شاعرانہ طریقۂ واردات مزاحیہ شاعری سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے درپے ہیں، اس لیے خدارا وقت کی نزاکت کا احساس اور فتنوں کا ادراک کیجئے، دشمنوں کے ارادے کو تاڑیئے، قادیانیوں کا محفلِ مشاعرہ کرانا یا پھر کسی عنوان پر تقریب کرا کر مذہبی گرویدہ بنانے کا یہ پرانا طریقۂ واردات ہے۔

اس گروہ کا اسلام اور مذہب کا لیبل لگانا پرانا وطیرہ ہے، محفلِ مشاعرہ کرانا قادیانیوں کا یہ ایک چھپی تبلیغ کا ایک طریقہ ہے، قادیانی سادہ لوح مسلمانوں میں بھیس بدل کر اور ڈھکے چھپے انداز سے اپنے کافرانہ عزائم کا پرچار کرتے ہیں۔

خصوصاً انٹرنیٹ پر اسلامی نام کے پردہ میں مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، حال ہی میں کئی روز سے انٹرنیٹ پر محفلِ مشاعرہ مزاحیہ کے نام سے کئی کلپ گردش کر رہے ہیں، افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ہی اس کلپ کو زور شور سے شیئر کر رہے ہیں، جو کہ بالکل ناجائز ہے، اس محفلِ مشاعرہ کے کلپ کو شیئر کرنا یا اس کو پسند کرنا قادیانیوں کی طرف سے شاطرانہ چال اور قادیانیت کی تبلیغ میں برابر کا شریک ہونا ہے، اس لیے مسلمان اس فتنے سے خبردار رہیں۔

عاطف میاں قادیانی اور دنیا بھر میں جاری بحث

وزیر اعظم جناب عمران خان صاحب نے عاطف میاں قادیانی کو اقتصادی کونسل میں بھرتی کیا، اور علماء اور دینی طبقات کے پُرزور احتجاج اور ردِعمل کی وجہ سے خارج بھی کر دیا، مگر اِس ایک واقعہ نے مسلمانوں کے درمیان ہر طرح کے لوگوں کو عیاں کر دیا ہے، لوگوں میں دین بیزار لبرل طبقے سے لے کر خالص دینی طبقے تک کے لوگ شامل ہیں جو اِس بحث کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

لبرل طبقے کا اصرار ہے کہ قادیانی ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کیا عاطف میاں سے ہم نے فتوے لینے ہیں؟ انسانی حقوق سب کے لیے برابر ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ دین سے محبت رکھنے اور معاملے کی حساسیت کو سمجھنے والے لوگ جن کی تعداد بہت کم ہے، انٹرنیٹ پر وہ دینی نقطۂ نظر سے دلائل دے رہے ہیں، جن سے لبرل طبقہ قطعاً متفق نہیں ہے۔

اِن دو طبقات کے درمیان ایک کثیر تعداد اُن لوگوں کی ہے جو دنیا کی ترقی سے بہرہ ور ہیں، شعور اور دین سے لگاؤ اور محبت رکھتے ہیں، مگر ختمِ نبوت کے معاملے پر صحیح علم نہ ہونے اور شریعت کی روشنی میں اسلامی مملکت میں قادیانیوں کی قانونی حیثیت نہ سمجھنے کی وجہ سے ایسے درمیان کے لوگوں کا لبرل طبقے کی طرف جھکاؤ ہے۔

ایک تیسری قسم کا طبقہ وہ ہے جو صرف سیاسی ذہن سے کام لے رہا ہے اور اِس میں جو لوگ عمران خان کے حامی ہیں، وہ اِس فیصلے کی تائید کر رہے ہیں اور جو سیاسی مخالفین ہیں، وہ بغضِ عمران میں شدید مخالفت کر رہے ہیں، لیکن دونوں کے دلائل کسی دینی یا خاص شرعی معیار سے خالی ہیں۔

یہاں یہ حقیقت قابلِ ذکر ہے کہ ایک سابقہ وزیر اعظم نواز شریف نے ختمِ نبوت کی شق کو بے اثر بنانے کی سازش کی، اور اپنی اِس دانستہ حرکت کو غلطی کا نام دے کر ڈھٹائی سے ڈٹے رہے، اور دوسری طرف موجودہ وزیر اعظم عمران خان نے بغیر کسی لیت ولعل سے کام لیے فوراً ''عاطف میاں قادیانی'' کو برطرف کر دیا، یہ فرق واضح ہے اور سیاسی نقطۂ نظر سے بحث کرنے والوں کو یہ فرق ملحوظ رکھنا چاہیے۔

ختمِ نبوت کا عقیدہ دنیا کی ہر شئے سے بڑھ کر مسلمانوں کے ایمان کا حصہ ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ کسی بھی ایسے مسئلے پر ہم ہر طرح کی سیاست سے بالاتر ہوکر علماء کی بات سُنیں، اور پھر اپنی رائے قائم کریں۔ مفادِ عامہ اور مُلکِ پاکستان میں اِس جاری بحث کو منطقی طریقے سے ختم کرنے کے لیے ختمِ نبوت اکیڈمی لندن نے یہ پیشکش کی ہے کہ جو لوگ بھی اِس مسئلے کی روح کو سمجھنا چاہتے ہیں، اُن کے سوالات کو سُننے اور اُن کے جوابات دینے کے لیے انٹرنیٹ پر حاضر ہیں، سوال کرنے والے بھرپور طریقے سے معاملے کے شرعی اور قانونی پہلوؤں کو سمجھنے کے لیے گفتگو کر سکتے ہیں۔

یہ وضاحت لازمی ہے کہ یہ پیشکش اُن لبرل لوگوں کے لیے نہیں ہے، جو قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی شرعی حیثیت سے انکاری ہیں، اور اِس پر اَڑے ہوئے ہیں۔ وہ تمام مسلمان حضرات و خواتین جو عقیدۂ ختمِ نبوت اور اِس کی روشنی میں قادیانیوں کی غیر مسلم حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں، مگر لبرل لوگوں کے دلائل سے متاثر ہوکر صرف کچھ شکوک و شبہات کا شکار ہیں، وہ اِس پیشکش سے فائدہ اُٹھائیں اور رابطہ کریں۔

لندن کے پناہ گزین کی حالت

شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً کی پیش گوئی کے مطابق حکیم نورالدین مرزا قادیانی کا پہلا نام نہاد جانشین منتخب ہوا، کیونکہ مرزا کی اپنی اولاد چھوٹی تھی، حکیم نورالدین کے بعد مرزا غلام کا بیٹا مرزا بشیرالدین جو 17، 18 سال کا تھا، جب اس کا نمبر آیا تو جماعت میں اختلاف ہو گیا۔

اختلاف یہ ہوا کہ مولوی محمد علی جو مرزا غلام کا مرید تھا، وہ ان کی جماعت کا سینئر آدمی تھا، اس کا خیال تھا کہ خلافت اب مجھے ملے گی، بس وہ مرزا کے خاندان سے نہیں تھا۔

دین کے ساتھ جتنا بدترین مذاق اس قادیانی گروہ نے کیا شاید ہی کسی اور نے کیا ہو، اس سے بڑھ کر ایک بات اور کہتا ہوں کہ دین کے ساتھ جتنا بدترین کھیل اس گروپ فتنے نے کیا ہے، شاید اس کائنات میں اس سے بڑھ کر اور کسی فتنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کی ہو۔

مولوی محمد علی سمجھتا تھا کہ خلافت مجھے ملے گی، مرزا غلام کا خاندان اور اس کے مرید کہتے تھے کہ مرزا کی اولاد کا حق ہونا چاہیے اور یہ مرزا بشیرالدین کا حق ہے، تو خلافت کے مسئلہ میں جھگڑا کھڑا ہو گیا۔

دو گروپ بن گئے، ایک مولوی محمد علی لاہوری کا، یہ لاہور آ گئے اور لاہوری کہلائے اور دوسرا گروپ بشیرالدین کا جو قادیان پر قابض ہوئے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ جس وقت مرزا غلام نے کہا: ''میں مسیح موعود ہوں'' تو لوگوں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس وقت حضرت مسیح علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوں گے، تو تیرے دو فرشتے کون ہیں؟'' تو اس نے دو آدمیوں کے متعلق کہہ دیا: ''یہ میرے دو فرشتے ہیں۔'' مرید تو پہلے ہی بدھو تھے، انہوں نے کہا: ''ٹھیک ہے۔''

جس وقت ان کا اختلاف ہوا تو مرزا غلام قادیانی کا ایک مرید تھا، جس کو مرزا نے فرشتہ کہا تھا، وہ مولوی محمد علی کے ساتھ مل گیا۔

مرزا بشیر الدین نے کہا کہ: ''لاہوری گروپ کے ساتھ جو ملا ہے، وہ منافق اور بے ایمان ہے۔'' تو ایک مرید نے کہا کہ: اس میں مرزا کا ایک فرشتہ بھی ہے، تو مرزا بشیر الدین نے کہا: ''ہے تو مرزا کا فرشتہ، مگر منافق ہوگیا ہے۔'' قارئین حضرات اندازہ لگائیں کہ جس نبی کا فرشتہ منافق ہوگا، اس کا کیا پوچھنا؟

عرض یہ ہے کہ ان کے دو گروپ بن گئے، ایک لاہوری اور ایک قادیانی، پھر آپس میں ایک دوسرے پر غلیظ کردار کے الزامات لگائے، اور اتنے غلیظ الزام، جتنی غلاظت ان کے اندر پوشیدہ تھی، وہ سب ان کے اختلاف کے پیش نظر دنیا کے سامنے کھل کر آ گئی۔

انہوں نے کہا: ''یہ منافق'' تو انہوں نے کہا: ''یہ منافق''، انہوں نے کہا: ''یہ بد دیانت'' تو انہوں نے کہا: ''یہ مال کھانے والا''، انہوں نے کہا: ''یہ حرام کاری کرنے والے'' تو انہوں نے کہا: ''یہ بھی ایسے ہیں اور فلاں غلطی میں مبتلا ہیں۔'' دونوں ایک دوسرے پر تیر برسانے لگے۔ کتنے گھناؤنے الزام انہوں نے ایک دوسرے پر لگائے کہ الامان الحفیظ، وہ الزام ان کے لٹریچر میں موجود ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود نے کہا: ''تم کیا کرتے ہو سوائے چندہ کھانے کے؟ میرے مبلغ وہ ہیں جو لندن جا کر تبلیغ کرتے ہیں۔'' تو جواب میں لاہوری گروپ نے کہا: ''تمہارے مبلغ جو تبلیغ کیا کرتے ہیں، ہمیں پتا ہے؟ ''تمہارے تین مبلغ فلاں وقت میں فلاں ہوٹل میں خنزیر کھا رہے تھے۔'' بہت غلاظتیں ایک دوسرے پر پھینکیں۔

بقول عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ: ''خنزیر خنزیر ہوتا ہے۔''

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا: ''حضرت! لاہوری مرزائی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟'' تو آپ نے فرمایا: ''خنزیر خنزیر ہوتا ہے، چاہے گورا ہو یا کالا۔''

مولوی محمد علی خلافت نہ ملنے کی وجہ سے مرزا کو مجدد مانتا ہے، حالانکہ مولوی محمد علی لاہوری اس سے پہلے اپنی تحریروں میں مرزا کے لیے نبی کا لفظ لکھ چکا تھا، جس وقت خلافت پر اختلاف ہوا، تو اپنے اختلاف کو عقائد کے اختلاف کا سبب قرار دینے کے لیے اس نے کہہ دیا کہ ہم اسے مجدد مانتے ہیں، نبی نہیں مانتے، حالانکہ وہ پہلے نبی مانتا تھا، ان کا اصل اختلاف گدی کا تھا۔

حقیقت میں لاہوری دگنے کافر ہیں:

مرزا کے نزدیک لاہوری کافر ہیں، کیونکہ وہ مرزا غلام کی نبوت کے منکر ہیں، مسلمانوں کے نزدیک بھی لاہوری گروپ کافر ہیں، کیونکہ وہ مدعی نبوت کو کافر قرار نہیں دیتے، لہٰذا وہ ڈبل کافر ہیں، یہ ہیں ہی محروم القسمۃ لوگ!

1953ء کی تحریک کے مقرر کردہ جج جسٹس منیر اور جسٹس کیانی نے اپنی رپورٹ میں لکھا: ''لاہوری جماعت کے عقائد و عزائم

اوران کی تحریرات یہ بتاتی ہیں کہ مرزائیوں کواس بات کا یقین تھا کہ جس وقت انگریز برصغیر سے جائے گا اس وقت اقتدار ان کے سپرد کر کے جائے گا، یہ حضرات اپنے آپ کواس حد تک مستحکم کر چکے تھے،لیکن ایسانہیں ہوا۔''

مرزابشیرالدین نے اپنے گروہ کولاہوریوں سے الگ کرنے کی نیت سے کہہ دیا کہ:''قادیان دارالامان ہے، جوشخص یہاں سے نکلے گامنافق ہوگا'' قادیانیوں کویہ بات یاد ہو یانہ ہو۔

جس وقت حالات بدلےتو یہ بھی یعنی مرزابشیرقادیانی مجبور ہوا، سارے اس کے ماننے والے مرید قادیان میں رہ گئے، خود رات کی تاریکی میں برقع پہن کرعورتوں کے ساتھ فرار ہوگیااورلاہور جا کر پناہ لی، بعد میں مریدوں کوبھی کہا:''یہاں آجاؤ'' چنانچہ وہ بھی دھکے کھاتے کھاتے پاکستان اوراب لندن میں پناہ گزین ہیں۔

مرزا مسرور اور نیوزی لینڈ!!!

نیوزی لینڈ کی مسجد میں دہشت گرد کا حملہ ہم مسلمانوں پر ہی ہے، یہ مسجد مسلمانوں کی تھی، قادیانی اس کو اپنے سے منسوب کرنے کی کوشش نہ کریں، دہشت گرد ایک فرد ہو یا پورا گروہ ہو، دہشت گرد ہی قرار دیا جائے گا۔

مسلمانوں کی شناخت استعمال کرنے والو! سفاکیت کی اس انتہا پر اگر ذرا بھی شرم ہوتی تو آپ کو غم وصدمہ ہوتا، ضرور اپنے خطبہ میں اس کا اظہار فرمایا ہوتا، اپنے اوپر ظلم وزیادتی کا واویلا تو اپنے خطبوں میں کرتے نہیں تھکتے، لیکن اس سانحہ کے واقع ہونے کے 12 گھنٹے گزر جانے کے باوجود موصوف ایسی بات فرما رہے ہیں کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، احتجاج تو کیا اظہارِ خیال کرنا بھی گوارا نہ کیا، ان پر مکھی تک نہیں بیٹھی۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ دنیا بھر کے لیڈران نے اس واقعے کو دہشت گردی قرار دیا ہے، کیا آپ اتنی جسارت کر سکتے ہیں؟!!!

ایک طرف تو آپ نے شرمندگی سے بچنے کے لیے سیاسی بیان دینے کا قرض نبھایا اور دوسری طرف آپ اور آپ کے چیلوں نے ساری دنیا کی ہمدردیاں سمیٹنے، اور اپنے آپ کو دنیا کے سامنے مسلمان باور کرانے کا موقع غنیمت ہمیشہ کی طرح ہاتھ سے جانے نہ دیا، مرزا قادیانی کے پیروکار کہیں بھی ہوں مظلوم نہیں، بلکہ مظلومیت کے نام پر اپنے چورن کو بازار میں متعارف کرنے میں ذرا شرم محسوس نہیں کرتے۔

مجھے بتایئے! ماضی میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم میں سے کتنے موقعوں پر آپ نے بیان جاری کیے تھے!؟

اتنی تو نمک حلالی کرنی چاہیے تھی کہ جس ملک کا سفر کر کے آئے، وہاں کی پارلیمنٹ میں تقریر کر کے آئے، بڑی بڑی باتیں کیں، مسلمانوں کے ساتھ نہیں تو کم از کم وہاں کے باشندوں اور حکومتی اداروں کے ساتھ ہی اظہارِ ہمدردی کر لیا ہوتا۔

مرزا غلام کے پیروکاروں کا مظلومیت کا ڈھنڈورا حالیہ واقعے کے بعد ڈھیر ہو چکا ہے، دنیا جان چکی ہے کہ جو محمد عربی ﷺ کے ماننے والے ہیں، وہی اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ مظلوم ہیں۔

حسد کی وجہ سے ختمِ نبوت کا انکار

مرزا قادیانی کے پیروکاروں نے حضور ﷺ کی ختمِ نبوت کا انکار کسی غلط فہمی یا لاعلمی کی وجہ سے نہیں، بلکہ صرف اور صرف ضد و حسد کی وجہ سے انکار کیا۔ اُمیہ بن ابی صلت طائف کا رہنے والا تھا، عرب کا ایک عظیم شاعر حکیم تھا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو مانتا تھا، قیامت کا تصور بھی ذہن میں تھا، اس لیے سچے مذہب کا متلاشی تھا، کبھی تورات، کبھی انجیل، کبھی اہل کتاب سے گفتگو کرتا، تاکہ حق پا سکے۔

نزولِ وحی کے زمانے میں یہ شخص موجود تھا اور ۹ ہجری میں اس کی وفات ہوئی ہے، کہا جا سکتا ہے کہ دورِ جاہلیت میں اس کا شمار حنفاء میں ہوتا تھا، ایک نبی کے آنے کی خبر بھی دیتا تھا، لیکن اُسے اُمید یہ تھی کہ وہ نبی یہ خود ہوگا، پس جب اسے اللہ کے رسول ﷺ کی بعثت کے بارے خبر ملی تو حسد کی وجہ سے انکاری ہوا، یہ بحرین چلا گیا تھا اور ۸ سال قیام کے بعد جب واپس طائف آیا، تو اس نے اہلِ طائف سے پوچھا کہ محمد ﷺ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ محمد ﷺ اپنے آپ کو نبی قرار دیتے ہیں، جیسا کہ تم اس کی خواہش رکھتے تھے، اس پر وہ طائف سے مکہ آیا اور آپ ﷺ سے ملاقات کی اور آپ ﷺ سے پوچھا کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے کہا: میں آپ سے کل گفتگو کروں گا اور اپنی ایک جماعت لے کر آؤں گا۔

آپ ﷺ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ تشریف لائے اور لوگ بیت اللہ کے سائے میں بیٹھے، اُمیہ نے پہلے اپنا کلام پیش کیا، نثر کہی اور پھر شعر کہا، اب اس نے آپ سے کہا: اس کا جواب دیں، اللہ کے رسول ﷺ نے سورۂ یٰس کی تلاوت شروع کی اور جب آپ ﷺ نے سورت مکمل کر لی، تو وہ اُچھل کر کھڑا ہوا اور پاؤں گھسیٹتے ہوئے مجلس سے دوڑ گیا۔

قریش کے سرداروں نے اس کا پیچھا کیا اور پوچھا: محمد ﷺ کے بارے تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: وہ حق پر ہیں، انہوں نے پوچھا: کیا تم ان کی اتباع کرو گے؟ اس نے کہا: میں کل غور کر کے بتاؤں گا، لیکن آخر کار محض حسد ہی کی وجہ سے دینِ خالص کا انکار کر کے اسی حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔

نیوزی لینڈ کی پارلیمنٹ کی تلاوت

قصر قادیانیت لرزہ براندام

اُمتِ مسلمہ میں قادیانیت کے فتنہ کا خروج ہوئے ایک صدی سے زائد کا عرصہ ہو چکا ہے، اس عرصے میں معالجین امت نے اس کی مکمل تشخیص کر کے اس فتنے کو جسد ملت سے مکمل الگ قرار دے دیا، اور بات بھی سو فیصد صحیح ہے کہ قادیانیت کو مذہب اور حقانیت کے ساتھ ذرہ بھر بھی تعلق نہیں ہے۔

یہ تو محض دکانداری کے طرز پے ایک مکمل کاروبار ہے، بس اپنے دھندے کو چلانے کے لیے کچھ دینی مباحث کو محض آڑ بنا کر جیسے مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام اور اجرائے نبوت پر گفتگو کر کے مسلمانوں کی صف میں شامل ہونے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، لیکن مرزا قادیانی کے دور سے اب تک علمائے امت نے ان کے تمام تر شبہات کے مسکت جوابات دے کر میدانِ مناظرہ ومباحثہ سے تو روانہ کر دیا، اب ان کا دھندا اور کاروبار ٹھپ پڑ گیا۔

مرزا قادیانی نے اپنی ذاتی کتب وتحاریر میں حق وصداقت کے جو معیار اور ضوابط پیش کیے ہیں، انہی کو تسلیم کرتے ہوئے خود اسی کی دیگر تحریرات سے مرزا قادیانی کی تردید اور تکذیب اس حد تک کر دی ہے کہ کسی مسلمان کو تو قادیانیت کے دجل وفریب اور حماقت و جہالت ہونے میں رتی بھر بھی شک وشبہ باقی نہیں ہوگا، کاروبار تو ہو گیا بند، تھے فارغ، رونا ٹسوے بہانا شروع کر دیئے، مسلمان ہمیں غیر مسلم کہتے ہیں، ہم پر ظلم کرتے ہیں، کبھی ان کے گرو کی تصویر بسوں پر تو کبھی روڈ کے نکڑ پر اور کبھی ہاتھوں میں لیے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کے پیروکاروں نے ان بیس سالوں میں جتنی تیزی سے مسلمانوں کے خلاف شر انگیزی پھیلانے کی کوشش کی تھی، قدرت نے اتنی ہی جلدی شر کو خیر کے ساتھ بدل کے رکھ دیا۔

ساری دنیا کی ہمدردیاں مسلمانوں کے حق میں سمٹ آئیں، اگر ان کو کوئی بہانہ نہ ملے تو شاید ساری زندگی اس ہمدردی کی تلاش میں رہیں گے، نیوزی لینڈ کے واقعہ کے بعد مولانا نظام الحق تھانوی صاحب کی ایوان کی تلاوت اور صداء نے تو ان کے مکانات میں

صف ماتم بچھادی۔

میری نظرایک کلپ پر گزری، جس میں مرزا قادیانی کے پیروکار یہ جتلانے کی کوشش میں ہیں کہ ہمیں بھی قرآن سنانے کا موقع دیا گیا، ہائے ہائے! یارلوگ کچھ تو شرم کرو، ایک چھوٹے سے ہال میں الفاظ قرآنی نہیں، بلکہ ترجمہ ہی کی اجازت دی گئی، اس طرح کے متعدد مواقع ویسٹ کے اسکول میں مسلمان بچوں کو دیئے جاتے ہیں۔

اب مرزا قادیانی کے پیروکار کچھ بھی کرلیں، مسلمانوں کی شناخت پر کاری ضرب نہیں لگا سکتے، بلکہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق ان شاء اللہ! ہمیشہ اپنی رسوائی کا سامان کرتے رہیں گے۔

مذہب سینسر کرنے والے لوگ

مرزائیوں کا کام اپنے بانیِ مذہب مرزا قادیانی کی قابلِ اعتراض اور ناگوار باتوں کی تاویلات پیش کر کے ان کو ''قابلِ قبول'' بنانا، اور اس کی فحش اور اخلاق سے گری حرکتوں اور باتوں کو سینسر کرنا ہے۔

مرزا کی کتنی ہی ایسی تحریرات ہیں جن کا انگریزی میں ترجمہ نہیں کیا گیا، یا اگر کیا گیا تو اُن کو ضائع کر دیا گیا اور چھپا دیا گیا۔

جب یہ مسلمانوں سے بحث کرتے ہیں اور مسلمان ان کو ان کے جواب اور ثبوت پیش کر کے قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تو اس کے جواب میں سارے مرزائیوں کے پاس یہ جواب ہوتے ہیں:

1:- آپ کے حوالے غلط ہیں، یہ صفحہ ہماری کتابوں میں آپ کھول کے دکھا دیں!!

(عموماً یہ مختلف ایڈیشنز میں صفحات نمبر بدل دیتے ہیں)

2:- آپ کی بات کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں!! یعنی This is out of context!!

3۔ یہ ہماری کتاب ہی نہیں!! آپ لوگوں نے خود ہی جھوٹ گھڑ کے کتابیں لکھ لی ہیں، اور اس کو ہماری کتابیں بتاتے ہیں!!

4:- تمام نبیوں کو جھٹلایا گیا، ان پر الزامات لگائے گئے اور ان کا مذاق اُڑایا گیا، اسی طرح مرزا غلام کا استہزاء کر کے قرآن کی وعیدوں کے آپ مستحق ہو!!!

5:- وہ مسیح موعود ہیں، مہدی ہیں، مجدد ہیں، نبی کا تذکرہ کبھی نہیں کرتے۔

6:- آیات کی تاویلات پیش کر کے کہتے ہیں: ''قرآن سے بڑی کوئی چیز نہیں، ہم کیوں اس سے کم درجے کی بات کریں!!''

(جبکہ ان کو اصل پتہ کچھ نہیں ہوتا، آیت کی عربی پر بات کرو تو غائب ہو جاتے ہیں)۔

7:- بحث کچھ بھی ہو عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی اور موت کی بحث پر آ جاتے ہیں، اور کہتے ہیں عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا شرک ہے۔

8:- اپنے ریڈی میڈ refutes کے لنک پوسٹ کرتے رہتے ہیں، جو شاید خود کبھی کھول کر نہیں دیکھے ہوں گے۔

9:- ہمارے سچے ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ قادیانیت پھلتی پھولتی جا رہی ہے اور ساری دنیا میں پھیل چکی ہے۔

10:- مسلمان علماء کو شدت پسند ملّا جیسے القابات سے نوازتے ہیں۔

11:- مرزا قادیانی کی شخصیت پر کبھی بات نہیں کریں گے۔

12:- ہمیشہ مسلمانوں کے ممالک میں قادیانیوں کے ساتھ ناروا سلوک کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں۔

13:- اپنے آپ کو نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سچے محبین کہتے ہیں۔

اور پھر جب ان کی کوئی نہیں سنتا تو یہ دوسرے ممالک سے شکایتیں کرتے ہیں، اور مسلمانوں پر دہشت گردی کا لیبل لگاتے ہیں۔

خلیفہ گیری

قادیانیوں کی خلافت کا سلسلہ اسی طرح ہے، جس طرح ہمارے محلے میں ایک نائی خلیفہ کے نام سے مشہور ہے، جو روز اپنے سامنے کتنوں کے سر جھکواتا ہے اور انتظار کرواتا ہے۔

بے چارے بلا تمکنت وسلطنت خلیفہ ہیں، اور تو اور یہ میاں مٹھو ہیں، خلیفہ بنے بیٹھے ہیں، اب تو ان کی جماعت میں کئی خلیفہ پیدا ہو گئے ہیں کہ ان کے اپنے ہی اُن کو اپنا خلیفہ ماننے کے لیے تیار نہیں، بلکہ جماعت والے تو کیا، ان کے اپنے گھر والے بھی ان کی نہیں سنتے۔

بھڑکیاں ان کی اتنی ہیں کہ میڈیا پر اپنے نام نہاد خلیفہ کو ''خلیفۃ الاسلام'' کہتے نہیں تھکتے، اور سارے عالم کو یہ باور کراتے پھر رہے ہیں کہ خلیفۃ المسلمین زندہ ہے، یہی اسلام کا جانشین ہے، اگر باقی دنیا کو اسلام اور مسلمانوں سے رابطہ کرنا ہے تو ان سے رابطہ کریں۔

یہ ان کی چور بازاری اور اپنی دکان چلانے کا طریقہ ہے، ساری دنیا میں حقوق کا رونا رونے والوں کو کوئی بتائے کہ ایک بزنس میں بھی کسی کا brand name اور trademark استعمال کرنا کتنا بڑا جرم ہے، اور یہ بانگ دِہل مسلمانوں اور اسلام کی شناخت وسرکردگی کو ''خلیفۃ الاسلام'' کہہ کر اپنے سر لینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔

یہ صرف چندہ جمع کرنے کے لیے خلیفہ بنے ہوئے ہیں، ان کے سارے خلفاء اب تک اپنے پیشوا مرزا غلام قادیانی کے سیاہ کارناموں کی ریت جاری رکھے ہوئے ہیں، اس لحاظ سے مرزا کے خلیفہ تو بے شک کہلائے جاسکتے ہیں، مگر ''اسلام کے خلیفہ'' ہرگز نہیں۔

مرزا قادیانی پر کالی چادر

مرزا غلام قادیانی کے پیروکاروں کی اس واردات سے نکلنے کے لیے ہمارے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ بھی مرزا غلام قادیانی کے عمل و کردار پر اس طرح ڈٹے رہیں، جس طرح وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی حیات و وفات کی بحث میں مرزا غلام قادیانی کو چھپا کر رکھتے ہیں۔ قادیانی مبلغ اپنے نوجوانوں کو جو نماز تک کا ترجمہ نہیں جانتے، یہ سکھایا ہوتا ہے کہ ''توفی'' باب ''تفعل'' میں ہو، فاعل اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہو اور مفعول ذی روح ہو تو اس کے معنی سوائے موت کے اور کچھ نہیں آتے، کچھ علم نہ رکھنے کے باوجود ان پیروکاروں کا باب ''تفعل'' پر بحث کرنا صرف اس لیے ہوتا ہے کہ اُن کی بحث مسلمانوں سے بالکل بے نتیجہ رہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کا ایک بہت بڑا مکر یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ کسی ایک مضمون پر جم کر بات نہیں کرتے، ایک بات سے نکل کر اچانک دوسری بحث میں جا نکلنا اُن کا ایک بڑا شعبدہ ہوتا ہے، نوجوان یہ سمجھنے لگتا ہے کہ شاید میں اُن کے گہرے علم تک رسائی نہیں پا رہا، اور حقیقت یہ ہوتی ہے کہ قادیانی صرف خلطِ بحث کے سائے میں باتیں بنانا جانتے ہیں، اور عام سننے والے یہ سمجھ رہے ہوتے ہیں کہ قادیانی مبلغین نے انہیں خوب تیار کر رکھا ہے۔

کسی کو کافر کہہ دینا

کسی کافر کو مسلمان کہہ دینا محض ایک لمبی سخاوت نہیں، بلکہ پوری ملت اور اسلامی معاشرے پر ظلم عظیم ہے، کیونکہ اس سے پوری ملت کا معاشرہ متاثر ہوتا ہے۔نکاح،نسب میراث، ذبیحہ،امامت،نماز،اجتماعی اور سیاسی حقوق سب ہی پر اثر پڑتا ہے،اس لیے کفر کی وہ صورت جس کو اصطلاحِ شرع میں الحاد وزندقہ کہا جاتا ہے،جس میں ایک شخص اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور رسول کے ماننے کا دل اور زبان سے معترف بھی ہے،اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ شعائرِ اسلام کا پابند بھی ہے،مگر اس کے ساتھ کچھ عقائدِ کفریہ رکھتا ہے، یا ضروریاتِ دین میں تاویل باطل کر کے احکامِ دین کی تحریف کرتا ہے،اس کا معاملہ نہایت خطرناک ''مزلة الأقدام'' ہے اور ایک اسلام کے منحرف کو اسلامی برادری کا مارِ آستین بھی بنا سکتی ہے، یہ دونوں خطرے ملت کے لیے بڑے عظیم اور ان کے عواقب ونتائج نہایت دوررس ہیں۔

بھٹو خاندان

آقا دو جہاں ﷺ سے کبھی بھی بے وفائی نہیں کرے گا

محترمہ بے نظیر بھٹو مرحومہ اور آصف زرداری صاحب کی صاحبزادی بختاور بھٹو زرداری صاحبہ کی ایک مرزا قادیانی کے پیروکار نوجوان سے نسبت طے ہو جانے کی خبروں پر عالم اسلام میں شدید تشویش تھی، کہ کہیں بھٹو خاندان جیسے سیاسی اثر ورسوخ رکھنے والے سلسلے کا منکرینِ ختمِ نبوت سے کوئی تعلق نہ بن گیا ہو۔

اس ضمن میں راقم نے پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری کے معتمد خاص اور میرے عزیز دوست عثمان غازی سے رابطہ کیا، انہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ محمود چوہدری نامی جن صاحب سے بختاور بھٹو زرداری صاحبہ کی نسبت طے ہوئی ہے، وہ مرزا قادیانی کا پیروکار نہیں ہے، بلکہ ایک سنی العقیدہ مسلمان ہے، یونس چوہدری کے صاحبزادے محمود چوہدری عرصہ دراز سے متحدہ عرب امارات میں قیام پذیر ہیں۔ راقم اب اس وضاحت سے مطمئن ہے۔

اب بھی بعض احباب کو اس بابت کچھ شک ہو تو وہ ان کی منگنی کا انتظار فرمائیں، لیکن حقیقت یہ ہے کہ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے مرزا قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو غیر مسلم قرار دینے کا عظیم کارنامہ سرانجام دیا اور دراصل اسی کی پاداش میں انہیں شہید بھی کیا گیا، بختاور بھٹو زرداری کے خلاف پروپیگنڈہ مرزا قادیانی کی اُمت کی تسکین کا باعث ہے۔

قادیانی برطانوی رپورٹ پر تبصرہ

قادیانیت کی جانب سے جولائی 2020ء میں شائع ہونے والی رپورٹ جو Suffocation of the faithful عنوان سے سامنے آئی ہے، جس کو بغور پڑھنے کے بعد اس کے دو مقاصد بہت واضح طور پر نظر آتے ہیں:

اول یہ کہ قادیانی جماعت اپنے لوگوں کو جھوٹ پر مبنی اس رپورٹ کے ذریعے تسلی دینا چاہتی ہے کہ وہ مسلمانوں کے خلاف کچھ نہ کچھ کر رہے ہیں۔

دوم یہ کہ قادیانی جماعت کے لیے یورپ اور دیگر ممالک میں اسائلم کے لیے جو دروازے بند ہو رہے ہیں، ان کو کھلا رکھنے کے لیے اس قسم کی غیر حقیقی رپورٹ منظر عام پر لانا مقصود ہے، حالانکہ اس قسم کی رپورٹ جماعت قادیان 2010ء میں بھی شائع کر چکی ہے، لہٰذا جولائی 2020ء میں شائع ہونے والی رپورٹ اور سن 2010ء میں شائع ہونے والی رپورٹ میں چند باتوں کے علاوہ کسی قسم کا کوئی فرق نہیں ہے۔

سن 2010ء میں قادیانیت نے جس رپورٹ کو شائع کیا تھا، اس کو انہوں نے برطانیہ کے مختلف نشریاتی اداروں، پولیس، اور خفیہ ایجنسیوں کو بھیجا تھا، جس کے نتیجے میں مجھ سمیت ہمارے ادارے ختمِ نبوت اکیڈمی لندن، اور ختمِ نبوت کے حوالے سے کام کرنے والی دیگر تنظیموں کے بارے میں چھان بین شروع ہوئی، جو ایک طویل عرصہ تک جاری رہی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قادیانیت کے جو کفریہ عقائد و نظریات چھان بین کرنے والے اداروں کی نظر سے اوجھل تھے، وہ کھل کر اُن کے سامنے بھی آ گئے۔

قادیانی جماعت نے اس رپورٹ کے صفحہ نمبر: 109 پر میری تصویر کو بھی شائع کیا ہے، جس کو ہمارے قانونی ماہرین قانونی نقطۂ نظر سے بھی دیکھ رہے ہیں کہ انھوں نے اس غیر مصدقہ رپورٹ میں میری تصویر کیوں کر شائع کی ہے؟ بہر حال اس رپورٹ کے غیر حقیقی ہونے پر ہمارے دوست جناب داور عزیز صاحب نے تجزیہ و تبصرہ کیا ہے، جو آپ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے، ملاحظہ فرمائیں، جس سے آپ قارئین کو قادیانیت کی اس رپورٹ کے مشکوک ہونے کے مزید حوالے مل جائیں گے۔

”برٹش پارلیمنٹ کی سلیکٹ کمیٹی بلکہ ایک گروپ ہے، جس کی ایک رپورٹ ہم نے دیکھی جو سرکیولیٹ کر رہی ہے سوشل میڈیا

پر اور اس میں یہ کہا گیا ہے جی کہ بڑی ہم نے تحقیق کی ہے، پاکستان میں قادیانوں پر جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں (احمدی جماعت سے جن کا تعلق ہے) اُن پر بڑے ظلم ہو رہے ہیں، اور سرکاری لیول پر سرپرستی کی جا رہی ہے اس غنڈہ گردی کی اور ان کی زندگی وہاں محال ہے، کافی لمبی چوڑی رپورٹ ہے، پچھلے دو دن سے میں اس کو پڑھ رہا تھا اور اسے اینالائز کر رہا تھا، اور دیکھ رہا تھا کہ اس رپورٹ میں ایسا کیا ہے کہ اس کی بڑی ہاہا کار مچی ہوئی ہے ہر طرف، لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔

یہ پروپیگنڈے کا ایک اور ٹول ہے جو جماعت احمدیہ کے ممبرز نے کہیں سے حاصل کیا ہے، اور انہوں نے بیسیکلی کیا کیا ہے؟ میں آپ کو بتا دوں کہ برٹش پارلیمنٹ کے قوانین کیا کہتے ہیں؟ برٹش پارلیمنٹ کے اصول جو جانتے ہیں انہیں پتہ ہونا چاہیے کہ سلیکٹ کمیٹی ایک ہوتی ہے، جسے گورنمنٹ اپائنٹ کرتی ہے، وہ ایک باقاعدہ ذمہ دار کمیٹی ہوتی ہے، جس میں ایم پیز وغیرہ، ہاؤس آف لاڈ کے کچھ ممبرز بھی شامل ہو سکتے ہیں اگر چاہیں تو، اور وہ کمیٹی گورنمنٹ کی انسٹرکشن پر کسی چیز کی فائنڈنگ کے لیے ایکٹ کرتی ہے، ان سے تحقیقات کر کے ایک رپورٹ پیش کرتی ہے، پھر باقاعدہ پارلیمنٹ میں اس پر بحث ہوتی ہے اور جو بھی کارروائی کی جانی چاہیے، وہ کی جاتی ہے، لیکن یہ جو ہے یہ آل پارلیمنٹیرین کا گروپ ہے۔

ایک اس گروپ کی کوئی آفیشل حیثیت نہیں ہے، اس کو برٹش گورنمنٹ نے یا کسی ادارے نے اپائنٹ نہیں کیا، یہ چند ایک ایم پیز، چند ایک ہاؤس آف لاڈ کے لوگ اور باہر کے لوگ بھی شامل ہو سکتے ہیں، برٹش پارلیمنٹ کی ویب سائٹ پر جو ایک آل پارلیمینٹیرین گروپ ہوتا ہے، اس کی کمیٹی کے بارے میں یہ ڈیفینیشن لکھی ہوئی ہے کہ اس کی کوئی سرکاری حیثیت نہیں ہے، اس میں باہر کے لوگ جن کا پارلیمنٹ سے تعلق نہ ہو، وہ بھی شامل ہو سکتے ہیں، تو پہلی بات تو یہ نوٹ کر لیں آپ کہ اس کمیٹی کی رپورٹ کی کوئی سرکاری ویلیو نہیں ہے۔

یہ حکومت برطانیہ کا یا پارلیمنٹ یا ہاؤس آف لاڈ کا یا اپر لور ہاؤس کا، کسی کا، کسی سرکاری ادارے کا مؤقف نہیں ہے، یہ چند ایک لوگوں کا جن میں کچھ ایم پیز شامل ہیں، ایک پرائیویٹ گروپ ہے، جس نے یہ ایکٹیوٹی کی ہے، اب آتا ہوں میں اس کے مقاصد کی طرف کہ اس کے مقاصد کیا ہیں؟

. . . .

قادیانیت کی جانب سے جولائی 2020ء کو شائع ہونے والی رپورٹ جو Suffocation of the faithful کے عنوان سے منظر عام پر آئی ہے، اس حوالے سے ایک اور بات عرض کرتا چلوں کہ جس فورم پر یہ رپورٹ شائع کی گئی تھی، اب وہاں سے اس رپورٹ کو ہٹا لیا گیا ہے، اس سے آپ قارئین اندازہ کر سکتے ہیں کہ دال میں کچھ کالا نہیں، بلکہ پوری دال ہی کالی ہے۔ اس رپورٹ پر ہمارے محترم داور عزیز صاحب نے جو جائزہ لیا ہے اور جو تجزیہ و تبصرہ کیا ہے، وہ ملاحظہ کیجیے:

جہاں تک میں نے اس رپورٹ کو پڑھا ہے، اس رپورٹ کا ایک ہی مقصد مجھے نظر آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ حکومتِ پاکستان کو بدنام کیا جائے اور انہیں یہ کہا جائے کہ سرکاری طور پر جو قادیانی حضرات ہیں، پاکستان میں جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں، ان کی پراسیکیوشن ہوئی ہے، ان کے پیچھے باقاعدہ قانون ان کی مدد نہیں کرتا، اور ان کی زندگی اجیرن کی گئی ہے۔ حقیقت میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

آپ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ پاکستان میں 1974ء کی اسمبلی نے جو قانون پاس کیا تھا، اس کے بعد قادیانی حضرات کو غیر مسلم اقلیت ڈکلیئر کیا گیا ہے، اب یہ پاکستان میں واحد اقلیت نہیں ہے، پاکستان میں سکھ بھی رہتے ہیں، ہندو بھی رہتے ہیں، بہت سارے عیسائی بھائی بھی رہتے ہیں، ہماری اور بہت ساری مذہبی جماعتیں ہمارے ملک میں رہتی ہیں، جن کا تعلق اسلام سے نہیں ہے، مذہبی گروہ ہیں، ان لوگوں کے ساتھ پاکستان کی عوام کو مسئلہ نہیں ہے، پاکستان کی حکومت کو مسئلہ نہیں ہے، مسئلہ ہمیں قادیانی حضرات کے ساتھ بھی نہیں ہونا چاہیے، لیکن ان کا مسئلہ یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو مسلمان اور ہمیں کافر ڈکلیئر کرتے ہیں، ان کی کتابوں میں یہ بات لکھی ہوئی ہے اور یہ اچھی طرح جانتے ہیں، یہ اپنے آپ کو اقلیت تسلیم نہیں کرتے، جو کہ پاکستان کے قانون سے سراسر انحراف ہے، یہ پاکستان کے قانون کو تسلیم بھی نہیں کرتے اور اقلیتوں کے تمام حقوق بھی مانگتے ہیں، یہ بات ناممکن ہے، اب کمیٹی کی رپورٹ کی طرف واپس آتے ہیں۔

یہ گروپ ہے، ایک پرائیویٹ گروپ ہے، چیٹ روم بنایا ہے کچھ ایم پیز نے اور اس پر کچھ این جی اوز شامل ہیں، اس کے علاوہ کچھ لوگ ہیں، آپ یہ بات نوٹ کریں کہ اس میں کوئی بھی ریپریزینٹیشن کسی بھی پارٹی کی نہیں ہے، جس کے خلاف یہ کمیٹی کی رپورٹ شائع کی گئی ہے، ان کی ریپریزینٹیشن اس میں ہے ہی نہیں، ان کا موٗقف نہیں لیا گیا، ان سے بات نہیں کی گئی، ان سے یہ پوچھا نہیں گیا کہ آپ کے بارے میں یہ الزامات ہیں، آپ کا موٗقف کیا ہے؟ نہ حکومتِ پاکستان کے کسی نمائندے کا موٗقف ہے، نہ دوسری پارٹی جو کہ اس بات پر مصر ہے کہ قادیانی اقلیت تسلیم کریں قانونِ پاکستان کے مطابق، ان کا بھی موٗقف نہیں ہے، تو یہ یکطرفہ رپورٹ ہے، اس کے اندر این جی اوز شامل ہیں، اس کے اندر کچھ اور ادارے شامل ہیں اور ہم بڑی اچھی طرح جانتے ہیں۔

سوشل میڈیا کے جو لوگ ہیں وہ بڑی اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ این جی اوز کو کہاں سے فنڈ ہوتے ہیں، وہ کس کو لائن ٹو کرتی ہیں، جو ان کے آقا اور مولا ہوتے ہیں جو اُن کو اشارہ کرتے ہیں، وہ اسی لائن کو ٹو کرتے ہیں، تو اس میں اگر کسی ایم پی یا کسی ہاؤس آف لاڈ کے کس ممبر زکی یا کچھ ممبرز کی شرکت ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، فرق اس سے کیا پڑے گا؟

یہ ایک پرائیویٹ کلب ہے، ایک پرائیویٹ کلب کے ممبرز ہیں، جنہوں نے یہ رپورٹ پبلش کر دی ہے، نہ برٹش گورنمنٹ نے اس کی ڈیمانڈ کی ہے، نہ برٹش گورنمنٹ کی پارلیمنٹ کو اس کی ضرورت ہے، نہ انہوں نے اسکوانسٹرکٹ کیا ہے، تو یہ ایک پرائیویٹ

رپورٹ ہے، اس کو لے کے جو مرضی اچھالتے پھریں، پہلی بات! دوسری بات یہ ہے کہ یہ کام اسی لیے کیا گیا ہے کہ اس میں حکومتِ پاکستان کو مطعون کیا گیا ہے کہ جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں، میں نے دیکھا ہے اس میں ایک پرائیویٹ گروپس پرائیویٹ لوگوں کے اوپر کوئی اتنا خاص زور نہیں دیا گیا، یہ ٹارگٹ کیا گیا ہے گورنمنٹ آف پاکستان کو، تو یہ بڑی ایک افسوسناک بات ہے۔

قادیانیت کا پرچار

مرزائیوں کا دجل وفریب قرآن کریم کے حوالے سے:

''روحانی طور پر مومن یا تو مریم کی طرح ہیں یا فرعون کی بیوی کی طرح ہیں۔''

جواب:

قادیانیوں نے قرآن پر جھوٹ بولا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو فرعون کی بیوی کہا ہے (ایسا ہی ایک جھوٹ ان کے مرزا غلام احمد صاحب بھی لکھ چکے ہیں کہ اللہ نے قرآن میں اس امّت کے کچھ لوگوں کا نام مریم اور عیسیٰ رکھا ہے)، عام لوگوں کی معلومات میں اضافے کے لیے اس قادیانی تحریف کے بارے میں یہ چند الفاظ لکھ رہا ہوں:

قادیانی خلفاء کے ذریعے سے مرزائیوں کا Brain wash:

قادیانیوں کو جب مرزا کے بقول کہ ''وہ مریم علیہا السلام بنا، پھر حمل ہوا اور عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔'' کہا جاتا ہے تو وہ جواب میں مذکورہ بات کرتے ہیں۔ قادیانی پادری دھوکہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ: ''اللہ نے اس امت کے کچھ لوگوں کو مریم اور کچھ کو عیسیٰ فرمایا ہے۔'' نیز قرآن میں اللہ نے مومنوں کو فرعون کی بیوی کہا ہے، اور حوالہ دیا جاتا ہے سورۃ التحریم کی آخری آیات کا۔

حقیقت سے پردہ فاش:

سورۃ التحریم میں اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو خطاب فرمایا ہے (لیکن یہ بات انہیں ہی نظر آئے گی جو تفسیر کا مطالعہ کرنے کی زحمت کریں گے) اس پوری سورت میں زیادہ تر انہی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو خطاب ہے، اور آخر میں اللہ نے ان کے لیے چار عورتوں کی مثالیں پیش کی ہیں، دو وہ عورتیں جنہوں نے نبیوں کی بیویاں ہوتے ہوئے کفر اختیار کیا (حضرت نوح اور حضرت لوط علیہم السلام کی بیویاں) اور اللہ نے فرما دیا کہ دیکھو! ان کو اس بات کا کوئی فائدہ نہیں ہوا کہ ان کے شوہر نبی ہیں

اوران کو آگ میں داخل کردیا گیا،اوراس کے بعد اللہ نے دو ایسی عورتوں کا ذکر کیا، جنہوں نے مشکل حالات میں ایمان اور صبر کا دامن پکڑا: ایک فرعون کی بیوی اور دوسری حضرت مریم بنت عمران۔ نہ تو ان آیات میں کہیں یہ ذکر ہے کہ اس اُمت کے کچھ لوگوں کا نام ''عیسیٰ بن مریم'' رکھا گیا ہے (جیسا کہ مرزا ابن چراغ بی بی نے دعویٰ کیا ہے) اور نہ یہاں کسی ''مثیل'' کا ذکر ہے، اور اگر مرزائی پادریوں کی اس نرالی منطق کو تسلیم کیا جائے، تو پھر دنیا کا ہر مومن فرعون کی بیوی اور ہر مومن مریم بنے گا، کیونکہ آیت میں ''مؤمنین'' کا لفظ ہے جو جمع ہے مومن کی، تو پھر صرف ایک مرزا قادیانی کیوں؟ سب مومنوں کو مریم مانو۔

سورۃ التحریم، جو کہ پارہ: 28 کی آخری سورت ہے، اس کی آخری تین آیات: 10، 11 اور 12 کھولیں اور کسی بھی تفسیر سے ان کا ترجمہ اور تفسیر کا مطالعہ کریں، آیت: 10 یہ ہے:

''ضَرَبَ اللهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللهِ شَيْئًا وَّقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ۔''

اس آیت میں اللہ نے کافروں کے لیے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویوں کی مثال بیان کی ہے، مثال کہتے ہیں example اور ماڈل کو، اللہ تعالیٰ بتانا یہ چاہتے ہیں کہ حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں چونکہ کافر تھیں، اس لیے نبی کی بیوی ہونا ان کے کسی کام نہ آیا اور وہ آگ میں داخل کی گئیں، اس لیے کسی کا صرف کسی نبی کی بیوی ہونا باعث نجات نہیں ہے، جب تک کہ وہ بیوی خود بھی مومن نہ ہو، اب کوئی پاگل ہی ہوگا جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام کافروں کو حضرت لوط اور حضرت نوح علیہم السلام کی بیوی کہا ہے۔

اس آیت کے بعد آیت: 11 اور 12 یہ ہے:

''وَضَرَبَ اللهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ آمَنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِندَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِي مِن فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِن رُّوحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهِ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِينَ۔''

ان دونوں آیتوں میں اللہ نے ایمان والوں کے لیے دو (examples) مثالیں دی ہیں، ایک فرعون کی بیوی آسیہ کی کہ دیکھو! وہ ایک کافر کی بیوی ہوتے ہوئے مومن تھیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے ایمان کی وجہ سے اس کو جنّت میں داخل کر دیا، اور دوسری مثال حضرت مریم علیہا السلام کی دی ہے، اب پاگل اور جاہل لوگ اس سے یہ نتیجہ نکالیں کہ ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے تمام مومنوں کو فرعون کی بیوی اور حضرت مریم کہا ہے، یہ سراسر تحریف اور قرآن پر جھوٹ ہے۔

قرآن میں اللہ نے لوگوں کو سمجھانے کے لیے بہت سے انبیاء کرام علیہم السلام کے قصّے بیان کیے ہیں، بہت سی پچھلی قوموں کے

واقعات ذکر کیے ہیں، تو کیا ہم یہ کہیں گے کہ تمام مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے نبی کہا ہے؟ یا اُمّتِ محمدیہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ نے قوم نوح، یا قوم ہود، یا قومِ ثمود یا بنی اسرائیل کہا ہے؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن کو اس کے اصلی مفہوم کے مطابق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اپنے جھوٹے عقیدے کو ٹھیک ثابت کرنے کے لیے 1400 سال سے کی جا رہی قرآن کی تفسیر کو چھوڑ کر اپنی من گھڑت تفسیر کرنے سے دور رکھے، آمین۔

امت کے فکری ودینی انتشار کا حل

حاصلِ مطالعہ

اس اُمت پر اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان وانعام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دنیا سے رحلت فرمانے سے پہلے ہی کھلا اور برملا اعلان کردینا کہ نبوت کا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اختتام ہوگیا، اور دین اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نعمتِ عظیم کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا، اب نہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئے گا اور نہ ملتِ اسلامیہ کے بعد کوئی ملت ہوگی، یہ وہ نعمت تھی، جس پر اہلِ یہود کے علماء وعقلاء کو بھی رشک ہوا تھا، اہلِ یہود مدعیانِ نبوت کی لائی ہوئی مصیبت، فکری انتشار، عقائد کے اختلاف، مذہبی کشمکش اور جماعتی افتراق کی تاریخ سے بخوبی واقف تھے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک یہودی عالم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ: اے امیر المؤمنین! آپ لوگ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں جو اگر یہودیوں پر نازل ہوتی تو اس دن کو ایک مستقل تہوار اور جشن کا دن بنالیتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا کہ: وہ کون سی آیت ہے؟ یہودی نے کہا: ”اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا“ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے وہ دن بھی خوب معلوم ہے اور وہ گھڑی بھی اچھی طرح یاد ہے، جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی تھی، وہ جمعہ کا دن تھا اور یومِ عرفہ کی شام تھی، یہ آیت 10 ہجری کو نازل ہوئی تھی، جس کے بعد (جیسا اکثر احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے) حلت وحرمت کا کوئی حکم نہیں نازل ہوا، اور اس دن کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل 81 دن اس دنیا میں تشریف فرما رہے، اور اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم جو اس دین کے اسرار کو سب سے پہلے بہتر سمجھنے والے، اور مقاصدِ شریعت کے جاننے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ محبت کرنے والے تھے، اور آپ کی زندگی کے آرزومند تھے اور جن کے سرخیل حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے، وہ اس آیت سے وقتِ مفارقت کے قرب اور رفیق اعلیٰ سے ملنے کے وقت کے آجانے کو بھانپ گئے تھے، اس لیے کہ آپ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا چکے تھے، دین تکمیل کو پہنچ گیا تھا۔

یہ روایت اس نعمت کی عظمت وجلالت کو بتاتی ہے، جس پر اہلِ یہود کے علماء کو رشک آیا اور مسلمانوں کو انہوں نے حسد کی نگاہ سے دیکھا، اسی کے ساتھ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ادیانِ سابق اس اعلان وضمانت سے خالی ہیں، اور ان کو اس اعزاز واعتماد کی وہ دولت حاصل نہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے اُمتِ اسلامیہ کو سرفراز کیا، جو ایک فطری امر تھا، عقیدۂ ختم نبوت اور اس دین کو مبتدعین کے غلو اور مدعیوں کے فتنوں، اور اس امت کو فکری و دینی انتشار اور اس انارکی سے پوری طرح محفوظ کیا۔

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''تشکیلِ جدید الٰہیاتِ اسلامیہ'' میں فرماتے ہیں: ''اسلام میں نبوت چونکہ اپنے معراجِ کمال کو پہنچ گئی، لہٰذا اس کا خاتمہ ضروری ہو گیا، اسلام نے خوب سمجھ لیا تھا کہ انسان ہمیشہ سہاروں پر زندگی بسر نہیں کر سکتا، اس کے شعورِ ذات کی تکمیل ہوگئی تو یونہی کہ وہ خود اپنے وسائل سے کام لینا سیکھے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اگر دینی پیشوائی کو تسلیم نہیں کیا یا موروثی بادشاہت کو جائز نہیں رکھا یا بار بار عقل وتھربی پر زور دیا، عالم فطرت اور عالم تاریخ کو عالم انسانی کا سرچشمہ ٹھہرایا تو اس لیے کہ ان سب کے اندر ہی یہی نکتہ مضمر ہے، کیونکہ یہ سب تصورِ خاتمیت ہی کے مختلف پہلو ہیں۔

اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو مذکورہ بالا اور ''مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' کی آیات کی اہمیت پر ان لوگوں (قادیانیوں) نے غور ہی نہیں کیا، ان آیات سے اس امت کو نہیں، بلکہ عالم کو جو دولت ملی ہے، جو نعمت ملی ہے، جو خصوصیت ملی ہے، وہ اس امت کے لیے امتیاز ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور اس اعلان سے وحدتِ عقائدی اور وحدتِ ارکانی کی دعوت ملی، وحدتِ زمانی اور وحدتِ مکانی کی دعوت بھی ملی، قیامت تک کے لیے اس امتِ اسلامیہ کے عقائد بھی ایک ہوں گے، ارکان بھی ایک ہوں گے اور ہر زمان ومکان میں، ہر عہد اور ہر دور میں اور ہر اس جگہ جہاں مسلمان آباد ہیں، وہاں ایک وحدت پائی جائے گی۔ دینی وحدت، اعتقادی وحدت، علمی وحدت۔

یہ جو اُمت اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے، قرآن کا کلمہ پڑھتی ہے، اسلام کا دعویٰ کرتی ہے، اس کے عقائد بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے لے کر قیامت تک ایک ہی رہیں گے، نماز وہی پانچ وقتوں کی، روزے وہی رمضان میں، زکوٰۃ کا نظام اور نصاب کے مطابق حج بھی بیت اللہ شریف کا اپنے مناسک کے ساتھ ایک رہیں گے، یہ جو وحدت ہے، وحدتِ ارکانی ہے۔

وحدتِ عقائدی یہ ہے کہ توحید کامل رہے گی، پیغمبروں کی رسالت اور انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوت پر ایمان، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے اپنے وقت اور اپنی اپنی جگہ اس نازک اور عظیم کام کے لیے انتخاب کیا، اور پھر آخری پیغمبر اور آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ جن کے بعد اب اور کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، پچھلے پیغمبروں کی رسالت پر بھی ایمان اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت، اس کی خاتمیت پر بھی ایمان، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت ونبوت پر اس طرح ایمان کہ نبوت ورسالت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہے، نبوت کے ساتھ نبوت کی خاتمیت پر ایمان، یہ کوئی معمولی اور ہلکی بات نہیں ہے، دنیا میں کسی بھی اُمت کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی، جہاں تک ہماری معلومات

ہیں، مذاہب عالم کی تاریخ میں کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ نبی ورسول علیہم السلام نے اپنی اپنی خاتمیت، خاتم الرسل وخاتم الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا ہو، نہ ہی رب تعالیٰ کی طرف سے ایسا اعلان ہوا، جو دین صحیح شکل میں موجود ہے آج تک، یہ کس بات کا نتیجہ ہے؟ یہ کسی ذہانت یا مافوق البشر اور مافوق الفطرت لیاقتوں وصلاحیتوں کا نتیجہ نہیں، یہ نتیجہ ہے اور احسان ہے صرف اعلانِ ختم نبوت کا، تمام ختم نبوت کا، وہ ختم ہوگئی۔ختمِ نبوت کا اعلان نہ ہوتا تو آج بھی آدمی آسمان کی طرف دیکھتا رہتا کہ شاید پھر کوئی وحی آرہی ہو، یا پھر کوئی نبی آنے والا ہو، جگہ جگہ لوگ نبی کے منتظر ہوتے، لوگوں کو دعویٰ کرنے کا موقع ملتا، علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے پتہ کی بات کی ہے، جو بڑے سے بڑا متکلم اور فلسفی کہتا تو اس کو زیب دیتی، بہت خوب بات کہی، ایسی بات کہ اس کی شرح میں ایک پوری کتاب لکھی جاسکتی ہے، انہوں نے کہا ہے کہ: دین وشریعت تو قائم ہے کتاب وسنت سے، دین وشریعت کی بقاء اور دین وشریعت کا استمرار اور وجود مربوط ہے کتاب وسنت سے، جب تک کتاب وسنت ہے، دین باقی ہے، لیکن اُمت کی بقاء ختم نبوت کے عقیدے سے ہے، اُمت، اُمت اس وقت تک ہے جب تک ختمِ نبوت کا عقیدہ موجود ہے۔

ختمِ نبوت کا عقیدہ نہیں رہا تو اُمت، اُمت نہیں رہے گی، اُمتیں جنم لیں گی، ایک کھیل تماشہ ہوجائے گا، آج کوئی کسی ملک میں دعوائے نبوت کررہا ہے، کوئی کہہ رہا ہوگا کہ میرے پاس اردو میں وحی آرہی ہے، اور کوئی باور کرائے گا کہ میرے پاس ہندی وانگریزی میں وحی آنے لگی ہے، یہاں تک ایک شہر سے کئی کئی نبوت کے دعویدار پیدا ہوجائیں گے۔

قادیانی اور بہائی میں فرق

میرا مشاہدہ ہے کہ ہمارے عرب میڈیا میں بہت سارے لوگ قادیانی اور بہائی میں فرق نہیں کر سکتے، میں اُن کو الزام نہیں دیتا، کیونکہ قادیانی اور بہائی کے درمیان بہت ساری مماثلت پائی جاتی ہے۔

ذیل میں کچھ باتیں ہیں جن میں یہ دونوں شریک ہیں:

- ان کا مہدی انیسویں صدی میں پیدا ہوا اور منگل کو مر گیا۔
- ان کے مہدی نے فارس سے تعلق ہونے کا دعویٰ کیا۔
- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نسل اور اہلبیت سے ہونے کا دعویٰ کیا۔
- بہت سی عربی کتابیں لکھیں، جن میں سے ایک سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے۔
- ان کے مہدی نے کچھ آیات کے جزء لے کر اپنی عبارتوں میں نقل کیے۔
- ان کے مہدی کی زندگی میں دو گرہن والے رمضان وقوع پذیر ہوئے۔
- لوکل کورٹ میں ٹرائل کے لیے لایا گیا۔
- ان کے مہدی نے حساب الجمل (الفاظ کی عددی حیثیت) alphanumeric coding کا استعمال کیا جو اُن کے مہدی کے سچا ہونے کی دلیل کے طور پر سمجھا جاتا ہے۔
- ان کا موعود مرزا تھا، جس نے دعویٰ کیا کہ احادیث اور آسمانی کتب میں مسیح موعود کی نشانیاں اُن پر پوری ہوتی ہیں۔
- ان کا موعود مرزا 13 ہجری میں پیدا ہوا اور 14 ہجری میں مئی کے آخری ہفتے میں فوت ہوا۔
- ان کے موعود نے دعویٰ کیا کہ اس نے عربی زبان نہیں پڑھی، تاہم وہ درجنوں عربی اور فارسی کتابیں لکھ سکا، اس کے پیروؤں نے اس بات کو اس کی سچائی کی ایک بڑی نشانی سمجھا۔
- وہ اپنے موعود کی وحی کو اس کی سچائی کی ایک اور نشانی سمجھتے ہیں۔

- ان کے موعود نے کہا کہ اللہ کے راستے میں نکلنے کی اب اجازت نہیں۔
- ان کے موعود نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی تحریرات میں کئی بار تعریف کی۔
- ان کا موعود صرف اپنے پیروؤں کی نظر میں سلطان القلم، فارس المعنی، بہترین تحریرات لکھنے والا ہے۔
- ان کے موعود نے حساب الجمل یہ ثابت کرنے کے لیے استعمال کیا کہ اسلام ہزار سال پہلے ختم ہو چکا تھا۔
- ان کے موعود نے دعویٰ کیا کہ وہ خدا کا ظہور ہے، تاہم ان کے پیروؤں کے نزدیک خدا کے ظہور کا مطلب یہ نہیں کہ وہ خود خدا ہے۔
- ان کے موعود نے تمام اسکالرز کو ایک کتاب لکھنے کا چیلنج دیا، جو اس کی کتاب کے مثل ہو۔
- ان کے موعود نے دعویٰ کیا کہ وہ اوتار ہے، یعنی کرشنا کا دوسرا جنم ہے۔
- ان کے موعود نے دعویٰ کیا کہ وہ دنیا کے لوگوں کی طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہے۔
- ان کے مجدد نے دعویٰ کیا کہ انسان کی موت پر اس کی روح کو ایک خاص قسم کا جسم ملتا ہے، جس کی خاص نوعیت ہوتی ہے۔
- ان کے موعود نے دعویٰ کیا کہ کبھی کبھی مقدس وحی انسانی محاورات اور گرامر کے قواعد کے مطابق نہیں ہوتی۔
- ان کے موعود نے دعویٰ کیا کہ اس کو بہت سارے انبیاء کی خصوصیات سے نوازا گیا ہے، مثلاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام، وغیرہ۔
- ان کے موعود کا دعویٰ ہے کہ یوم القیامہ سو سال کے بعد آئے گی۔
- ان کے مجدد کا یقین تھا کہ جنت اور دوزخ روحانی جگہیں ہیں اور طبعی نہیں۔
- ان کے موعود کا دعویٰ ہے کہ اس کو وحی مخفی طور پر دس سال کے عرصے سے مل رہی تھی، جس میں بتایا گیا کہ وہ موعود ہے، یعنی وہ ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے، تاہم اس نے اس راز کو افشاء کرنے میں دس سال کا انتظار کیا، ان کے موعود نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے نئے نام گھڑے۔
- وہ قرآن کو مقدس کتاب سمجھتے ہیں، تاہم وہ اپنے موعود کی عربی وحی کو آسمانی مقدس اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہونا سمجھتے ہیں، ان کی مقدس عربی وحی کے مطابق ان کا موعود اپنی خواہش سے نہیں بولتا اور جو اس پر اُتاری گئی سب وحی ہے۔
- ان کی مقدس عربی وحی نے اس کے علاوہ کسی خدا کی پرستش نہ کرنے کی ہدایت کی۔
- ان کے موعود کی اکثر وحی قرآنی آیات کا بے مقصد جھوٹ ہے۔
- ان کا مصلح موعود بھی ایک مرزا تھا جو اپنے باپ موعود کی طرح تھا۔

- مصلح موعود نومبر میں 77 سال کی عمر میں مرا۔
- ان کے مصلح موعود نے کچھ تاویلات دیں، جو موعود کی اصل تعلیمات سے مختلف ہیں۔
- ان کے مرزا نے ایک نیا خاص شمسی کیلنڈر متعارف کرایا، جس میں مہینوں کے نام عربی میں تھے۔
- ان کا دنیا کو پیغام یہ تھا کہ عظمت ملک سے محبت میں نہیں، بلکہ انسانیت سے محبت میں ہے۔
- ان کے لیے قیادت کو ایک مخصوص رقم دینا ضروری ہے، جو موعود طے کرتا ہے۔
- مسیح دجال کوئی شخص یا فرد نہیں۔
- ان کے قائد نے دعویٰ کیا کہ ان کے پیروؤں کا سب سے اہم کردار اسلام اور اس کی سچی تعلیمات کی تصویر کشی کرنا، دنیا اور مغرب کو دکھانا ہے۔
- ان کے مجدد کا یقین ہے کہ موعود آسمان سے نہیں آئے گا، بلکہ دوسرے شخص کے جسم میں ظاہر ہوگا۔
- قرآن کے لفظ ''جن'' سے مراد وہ انسان ہے جو غصیلی طبیعت کا مالک ہو۔
- ان کے مجدد کا یقین ہے کہ نبی ﷺ کے زمانے میں چاند واقعتاً دو ٹکڑے نہیں ہوا۔
- وہ سکھاتے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حکومت کا وفادار ہونا چاہیے۔
- اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے وحی کا سلسلہ ختم نہیں ہوا، وحی اُترتی رہے گی۔
- ان کا صدر مقام وسط ایشیا میں حائفہ شہر فلسطین کے پاس ہے۔
- موعود کے پیرو فلسطین میں اسرائیل گورنمنٹ سے اچھا برتاؤ پاتے ہیں، جبکہ مسلمان ملک میں ان سے ناروا سلوک کیا جاتا ہے۔
- سعودی حکومت مکہ مدینہ میں داخلے کی اجازت نہیں دیتی۔
- یہ یقین کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں، تاہم دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کا مطلب آخری نبی نہیں۔
- ان کی عورتوں کو مسلمان مردوں سے شادی کی اجازت نہیں۔
- اس آیت (اور اگر یہ ہم پر کوئی بات بنا لیتے تو البتہ ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے - سورۃ الحاقہ) سے یہ اثبات لیتے ہیں کہ موعود سچا تھا، تبھی مارا نہیں گیا۔
- کچھ بادشاہوں اور صدر نے موعود کی تعلیمات کو قبول کیا۔
- وہ نبی ﷺ کے قرآن اور مقدس کتب میں مذکور معجزات کو استعارہ سمجھتے ہیں۔

- عیسیٰ علیہ السلام کا جسم صلیب پر لگایا گیا۔
- وہ یقین کرتے ہیں کہ عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں۔
- نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج جسمانی نہیں، روحانی ہوا۔
- سورۃ تکویر میں موعود کی نشانیاں بتائی گئی ہیں، نہ کہ یوم القیامہ کی۔
- مہدی کی کچھ کتابوں کا دوسری زبان میں ترجمہ کیا گیا، تاہم بہت سی عربی کتب کا ترجمہ نہیں کیا گیا۔ ظاہر ہے بے معنی، بے مقصد، بے مطلب جملوں کو نہیں سمجھ سکے۔
- 200 ممالک میں ان کے 2 ملین سے زیادہ پیروکار نہیں۔
- مصلح موعود نے تحریک کو دو گروہوں میں تقسیم کیا، جن میں سے ہر دوسرے کو صحیح راستے پر نہیں سمجھتا۔

قادیانیوں اور بہائیوں کے اختلافات یہ ہیں:

- قادیانیوں کے مطابق مجدد مرزا غلام قادیانی ہے، جبکہ بھائی کے نزدیک مجدد شیخ احمد بن زین الدین الاحسانی ہے۔
- قادیانیوں کے نزدیک مہدی مرزا قادیانی ہے، جبکہ بہائیوں کے نزدیک علی محمد شیرازی ہے۔
- قادیانیوں کا موعود مرزا غلام ہے، جبکہ بہائیوں کا مرزا حسین علی نوری ہے۔
- مرزائیوں کا مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود ہے، جبکہ بہائیوں کا مصلح موعود مرزا عباس آفندی عبدل بہائی ہے۔
- قادیانیوں کا شمسی کیلنڈر مرزا بشیر الدین نے بنایا، جبکہ بہائیوں کا علی محمد شیرازی نے بنایا۔

کیا آپ مزید فرق بتا سکتے ہیں؟

برطانیہ میں فکری جدوجہد

سفرِ ختمِ نبوت جاری ہے اور جاری رہے گا، ان شاء اللہ! رفقائے ختمِ نبوت لندن کے ساتھ 5 مارچ 2016ء بروز ہفتہ برطانیہ کے پانچ شہروں کے سفر کے دوران برطانیہ کا مشہور شہر ہڈشفیلڈ جو کے ماضی میں تحریکِ ختمِ نبوت کے رہنماؤں کے لیے قادیانیوں کی شرانگیزیوں کی وجہ سے نہایت حساس رہا ہے۔

مقامی مسلمانوں کی فکر وجدوجہد کے نتیجہ میں، قادیانیوں کی سرگرمیوں کے مدِمقابل مسلمانوں کو اس فتنے کی سنگینی کا ادراک محسوس کرانے کے لیے، مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ سے برطانیہ کے سفر کی درخواست پیش کی، مسلمانانِ برطانیہ کے لیے وہ تاریخ ساز دن تھا کہ جب اسی شہر میں مناظرِ اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مبارک قدم رکھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے دن سے ہی مسلمانوں میں ایسی تحریک و بیداری پیدا کی کہ مسلمانوں کو قادیانیت کے بطلان کے لیے، ذہن میں عقیدۂ ختمِ نبوت کے دلائل تازہ کر کے رکھ دیئے، اس بات کا احساس پیدا کر گئے کہ مسلمان اس زہریلے فتنے سے اپنے ایمان کی حفاظت فرمائیں، اسی شہر میں تحریکِ ختمِ نبوت کا دفتر قائم فرمایا، جس کے بعد آج تک قادیانی گروہ کو ہڈشفیلڈ میں کسی بھی مہم میں کامیابی نہیں ملی، الحمدللہ!

اب اسی شہر میں فاتحِ قادیانیت، ہر دل عزیز بزرگ، نہایت خوش طبع مزاج، بڑے ہوں یا چھوٹے یکساں احترام کے حامل، متکلم ختمِ نبوت حضرت مولانا اکرم صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی و رہبری میں تحریکِ ختمِ نبوت سے وابستہ لوگ و کارکنان تحریک ختمِ نبوت کا کام سرانجام دے رہے ہیں، ہڈشفیلڈ میں مسجد بلال و مدرسہ ختمِ نبوت اور اسی کے زیرِ انتظام ایک اور منفرد لڑکیوں کا شاندار مدرسہ، مدرسہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی حضرت کے اہتمام میں درست سمت میں گامزن ہیں۔

راقم کے ہڈشفیلڈ کے دورہ کے دوران بڑے خلوص ومحبت سے بڑا ہی تفصیلی وزٹ کرایا، اس مدرسہ میں دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید فنون وحکمت سے بھی آراستہ کیا جاتا ہے، یہ سب کچھ حضرت کی شابانہ روز محنت کا نتیجہ ہے، حضرت سے جب بھی ملاقات کا موقع ملتا، ان کا رویہ حد سے زیادہ نرم اور مشفقانہ ہوتا ہے۔

مدرسہ ختمِ نبوت کے دورہ کے دوران حضرت مولانا اکرم صاحب دامت برکاتہم کی موجوگی میں ہڈشفیلڈ کے تحریکِ ختمِ نبوت کے بزرگ کارکن جناب حافظ صابر صاحب کو تحریکِ ختمِ نبوت ہڈشفیلڈ کا امیر منتخب کیا گیا، اللہ تعالیٰ حضرت کا سایہ تادیر سلامت فرمائیں، آمین۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بڑی پیشکش کا انکار کس نے کیا؟

مجاہدِ ختم نبوت یاسر رضوی کی یاد میں ہم بھی روتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جتنی صاحبزادیاں رضوان اللہ عنہن تھیں، وہ سب ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارکہ سے تھیں، سوائے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے، جو کہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن مبارکہ سے تھے۔

حدیث میں آتا ہے کہ ''جس وقت حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو رہا تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچے کو اُٹھایا، گود میں لٹایا، بچے کو آخری ہچکی لگی، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو جاری ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو گرتے گراتے چہرۂ انور سے ہوتے ہوئے بچے کے چہرے پر گرے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے، انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کندھا ہلا کر عرض کی: آقا! آپ بھی روتے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں ارشاد فرمایا: کسی عزیز کی جدائی پر دل صدمہ کرے اور آنکھ آنسو بہائے، میں نے کبھی اس سے منع نہیں کیا، اس کے خلاف واویلا کرنا، سینہ زنی کرنا، آوازیں نکالنا یہ ممنوع ہیں، دل صدمہ کرے، آنکھ سے آنسو بہائے، یہ انسان کی فطرت کا تقاضا ہے۔

ام المؤمنین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا اپنے بچے کی جدائی پر بہت روتی تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار تشریف لائے اور صبر کی تلقین کی، دوبارہ پھر فرمائی، تیسری مرتبہ بھی تلقین فرمائی، مگر ام المؤمنین ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو تسلی نہیں ہوتی تھی، ایک ہی بچہ تھا، وہ بھی بچپن میں ہی انتقال کر گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: آپ اتنا نہ رویا کریں، لیکن آپ کو صبر ہی نہیں آتا، اگر آپ چاہیں تو میں اللہ سے دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے پردے ہٹا دے، اور جنت آپ کے سامنے کر دی جائے، اور آپ آنکھوں سے دیکھ لیں کہ آپ کا بیٹا جنت میں حوروں کے پاس پرورش پا رہا ہے تو کیا پھر آپ کو تسلی ہو جائے گی؟ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے تسلی ہو گئی، اب دعا کرنے اور جنت دکھانے کی ضرورت نہیں۔

عرب عورتوں نے حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے کہا: تیرے مقدر کو کیا ہوا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دریائے رحمت جوش میں تھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے اور جنت تیرے سامنے کر دی جاتی، اور تو اپنے بچے کو جنت میں حوروں کے ساتھ کھیلتا ہوا دیکھ لیتی! اور دنیا کی عورتوں میں ایک ہی عورت ہوتی جس نے دنیا میں رہ کر جنت کا نظارہ کیا ہوتا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتنی بڑی پیشکش کو تم نے رد کر دیا؟

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا کہ: بی بی! تمہاری رائے اور سوچ اور سمجھ بھی صحیح ہے، لیکن جو میں نے کہا، وہ بھی صحیح ہے، اس لیے کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درخواست کرتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کرتے اور جنت میرے سامنے آجاتی، اور میں اپنے بیٹے کو حوروں کی گود میں کھیلتا ہوا دیکھ لیتی تو اس کا معنیٰ یہ تھا کہ مجھے اپنی آنکھ پر تو اعتبار ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کا اعتبار نہیں، حالانکہ میری نظر خطاء کر سکتی ہے، مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک خطاء نہیں کر سکتی؟

ان شاء اللہ! ہمیں امید ہے کہ یاسر رضوی صاحب مرحوم جنت میں شہدائے ختمِ نبوت کے ساتھ ہوں گے، اللہ تعالیٰ ان کی ختم نبوت پر خدمات کو قبول فرمائیں، اس پر اجر عظیم عطاء فرمائیں۔ آخر میں قارئین کے لیے اس واقعہ میں ایک مسئلہ اور حکمت جس کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا، اس کی وضاحت بھی ضروری ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جتنی نرینہ اولاد تھی، ان سب کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرینہ اولاد اگر جوان ہوتی اور انہیں نبوت ملتی تو یہ ختمِ نبوت کے منافی تھا، پھر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ انہیں نبوت کیوں نہیں ملتی؟ ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے اسحاق علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام نبی اور یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یوسف نبی، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے کیوں نبی نہیں؟

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ نے اس مسئلہ کو شروع ہی سے ختم کر دیا تھا، تاکہ ختمِ نبوت کا عقیدہ ہمیشہ زندہ رہے۔

ابوجہل کی طرح رسوا ہونے والے کون؟

مرزا بشیر الدین قادیانی بڑے تکبر سے کہا کرتا تھا کہ ہم برسر اقتدار آئیں گے تو مولانا احتشام الحق رحمۃ اللہ علیہ، مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ، عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، وغیرہ اور فلاں اور فلاں میرے سامنے اس طرح پیش ہوں گے جس طرح ابوجہل فتح مکہ کے دن ہوا۔

مرزا بشیر الدین قادیانی کتنا بڑا جاہل تھا کہ فتح مکہ کے دن تو ابوجہل کا نام ونشان بھی نہیں تھا، مرزا بشیر الدین قادیانی سے لے کر آج پانچویں مرزا مسرور تک کسی میں اتنی جرأت نہ ہوسکی کہ کسی بھی ختم نبوت کے سپہ سالار کا سامنا کر سکے، بلکہ مرزا ناصر قادیانی پاکستان کی پوری قومی اسمبلی کے سامنے اور آج پوری دنیا میں قادیانیت ابوجہل کی طرح رسوا ہو رہی ہے۔

مطالعہ وخلاصہ ختم نبوت

سلسلۂ نبوت کے خاتمہ سے انسانی صلاحیتیں اور قوتیں اس خطرہ سے محفوظ ہوگئیں کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ اور دور کے فاصلہ پر ایک نئے نبی یا دعوت کا ظہور ہو، اور سارے ضروری کام چھوڑ وا کر اس کی حقیقت معلوم کرنے اور اس کی تکذیب وتصدیق کا فیصلہ کرنے میں لگ جائیں، اس طرح محدود انسانی قوت کو روز روز کی مشغولیت اور آزمائش سے بچالیا گیا، اگر سلسلۂ نبوت قائم اور مزید قوانین اور جدید تعلیمات وہدایات کے حصول کے لیے زمین وآسمان سے رشتہ باقی رہتا، اور تھوڑے عرصہ کے بعد کوئی نبی یہ دعویٰ لے کر اُٹھتا رہتا کہ اللہ اس سے خطاب کرتا ہے، اس کی طرف وحی آتی ہے، اور وہ تبلیغ رسالت پر مامور کیا گیا ہے، وہ اپنے منکرین کو کافر قرار دیتا، اور دنیا میں پھیلی ہوئی اُمت میں سے کاٹ کر سینکڑوں یا ہزاروں یا چند لاکھ افراد پر مشتمل ایک چھوٹا سا گروہ بنالیتا، اسی طرح ہر تھوڑی مدت بعد اور اس وسیع دنیا کے کسی نہ کسی مقام پر پیدا ہونے والے مدعیانِ نبوت کے بارے میں لوگ فیصلوں ہی میں اُلجھ کر رہ جاتے کہ ان مدعیانِ نبوت میں کچھ دماغی مریض اور مخبوط الحواس، کچھ پیشہ ور اور دکاندار قسم کے، کچھ ہوشیار لوگ اور حکومتوں کے اغراض کے آلۂ کار، کچھ علم کی کمی اور عبادات ومجاہدات کی کثرت کے سبب سے تلبیساتِ شیطان اور فریبِ نفس کے شکار یہ سب قسمیں ان مدعیوں میں پائی گئی ہیں، جن کا زمانہ سابقہ اور حال میں شدت سے ظہور ہوا ہے۔

دین کی دعوت

برطانیہ میں ایک دور ایسا بھی تھا کہ مسلمان ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے تھے، 1939ء کے اوائل میں کچھ مسلمان خاندان مختلف ممالک جن میں ہندوستان، پاکستان، برما، بنگلہ دیش، صومالیہ اور دیگر مسلم ممالک سے برطانیہ آنا شروع ہوئے، دوسری جنگ عظیم کے درمیانے سالوں میں بہت زیادہ تعداد میں برطانیہ میں مسلمان آنا شروع ہوئے اور اب الحمدللہ کوئی ایسا شہر نہیں جس میں مسلمان آباد نہ ہوں۔

قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ اپنے ملکوں کو چھوڑنے والے مسلمانوں نے خاص طور پر دیارِ غیر کے غیر مسلم ماحول میں رہتے ہوئے بھی اپنے ایمان اور عقیدے کی حفاظت کے ساتھ ساتھ معاشرتی اور معاشی زندگی کو اسلامی تقاضوں کے مطابق بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی ہے۔ 50 سال قبل کے حالات بتانے والے علماء کرام اور بزرگ حضرات کا کہنا ہے کہ دینی ادارے، مسلم کمیونٹی سینٹر مسجد تو دور کی بات مسلمانوں کے پاس کوئی ایسی جگہ بھی میسر نہ تھی کہ وہ باجماعت نماز ادا کر سکیں، لوگ اپنے اپنے گھر میں نماز ادا کرلیا کرتے تھے اور بعض دفعہ کسی خاص موقع پر مسلمان دوستوں ہی کے گھر میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرلیا کرتے تھے، کیونکہ برطانیہ کے کسی شہر میں ایک یا دو مسلم گھرانے سے زیادہ موجود نہ تھے۔

مسلمانوں نے اپنی دینی محنت کو مسلسل جاری رکھا، اللہ کے فضل سے انہیں کی دینی محنت کا ثمرہ یہ نکلا کہ چند ہی دنوں میں مسلمانوں کی آبادیاں بڑھتی چلی گئیں، اسلامی لباس اور شعائرِ اسلام کا استعمال ہونا شروع ہوتا نظر آیا۔

1965ء کے قریب قریب مختلف ممالک سے کچھ اکابر علماء حق اور مسلم رہنما برطانیہ تشریف لائے، اکابر علماء نے برطانیہ میں قدم رکھتے ہی رات دن ایک کر کے مسلمانوں میں دینی شعور و جذبہ بیدار کرنے کے لیے اصلاحی، تبلیغی اور تعلیمی حلقے سجائے، اکابر کے اصلاحی حلقے قائم کرنے کا فائدہ بہت جلد مرتب ہوا کہ مسلمانوں میں اس بات کی فکر اور سوچ پیدا ہوئی کہ اپنے بچوں اور آئندہ نسل کے ایمان اور عقیدے کا تحفظ اور لا مذہبیت کی یلغار سے بچانے کا ایک ہی راستہ ہے، اپنے بچوں کو اسلام کی بنیادی تعلیم دی جائے اور ان کو علماء کے اصلاحی حلقوں سے وابستہ کیا جائے اور بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کیا جائے اور ان کو عالم، قاری،

حافظ بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ مدارس کا قیام عمل میں لایا جائے۔

مسلمانوں نے اپنی اس سوچ اور فکر کا اظہار ان حضرات اکابر کے سامنے کیا، علماء کرام کے طویل مشوروں اور تمام حالات کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ طے کیا گیا کہ پہلے مرحلے میں بچوں کی تعلیم کے لیے ہر شہر میں مکاتب قائم کیے جائیں، لہٰذا علماء نے اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق برطانیہ کے چند بڑے شہروں میں مکاتب قائم کیے، ان مکاتب میں بچوں نے اس قدر ذوق اور شوق کے ساتھ داخلہ لیا کہ کئی بچوں نے چند ہی سال میں قرآن کریم حفظ مکمل کرلیا۔

دورانِ حفظ ان بچوں کی اس قدر تربیت کردی گئی کہ بچوں میں خود ہی مزید دینی تعلیم حاصل کرنے کا ذوق وشوق پیدا ہوا، لیکن فی الوقت کوئی انتظام نہ تھا، ماحول اس قدر بدل گیا کہ جس گھر میں بچے قرآن مجید پڑھتے تھے، وہیں ایک یا دو وقت نماز باجماعت ادا کی جانے لگی، اللہ نے ایسا انتظام کیا کہ تھوڑے ہی عرصے میں ان گھروں کو مسجد کی شکل دے دی گئی۔

1973ء کے قریب برطانیہ کے شہر بری میں دارالعلوم کے لیے ایک جگہ لے لی گئی، جس کا مقصد یہ تھا کہ نئی آنے والی نسل کو دینی تعلیم سے آراستہ کیا جائے، اور قرآن وحدیث، فقہ اور دیگر عصری علوم کی تعلیم کا بہتر انتظام ہوسکے۔ 1975ء کے قریب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل شیخ الحدیث مولانا یوسف صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی میں شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی دُعاؤں کے ساتھ دارالعلوم بری سے کئی ہزار طلبہ فارغ التحصیل ہوئے، جن میں سے کئی ایک نے فارغ ہونے کے بعد اپنے آپ کو خالص دینی کام کے لیے وقف کردیا، حضرت مولانا سلیم دھرات دامت برکاتہم، حضرت مولانا شیخ ریاض الحق صاحب برکاتہم برطانیہ کے مشہور عالم دین اور معروف روحانی پیشوا ہیں، جو کہ دارالعلوم بری کے فضلاء میں سے ہیں، اللہ نے ان دونوں حضرات سے انگریزی طبقۂ نوجوانوں میں اصلاحی اعتبار سے بہت کام لیا اور لے رہا ہے۔

حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد اور برطانیہ میں مقیم معروف عالم دین حضرت مولانا قاری اسماعیل رشید صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ: میں اس وقت موجود تھا جب حضرت شیخ الحدیث زکریا دارالعلوم میں تشریف لائے اور حضرت نے بیان کیا اور دارالعلوم بری کے لیے خصوصی دُعا فرمائی۔

دارالعلوم بری کے شیخ الحدیث ومہتمم مولانا یوسف متالا صاحب مدظلہ کے اخلاص اور تگ ودو کے نتیجہ میں کوئی محلہ ایسا نہ رہا جہاں کوئی مسجد، مدرسہ اور دارالعلوم نہ ہو، ختمِ نبوۃ اکیڈمی فارسٹ گیٹ لندن کے محلے میں تقریباً 52 مسجدیں آباد ہیں، حضرت کی سرپرستی میں اس وقت پورے برطانیہ میں کئی ادارے کام کررہے ہیں، حضرت ہی کے مشورے سے عقیدۂ ختمِ نبوت کا تحفظ اور مسلمانوں کو قادیانیت کے فتنے سے باخبر کرنے کے لیے حضرت مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب دامت برکاتہم کو برطانیہ میں دفتر ختمِ نبوت قائم کرنے کا حکم فرمایا گیا۔

امامِ اہلِ سنت مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے فوری حضرت مولانا عبد الرحمٰن باوا صاحب دامت برکاتہم کو کراچی سے لندن روانہ فرمایا، 1981ء میں تبلیغی جماعت کے ساتھیوں نے برطانیہ کے شہر دیز بری میں تبلیغی مرکز اور دارالعلوم قائم کیا، اب الحمد اللہ پورے برطانیہ بھر میں تمام دینی شعبہ جات میں چاہے دعوت و تبلیغ کا کام ہو یا نشر و اشاعت کا، علماء کرام بھرپور محنت کر رہے ہیں، اس میں ذرا بھی مبالغہ نہیں، جتنا دعوت کا کام برطانیہ میں ہو رہا، اتنا یورپ کے کسی ملک میں نہیں ہو رہا ہے، بلکہ سارے یورپ میں دینی کام کا مرکز برطانیہ ہی مانا جاتا ہے۔

برطانیہ کے غیر مسلم باشندے مسلمانوں کی عملی زندگی اور مذہبِ اسلام سے کافی متأثر ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں، گیارہ ستمبر کے بعد اور بھی زیادہ سے زیادہ اسلام کو جاننے کی کوشش کر رہے ہیں، کئی غیر مسلموں نے اسلام قبول کیا اور اسلامی کتابیں اور مختلف زبانوں میں ترجمۂ قرآن کریم اس قدر فروخت ہوا کہ بازار سے نسخے تک ختم ہو گئے، اسی طرح غیر مسلموں کی کثیر تعداد عالمی سطح پر اسلامی مراکز میں اسلامی معلومات حاصل کرنے بڑی کثرت سے آئے۔

برطانوی اخبارات کے مطابق تمام مذاہب میں سب سے زیادہ تیز پھیلنے والا مذہب اسلام ہے، مسلم پاپولیشن اسٹیٹکس کے ایک تازہ جائزے کے مطابق 1990ء سے لے کر اب تک مسلمانوں کی آبادی کا تناسب کچھ اس طرح ہے:

دنیا کی آبادی	عیسائی	مسلمان
1990ء	26.2فیصد	12.4فیصد
1980ء	30.0فیصد	12.4فیصد
2000ء	29.9فیصد	16.2فیصد
2005ء	25.0فیصد	30.0فیصد

اس نقشے کے مطابق مسلمانوں کی آبادی بڑھتی ہوئی نظر آتی ہے، اور مسلمان ماضی میں بھی اور اب بھی بھرپور دینی محنت کر رہے ہیں، حال ہی میں سوئٹزرلینڈ میں مسلمانوں کی ایک تنظیم وومین پریچنگ فورم اسلام آرگنائزیشن کے تحت 30 ہزار خواتین نے اسلام قبول کیا، جنوری 2005ء برطانیہ میں ایک مسلم سروے کے مطابق پچھلے سال 2004ء برطانیہ مختلف نیشنز میں سے صرف سفید فام برطانوی شہریوں میں سے 1400 ہزار عیسائیوں نے اسلام قبول کیا، اور پورے سال کے عرصے میں مختلف مذاہب کے 50000 ہزار افراد نے مغربی اَقدار سے تنگ آکر اسلام قبول کیا۔

اسلام قبول کرنے والوں میں کئی نامی گرامی اعلیٰ حکومتی عہدیداران، اداکار، بزنس مین شامل ہیں اور اسلام قبول کرنے کے بعد سختی سے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی دعوت دینے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔

برطانیہ میں اسلام

تحقیقی رپورٹ

برطانیہ میں ملک کا دوسرا بڑا مذہب اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اور قریب ہے کہ برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد میں تیزی سے بہت زیادہ اضافہ ہوتا ہوا نظر آئے گا۔

چرچ جانے والوں کی تعداد تیزی سے کم ہو رہی ہے، برطانیہ کی آدھی عوام اپنے آپ کو کرسچن ظاہر کرتی ہے، لیکن 95 فیصد چرچ اٹینڈ نہیں کرتے۔

مسلمانوں کی تعداد میں 75 فیصد اضافہ ہوا ہے اور وہ نوجوان ہیں، جبکہ برطانیہ میں آدھے مسلمان 25 سال سے کم عمر کے ہیں۔

اسلام سے متاثر ہونے کے لیے مختلف لوگوں کی مختلف وجوہات ہوتی ہیں، ایک وجہ خاندانی نظام ہے جو اسلام میں بہت مضبوط ہے، فیملیز نوجوانوں کی اسلام کی حدود میں بہترین تربیت کی کوشش کرتی ہیں، مسجد کے اجتماعات میں بھی ان کے مسائل کو زیرِ بحث لایا جاتا ہے۔

کمیونٹی کا ریڈیو چینل انسپائر ایف ایم رمضان اسپیشل ٹرانسمیشن میں شروع ہوا تھا، لیکن پسند کیے جانے کی وجہ سے مستقل ریڈیو اسٹیشن بن گیا ہے، جہاں لوکل ایشوز اور تعلیم کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر ڈِسکس کیا جاتا ہے۔

اسلام اپنے ماننے والوں سے اطاعت کا مطالبہ کرتا ہے، جو دوسروں کے لیے کشش کا باعث ہے، ان کو رہنمائی کا احساس ہوتا ہے، جبکہ چرچز نے قوانین کے معاملے میں یہ سوچ کر زیادہ نرمی کر دی تھی کہ لوگ زیادہ مائل ہوں گے، نتیجہ اُلٹا ہوا۔

مذہبی تھنک ٹینک فورم کے مطابق اگر یہی رجحان رہا تو 20 سال میں مسلمانوں کی تعداد دوگنی ہو جائے گی اور 2030ء تک برطانیہ میں مسلمانوں کی تعداد کویت کے مسلمانوں سے زیادہ ہو جائے گی، جبکہ صرف 10 سال کے عرصے میں عیسائیت غائب ہو

جائے گی اور اسلام غالب آجائے گا۔

اس رپورٹ کے مطابق مرزا قادیانی کے پیروکاروں کا دور دور تک ذکر نہیں ہے، اس رپورٹ میں قابلِ ذکر مسلمان وہ ہیں جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں، انہوں نے تو یہاں بیٹھ کر صرف اور صرف مسلمانوں کے خلاف منفی پروپیگنڈا اور دہشت گردی کا لیبل ہی لگانے کا کام بس اپنے ذمہ لے رکھا ہے، اور اس پر صبح شام ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جو اپنی گاڑی پر کسی اور کا نمبر پلیٹ لگا کر کار چلانے کی کوشش میں ہیں۔

کوشش ان کی یہی ہے کہ باہر کی دنیا میں خود کو اسلام کا لیڈر تسلیم کروالیں کسی طرح بھی، اور اسلام سے متعلق مغرب سے تمام معاملات یہ خود طے کرلیں، لیکن افسوس ان کے اسلام کی سند جعلی ہونے کی وجہ سے اب مغرب بھی اُن سے کترا رہا ہے۔ باقی تفصیلات بعد میں، لیکن اخیر میں مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو جو اپنی تعداد پر گھمنڈ کرتے ہیں، انہیں آج ایک فکری دعوت ہے کہ دنیا کے کسی بھی خطے یا کسی بھی ملک میں اپنی تعداد مسلمانوں کی تعداد سے زائد بتا دیں تو بہت مہربانی ہوگی۔

Country’s second largest religion Islam is going faster than ever on the way to becoming the dominant faith of UK.

Half of the Britz say theyre Christian but you wouldnt know it glancing at London church service.

Figures show that official religion Christianity is declining faster than ever.

95% of people dont attend the church on average Sunday.

Official statistics say Muslims have surged by 75% and they are young. While half of British Muslims are under the age of 25.

Motivation theory is different for different people. Islamic family values are very well bonded. Families really try to nurture young people in the fold of Islam.

Mosques try to deal with issues of young so they feel part of the establishment.

Religious think tank the Fourm estimates that if present trend continues Muslim population of the UK will swell to almost double within 20 years.

According to the figures it means by 2030 Britain will have more Muslims than Kuwait.

Community-based Muslim radio station Inspire FM started out as special transmission during Ramadan but it became so popular that it was established as a permanent radio station.

Brothers and sisters talk about local issues and education from the point of view of Islam. They avoid non-islamic ads and music.

According to academics it is the ‘obedience’ that Islam demands from its followers. Thus making it more appealing to worshippers from other religion and converts. People find sense of direction in it.

Churches became leniant in relation to laws making themselves mellow and soft thinking this way they will attract more people to the church in fact they lost people.

In 10 years Islam will eclipse Christianity and will become more dominant.

یاقوت ومرجان

اب تو کتاب ''دھوکے کالائسنس'' کی طبع کا وقت ہے، کام بالکل آخری مراحل میں چل رہا ہے، دورانِ مطالعہ ایک اہم کتاب کے کئی گوشے پڑھنے کا موقع ملا، جو کہ راقم کی کتاب کے عنوان سے کافی مناسبت رکھتا تھا، کتاب بھی تاریخ کی ایک عظیم برگزیدہ شخصیت کی ہے، جن سے برطانیہ اور یورپ میں سفری مصاحبت وملاقات رہی ہے، اوران کے تجربات سے استفادہ کا موقع بھی ملتا رہا ہے، راقم کے مطابق مفکرِ اسلام حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہر جملہ یاقوت ومرجان سے زیادہ قیمتی ہے، علم دین کا یورپ بھر میں غلغلہ بلند کیا، اور تاحیات عقائد کے باب میں درس وتدریس کا نظام قائم رکھا، اس کی مثال یورپ بھر میں ملنا مشکل ہے، حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ نے کنول کی آبیاری کرتے کرتے قلمدان کی سیاہی کے جو آثار چھوڑے ہیں، وہ قارئین کی خدمت میں کتاب ہذا میں بطورتتمہ کے پیش کرنے کی جسارت کررہا ہوں۔

مفکرِ اسلام حضرت ڈاکٹر علامہ خالد محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ختمِ نبوت کا یہ مطلب نہیں کہ نبوت ختم ہوگئی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ہمیشہ کے لیے باقی ہے، اور جاری اور ساری ہے، جو کبھی بھی ختم نہ ہوگی، ختمِ نبوت کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بعد نبوت کا ملنا ختم ہے، اور خاتم الانبیاء کے بعد اب کسی شخص کو نبوت نہیں ملے گی، پہلے سے کسی کو ملی ہو تو اس کی بقاء حیات کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت سے کوئی متصادم نہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ خاتمیت اپنے ان تمام روشن پہلوؤں کے باوجود متنازعہ فیہ کیوں بن گئی؟ اور اس امت سے ایک گروہ اس عقیدے سے کیوں نکل گیا؟

وہ کون سے عوامل تھے جنہوں نے ان خطوط پر ایک علیحدہ اُمت بناڈالی، مردم شماری کے کاغذات میں اپنی علیحدہ خانہ پوری کرائی، یہاں تک کہ مسلمانوں کے تمام فرقے ان کی اس امت سے قطعی علیحدگی پر یک زبان ہوئے۔

یہاں ایک سوال اور بھی اُبھرتا ہے کہ مرزا قادیانی کے دعوائے نبوت سے حالات پر کیا اثر پڑتا ہے؟ جو پہلے مدعیانِ نبوت سے پڑا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعوائے نبوت کیا تو اگرچہ انہوں نے کل تورات کو منسوخ نہیں کیا، مگر انہوں نے اپنے ماننے والوں کی ایک

علیحدہ جماعت بنائی، نہ ماننے والوں کو نہ کہا کہ تم دینِ تورات پر نہیں رہے، اس کے بجائے وہ حواریوں میں اپنی بات کرتے اور ان کے ذریعہ اپنی بات آگے پہنچاتے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، تو آپ نے اپنی کہی اور ایک نئی امت بنائی، پہلی امتوں سے ان کا ٹائٹل نہ کھینچا، اور نہ ان کو اپنے گھروں سے اُٹھوایا، نہ اہل یہود کو کہا کہ تم اب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت نہیں، نہ عیسائیوں کو کہا کہ اب تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت نہیں ہو، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جماعت بنائی ان کو مسلمان کہا، اور اپنی امت قرار دیا، مرزا قادیانی نے جب دعوائے نبوت کیا تو ابتداء میں وہ بھی اسی نہج پر چلا، اپنے ماننے والوں کو مسلمانوں سے علیحدہ کرلیا، ان کی سرکاری کاغذات میں علیحدہ مردم شماری کرائی، اور اپنی نام نہاد اُمت کا نام احمدی رکھا، اس نئی جماعت بنانے پر علمائے اسلام نے اس پر کوئی گرفت نہ کی، نہ علیحدہ مردم شماری کرانے پر ان کے خلاف کوئی قرارداد پاس کی۔ انبیاء علیہم السلام اپنی جماعت پہلی جماعتوں سے کس طرح علیحدہ کرتے ہیں؟ اس پر مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

''جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا، اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ خدا کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سنا دے جو اس پر خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک اُمت بنا دے جو اس کو نبی سمجھتی ہو اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہو۔'' (آئینہ کمالات اسلام، رخ، جلد:5، ص:344)

مرزا قادیانی نے اپنی امت کا نام جماعت احمدیہ رکھا، اور 1901ء میں حکومت سے درخواست کی کہ ان کی مردم شماری ایک الگ جماعت کی حیثیت سے کی جائے، مرزا قادیانی نے دیگر مدعیانِ نبوت کی طرح جس طرح پہلی صفوں سے الگ اپنی نئی صف بچھالی، اس میں مسلمانوں سے کوئی زیادہ اُلجھاؤ نہ تھا، ایک نئے دعوائے نبوت سے ایک نئی اُمت کا آغاز تھا۔

قادیانی مسلمانوں سے کب اُلجھے؟

مرزا قادیانی کی سوچ نے اچانک اُلٹی زقند لگائی اور اُمت مسلمہ پر اچانک حملہ کردیا کہ:

1:- تم مسلمان نہیں رہے، مسلمان صرف ہم ہیں۔

2:- امت مسلمہ کے نام کی اب دنیا میں کوئی جماعت نہیں رہی۔

3:- جو لوگ مجھے خدا کا بھیجا ہوا نہیں سمجھتے، وہ مسلمان نہیں۔

4:- میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے سے بدتر ہیں، یہ قادیانیوں کا مسلمانوں کے گھر پر حملہ ہے، مالک مکان کو اس کے گھر سے نکالا جا رہا ہے، امت مسلمہ سے اس کا ٹائٹل چھینا جا رہا ہے، اور بیک جنبش قلم کروڑوں مسلمانوں کو دائرہ اسلام سے باہر نکالا جا رہا ہے، سو اس حادثہ میں قادیانی مسلمانوں سے اُلجھے ہیں، مسلمان قادیانیوں سے نہیں اُلجھے،

قادیانی جماعت کے Status پر لے آؤ، سب حالات درست ہو جائیں گے اور اعلان کرو کہ دنیا کے مسلمان جو حضور ﷺ کے بعد کسی نئے مدعی نبوت کو پیغمبر نہیں مانتے ہیں وہ مسلمان ہیں، ہم حضرت محمد ﷺ کے بعد مرزا قادیانی کو مان کر کے مسلمانوں سے جدا جماعت احمدیہ کے افراد ہیں، اس صورت میں پوری دنیا میں چاروں امتوں کا وجود رہے گا:

1:- یہودی، 2:- عیسائی، 3:- مسلمان اور 4:- قادیانی۔ جس طرح عیسائی نہیں کہتے کہ ہم یہودی ہیں۔ وہ ان کا اپنا وجود تسلیم کرتے ہیں، مسلمان نہیں کہتے کہ ہم عیسائی ہیں، وہ یہودی اور عیسائی دونوں کا وجود تسلیم کرتے ہیں، اسی طرح قادیانیوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنے سے پہلے ان تینوں امتوں کا وجود تسلیم کریں کہ دنیا میں یہودی بھی ہیں، عیسائی بھی ہیں اور مسلمان بھی ہیں، یہ بات کس قدر غلط اور ظلم در ظلم ہے کہ وہ کہیں کہ دنیا میں یہود و نصاریٰ دو امتیں تو موجود ہیں، لیکن امت مسلمہ کوئی نہیں، وہ صرف ہم ہیں، جو مرزا قادیانی کو نبی مانتے ہیں، جو لوگ پہلے بطور مسلمان دنیا میں موجود تھے اب وہ مسلمان نہیں رہے، وہ جنگلوں کے سور ہو چکے ہیں اور جو بھی مرزا قادیانی کی کتابوں کی تصدیق نہیں کرتے وہ سب حرام زادے ہیں، حلال اولاد نہیں ہیں۔

مسلمان چودہ سو سال سے ایک دھارے میں بہتے چلے آرہے ہیں، جب تک کوئی فرد جماعت اس دھارے کو نہ چھوڑے، وہ کسی نئی نبوت کا معتقد نہیں ہو سکتا، قادیانیوں کی اپنی سلامتی بھی اسی میں ہے کہ وہ اپنی جدا راہیں لیں، اور اس کے پیرو اسے صرف اسی راہ سے جانیں، چودہ سو سال کی شاہراہ نئی نبوت کی گرانباری کی متحمل نہیں ہو سکتی، اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ ایران میں غیر ملکی حکومت کا براہِ راست دخل نہ تھا، اس لیے وہاں کی الحادی تحریک کچھ مخلص رہی۔

بہاء اللہ نے قرآن کریم اور حضور پیغمبرِ اسلام ﷺ کی نبوت و رسالت پر اظہارِ ایمان کے باوجود واضح طور پر اقرار کیا کہ بہاء اللہ کو نبی ماننے کے بعد اب وہ مسلمان نہیں رہے، نبوت بدلنے سے اب اُن کی قوم بدل گئی ہے، اور نئے نبی پر ایمان لانے کے بعد اب وہ اس پہلے نبی کی اُمت میں نہیں رہے، جس کے گرد وہ پہلے سے جمع تھے، گو وہ اس کی نبوت و رسالت پر اب بھی تاریخی اعتبار سے پختہ عقیدہ رکھتے ہیں، بہائی اپنے آپ کو نہ مسلمان کہتے ہیں، نہ اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

بہائیوں کے اس طرزِ عمل سے ان کی تحریک مسلمانوں کے لیے زیادہ فتنہ نہ بن سکی، علامہ اقبال مرحوم لکھتے ہیں:

> ''میرے نزدیک...... بہائیت قادیانیت سے زیادہ مخلص ہے، کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام سے باغی ہے، لیکن مؤخر الذکر (قادیانیت) اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے، لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لیے مہلک ہے، اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کے لیے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں، اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیُّل اور اس کا روحِ مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں، گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے۔''

پوری دنیا ہماری دشمن

کتبہ: خالد محمود، کراچی

''دھوکے کا لائسنس'' نامی جو کتاب اس وقت قارئین کرام کے ہاتھ میں ہے، یہ دراصل حضرت مولانا سہیل باوا صاحب حفظہ اللہ کے ان مضامین کا مجموعہ ہے، جو انہوں نے قادیانیت کا علمی محاسبہ کرتے ہوئے، موقع کی مناسبت سے مختلف اوقات میں لکھے، تا کہ اُمتِ مسلمہ کے مرد و خواتین قادیانیت کے غیر اسلامی عقائد اور عزائم سے باخبر رہیں، جس میں آپ حضرت مولانا عبد الرحمٰن یعقوب باوا صاحب دامت برکاتہم العالیہ، شاہد کمال صاحب، (سابق قادیانی) اور مرزا اکرم صاحب کے مضامین سے بھی استفادہ کریں گے، حضرت مولانا سہیل باوا صاحب حفظہ اللہ نے مجھ کمترین خلائق کو بھی فرمایا کہ ان کی کتاب ''دھوکے کا لائسنس'' میں، میرا مضمون ''پوری دنیا ہماری دشمن'' بھی آنا چاہیے، اور قریب قریب اپنی ہر کتاب یا رسالہ کے لیے ان کا یہی ارشاد ہوتا ہے کہ مجھ سیاہ کار کی ردِ قادیانیت پر کوئی نہ کوئی تحریر اُن میں شامل ہو جائے، لہٰذا اُن کی اس بات کو اپنے لیے حکم سمجھ کر مذکورہ عنوان کی تحریر پیش خدمت کی ہے، جو ظاہر ہے کہ ان کی کتاب ہذا میں ''مخمل میں لگے پیوند کے مصداق ہوگی''۔

میں اپنا مضمون شروع کروں، اس سے پہلے مرزا قادیانی کا ایک مشہور اخلاقی ٹوٹا پڑھ لیجیے، جس میں وہ کہتا ہے کہ:

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہو گئے اور اُن کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(روحانی خزائن، جلد:14، صفحہ نمبر:53)

اور اب چلتے ہیں، خطبات محمود، صفحہ 372 و373 کی طرف، جو کچھ یوں شروع ہوتا ہے، کہ:

''سلسلۂ احمدیہ ایک الٰہی سلسلہ ہے، اور الٰہی سلسلوں سے قومیں صلح کر کے نہیں رہا کرتیں، جس سلسلہ کے ماننے والے ابتداء میں ہی پھولوں پر سے گزرتے ہیں، وہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ کے پیارے ابتدائی حالت میں ہمیشہ کانٹوں پر ہی سے گزرتے ہیں، اور اگر تم بھی اللہ کے پیارے ہو تو اس وقت تک تمہاری بادشاہت نہ قائم ہو جائے، تمہارے راستہ سے یہ کانٹے ہرگز دور نہیں ہو سکتے اور تمہیں کبھی بھی امن وامان

حاصل نہیں ہوسکتا اور آج اگر سکھ سے ہو تو کل یقیناً پھر دکھ کی حالت ہو جائے گی، انگریزی حکومت پر ہمیں ایک حد تک حسن ظن ہے، لیکن اگر احمدیت سرعت کے ساتھ ترقی کرنے لگ جائے تو یہ حکومت بھی تم سے وہی سلوک کرنے لگے گی جو دوسری قومیں کر رہی ہیں، اس لیے جب تک ہم تمام دنیا کے لوگوں کے اندر احمدیت کو نہ پھیلائیں اور ان کے نفوس میں نیک تبدیلی نہ پیدا کریں، اس وقت تک ہمیں حقیقی امن نصیب نہیں ہوسکتا۔ ہمارے دعوے خواہ کچھ ہوں، لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ تحمل و بردباری کی تعلیم میں ہم حضرت مسیح علیہ السلام سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے، کیونکہ ہم تو ضرورت کے وقت بدلہ لینا بھی جائز سمجھتے ہیں، لیکن مسیح علیہ السلام کی تو یہی تعلیم ہے کہ اگر کوئی ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی اس کے آگے پھیر دو۔ اور یہ تعلیم خواہ کس قدر خلافِ زمانہ کیوں نہ ہو، لیکن کیا شبہ ہے کہ ایک مدت تک عیسائیوں کا عمل رہا ہے، مگر کیا اس پر بھی انہیں امن نصیب ہوا؟ کیا رومن حکومت نے عیسائیت کو آرام سے ترقی کرنے کا موقع دیا؟ نہیں! ہرگز نہیں، بلکہ ہزاروں، لاکھوں عیسائی جان سے مار دیئے گئے، ان کو اپنے گھر بار اور جائیدادیں وغیرہ چھوڑ کر غاروں میں زندگیاں بسر کرنی پڑیں، کیونکہ اس وقت یہ حالت تھی کہ جہاں کوئی مسیحی نظر آتا اسے قتل کر دیا جاتا، حتیٰ کہ خدا تعالیٰ نے ان کی نصرت کی اور روم کا بادشاہ عیسائی ہو گیا اور عیسائیوں کو ان مظالم سے نجات حاصل ہوئی۔ پس یہ خیال کہ ہم کسی سے لڑتے نہیں، ہمارا بھی کوئی دشمن نہیں ہوسکتا، غلط ہے، کیونکہ جب مسیح کی اس قدر نرم اور بردباری کی تعلیم کی موجودگی میں بھی عیسائیوں کو امن نصیب نہ ہوا تو ہمیں جن کا اعتقاد ہے کہ کسی وقت بدلہ لینا بھی ضروری ہوتا ہے، اس خیال سے مطمئن نہیں ہو جانا چاہیے کہ ہم کسی کا کچھ نہیں بگاڑتے، اس لیے ہمیں بھی کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ ہماری بھلائی کی صرف ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ تمام دنیا کو اپنا دشمن سمجھیں، تاکہ ان پر غالب آنے کی کوشش کریں، کیونکہ جب تک مخالفت نہ ہو ترقی بھی نہیں ہوسکتی۔'' (خطباتِ محمود، ج:12، ص:372-373، ہمارے امن کی ایک ہی صورت ہے کہ دنیا پر غالب آجائیں، سال:1930ء)

اوپر آپ قارئین مرزا بشیر الدین محمود اور مرزا قادیانی کی ہائی لائٹ عبارات پڑھ آئے ہیں، جن کا صاف مطلب یہ ہے کہ قادیانی کلٹ نا صرف مسلمانوں کے ساتھ رہنے کو تیار ہے، بلکہ انہیں اپنا دشمن سمجھتا ہے، اسی طرح یہ قادیانی عیسائیوں کے ساتھ رہنے کے باوجود انہیں بھی اپنا دشمن سمجھتے ہیں، اور مرزا قادیانی کا خود کو انگریز حکومت کے سامنے ''خود کاشتہ پودا'' کی حیثیت سے پیش کرنا بھی صرف سیاسی مقاصد کے لیے تھا، اور یہی وجہ تھی کہ جب مرزا قادیانی نے ملکہ برطانیہ کو خط لکھا تو اس ملکہ نے مرزا قادیانی کے خط کا جواب تک نہ دیا، ورنہ قادیانی کلٹ اور مرزا قادیانی کسی قوم قبیلے کے وفادار ہرگز نہ تھے۔

اگر یہود و نصاریٰ کے ساتھ کہیں وفاداری نظر آتی بھی ہے، تو وہ صرف اور صرف سیاست اور اپنی ذاتی مفادات کے حصول کے

لیے ہے، ورنہ یہ بات تو خود انگریز بھی جانتا تھا اور جانتا ہے کہ مرزا قادیانی اور قادیانی کلٹ ان کے کرائے کے ٹٹو ہیں اور قادیانی کلٹ بھی اپنی یہ حقیقت خوب جانتا ہے، اب یہ دیکھیں کہ مرزا قادیانی تو مسلمانوں کو بیابانوں کے خنزیر اور ان کی خواتین کو کتیوں سے بڑھ کر بتا رہا ہے، جبکہ مرزا بشیر الدین محمود مرزا قادیانی سے دو ہاتھ آگے جا کر تمام دنیا کو اپنے کلٹ کا دشمن قرار دے رہا ہے، یعنی مرزا قادیانی کی زبان میں دنیا کے تمام مردوں کو اور عورتوں کو گالی دے رہا ہے، یہ ہے اصل میں ان کے دعویٰ اور نعرہ کا وہ کھوکھلا پن، جس میں یہ کہتے ہیں کہ:Love for all hatred for none لہٰذا قادیانیت کا یہ مذکورہ بالا نعرہ محض دھوکا دہی پر مشتمل ہے، ورنہ ساری دنیا کو اپنا دشمن کہنے کا کیا مطلب ہے؟

مرزا قادیانی کی کتابیں اور مرزائیت کی مشکلات

کتبہ: خالد محمود، کراچی

مرزا قادیانی اپنی کتابوں کی اہمیت اور اُن کو پڑھنے کی ترغیب دیتے ہوئے کس طرح رطب اللسان ہے، چند ایک نمونے ملاحظہ ہوں: مرزا قادیانی کہتا ہے:

''جس شخص کو یہ کتاب پہنچے اور وہ خدا تعالیٰ کی قسم سے لا پرواہ کر اور خدا کی قسم کو بے عزتی سے دیکھ کر کتاب کو اول سے آخر تک نہ پڑھے یا کچھ حصہ پڑھ کر چھوڑ دے اور پھر بدگوئی سے باز نہ آوے، خدا ایسے لوگوں کو دنیا اور آخرت میں تباہ اور ذلیل کرے۔'' (روحانی خزائن، جلد22،ص،613)

اور اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کو پڑھنے کے لیے ہندوؤں کو اس قدر زور دیا کہ ان کو تین بار پر میشر کی قسم دی اور تاکید کی کہ وہ اس کی کتاب حقیقۃ الوحی پڑھیں۔ (روحانی خزائن، جلد22،ص،616)

اور مرزا قادیانی کی کتاب حقیقۃ الوحی کی مزید مداح سرائی کرتے ہوئے قادیانی/مرزائی سید عبدالحی روحانی خزائن کے تعارف ص،XI پر کہتا ہے کہ:

''اس کتاب کا مطالعہ بہت ضروری ہے، خاص طور پر ہماری نئی نسل کے لیے اور ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ہم کوشش کر کے اس کتاب کو اپنے غیر احمدی بھائیوں تک پہنچائیں۔'' پھر یہ کہ مرزا قادیانی کو یہ دعویٰ بھی تھا کہ معاذ اللہ خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح اس پر نازل ہوتی ہے۔ (روحانی خزائن، جلد:22،ص:153)

اور مرزا قادیانی قسم کھا کر کہتا ہے کہ:

''قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔'' (روحانی خزائن، جلد:22،ص:503)

اسی طرح قومی اسمبلی کی کارروائی کے دوران اٹارنی جنرل یحیٰی بختیار صاحب کے سوال کے جواب میں قادیانیوں کے خلیفہ مرزا ناصر احمد نے اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوئے کہا تھا کہ:

''ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صادق تھے اور اس واسطے ہم نے آپ کو مانا اور آپ نے جب یہ کہا کہ: ''یہ الہام مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا'' تو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوا۔

(National Assembly of Pakistan P:1086)

اوپر مذکور خود مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والوں کے بیانات کے تحت ہمارے کچھ سوالات بنتے ہیں، جن کا جواب قادیانی کلٹ کے ذمہ ہے۔

اول سوال یہ کہ

قادیانی جماعت کو دعویٰ ہے کہ قادیانیت دوسو سے زائد ممالک میں پھیل چکی ہے، اور ظاہر ہے کہ ان ممالک میں بسنے والے لوگ مختلف زبانیں بولتے ہیں، لہذا پوچھنا یہ کہ ہے کہ اگر واقعۃً مرزا قادیانی کی کتب اتنی ہی اہم ہیں کہ اس کو غیر احمدی بھی پڑھیں، تو اب تک روحانی خزائن سمیت مرزا قادیانی کی دیگر کتنی کتب مختلف زبانوں میں شائع ہو چکی ہیں؟

دوسرا سوال اور وہ یہ کہ

اگر واقعی مرزا قادیانی کی کتابیں اس قدر اہم ہیں کہ خود مرزا قادیانی کو ایسے قادیانیوں کے ایمان میں شبہ ہونے لگتا ہے، جو اس کی کتابوں کو تین بار نہ پڑھے، تو پھر کیا وجہ ہے کہ جب مرزا قادیانی کی کتابوں اور اس کے کردار کے حوالے سے کسی قادیانی مربی سے بات کی جائے تو کہتا ہے قرآن شریف سے بات کرو۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ

اگر واقعی ہی مرزا قادیانی کی کتابیں علمی ہیں اور دلائل سے پر ہیں، تو پھر کیا وجہ ہے کہ جب علمائے کرام مرزا قادیانی کی کتابوں سے قرآن وحدیث کے خلاف باتیں بتاتے ہیں، تو قادیانی مربی ان باتوں کی من مانی تاویلات کرتے نظر آتے ہیں، اور وہ بھی ایسی تاویلات جن کو خود مرزا قادیانی کی کتابوں سے کچھ تعلق نہیں ہوتا۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ

اگر واقعی ہی مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھنا قادیانیت کے یہاں اس قدر اہم اور ایمانی مسئلہ ہے، تو ہمارا سوال ہے کہ قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد نے اب تک کتنی بار مرزا قادیانی کی کتابوں کو پڑھا ہے؟ قطع نظر اس سے کہ مرزا مسرور احمد کو قرآن کریم کی تلاوت تک صحیح طور پر کرنی نہیں آتی۔

واٹس ایپ گروپوں میں اکثر قادیانی/مرزائی یہ کہتے ہوئے ملتے ہیں کہ وہ لوگ پہلے مسلمان تھے، اور پھر مرزا قادیانی کی کتابوں کو پڑھ کر (مرتد) قادیانی ہوگئے، اور جب ایسے قادیانی ہونے والے مرتدین سے مرزا قادیانی کی کتابوں کے حوالہ جات پوچھے اور مانگے جاتے ہیں، تو ایسے موقع پر ایسے قادیانیوں کی حالت دیکھنے والی ہوتی ہے، جس سے بخوبی اندازہ ہوجاتا ہے کہ اس شخص نے مرزا قادیانی کی کتابوں کو پڑھ کر نہیں، بلکہ یورپ میں نوکری، چھوکری (لجنہ) اور ویزہ حاصل کرنے کے چکر میں قادیانی کفر اختیار کیا ہے، ورنہ مرزا قادیانی تو کہتا ہے:

''جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا، اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔'' (سیرت المہدی، حصہ دوم، صفحہ:78)

جس کو اب سیرت المہدی کے جدید ایڈیشن میں ان الفاظ سے تحریف کر کے بدل دیا گیا ہے کہ:

''جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا، اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔''

(سیرت المہدی جدید ایڈیشن حصہ دوم، صفحہ نمبر 365)

پانچواں سوال یہ ہے کہ

مرزا قادیانی معاذ اللہ کہتا ہے کہ:

''قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔'' (سراج منیر، روحانی خزائن، جلد:12، صفحہ:78)

اگر مرزا قادیانی کے بقول معاذ اللہ قرآن شریف اس کے منہ کی باتیں ہیں، تو پھر کیا وجہ ہے کہ مرزا قادیانی کی کتابوں کے آنے والے نئے ایڈیشن ایڈٹ (تحریف) کر کے چھاپے اور ویب سائٹس پر چڑھائے جا رہے ہیں؟ مگر حقیقت حال مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا باتوں کے حوالے سے دو طرح سے مختلف ہے:

اول یوں کہ: جماعتِ قادیان سے تنخواہ پانے والے مربیان مرزا قادیانی کی کتابوں کو تین بار پڑھنے کے حکم نامے کے نیچے ہرگز نہیں ہیں، اور یہ بات ان قادیانی مربیوں سے بات چیت کے دوران اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے کہ جنھوں نے مرزا قادیانی کی کتابوں کو تین بار تو کیا، ایک بار بھی اچھی طرح سے نہیں پڑھا ہوا ہوتا، پھر اسی حصہ میں قادیانی مربیوں کا ایک گروہ وہ ہے کہ جس نے بامرِ مجبوری یا بادلِ ناخواستہ مرزا قادیانی کی کتابوں کی ورق گردانی تو کی ہے، مگر یہ گروہ ہرگز نہیں چاہتا کہ قادیانیت کی نسلِ نو اور عورتیں مرزا قادیانی کی تضاد بیانیوں اور فحش باتوں کو پڑھیں، جن پر سوال یا سوالات اُٹھ سکتے ہیں یا اب تک اٹھتے آئے ہیں، اسی وجہ سے قادیانی جماعت مرزا قادیانی کی کتابوں کے ایک بہت بڑے حصے سے اپنے مردوں اور عورتوں کو دور رکھتی ہے، یعنی مرزا قادیانی کے منہ کے بعد قادیانی جماعت کے لیے سب سے بڑا مسئلہ خود مرزا قادیانی کی کتابیں ہیں۔

قادیانیت کے کفر کی انتہا کو آپ اس طرح بھی دیکھ سکتے ہیں کہ جب قومی اسمبلی میں اٹارنی جنرل یحیٰی بختیار صاحب نے قادیانیوں کے خلیفہ مرزا ناصر سے سوال کیا کہ: تم لوگ قرآن کریم اور مرزا قادیانی کی باتوں کو کس درجے پر دیکھتے ہو؟ تو مرزا ناصر احمد کا جواب یہ تھا کہ:

''دونوں کو اس لحاظ سے ایک لیول پر رکھتے ہیں کہ دونوں اللہ کے کلام ہیں۔''

(National Assembly of pakistan P:1087)

جماعت قادیان کے مبلغین کے لیے مرزا قادیانی نے ملفوظات، جلد نمبر: 5، صفحہ نمبر: 328 پر اپنی کتابوں کو پڑھنے کی جو تاکید کی ہے، اس کو پڑھنے کے بعد یہ یقین درجۂ کامل کو پہنچ جاتا ہے کہ پہلے اور بعد کے قادیانی مربیوں نے مرزا قادیانی کی اس ''تاکید'' کو ذرا بھر ''نظرِ التفات'' سے دیکھنے کی زحمت گوارہ نہیں کی، سوائے اس کے کہ مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھنے کی ''تاکید'' کو قادیانی مربیوں نے ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے اُڑا دیا، جو ظاہر ہے کہ نظر بھی آتا ہے۔

اس سے آگے چلیں تو ایک حوالہ سیرت المہدی میں مولوی شیر علی قادیانی کا یہ بھی ملتا ہے کہ:

''ایک مرتبہ مرزا صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے ایک صندوقی کھول کر دکھائی تھی، جس میں ان کی ایک کتاب کا مسودہ رکھا ہوا تھا اور آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ بس میری جائیداد اور مال سب یہی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ براہین احمدیہ کے مسودہ کا ذکر ہے۔''

(سیرت المہدی، جدید ایڈیشن، ج:1، حصہ اول، ص:100-101، روایت نمبر:124، اولڈ ایڈیشن، ج:1، ص:113، روایت نمبر:124)

اور ادھر دوسری طرف قادیانیوں کا خلیفہ ثانی مرزا بشیر الدین محمود (جس کو بعض حضرات خلیفہ زانی بھی کہتے ہیں، کیونکہ موصوف کی ایک وجہ شہرت یہ بھی تھی۔) وہ جو اپنی کتاب خطبات محمود، جلد: 8 میں احادیثِ مبارکہ کے بارے میں کیا بکواس کرتا ہے؟ ملاحظہ ہو: اسی طرح اگر حدیثوں کو اپنے طور پر پڑھیں گے، تو وہ مداری کے پٹارے سے زیادہ وقعت نہ رکھیں گے۔ اور آگے پھر مرزا قادیانی کی بات کو نقل کرتے ہیں ہوئے کہتا ہے: حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ:

''حدیثوں کی کتابوں کی مثال تو مداری کے پٹارے کی ہے، جس طرح مداری جو چاہتا ہے، اس میں سے نکال لیتا ہے، اسی طرح ان سے جو چاہو نکال لو۔''

اور آگے چل کر مرزا قادیانی کے حوالے سے کہتا ہے کہ:

''پس حضرت مسیح موعود سے جدا ہو کر کوئی علم نہیں ہے اور انبیاء کی جماعتوں کا کام یہ نہیں ہوتا کہ نئے نئے مسئلے نکالیں، بلکہ یہ ہوتا ہے کہ جو تعلیم نبی دے گیا ہے، اسے پھیلائیں۔ حضرت مسیح موعود، امام ابوحنیفہ،

امام شافعی، امام حنبل، امام مالک نہیں ہیں کہ ان کی طرح لوگوں نے آپ کو امام بنایا، آپ کو خدا نے امام بنایا ہے اور آپ کے مقابلہ میں کوئی آواز بلند نہیں کی جا سکتی۔'' (خطباتِ محمود، جلد نمبر: 8، صفحہ نمبر: 457)

قارئین کرام! ایک تو آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ قرآن کریم اور احادیثِ مبارکہ ﷺ کی حیثیت قادیانیوں کے یہاں مرزا قادیانی کی لچر اور متضاد باتوں کے مقابلہ پر کیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ مرزا قادیانی کی باتوں کو اس قدر معتبر ماننے والے قادیانیوں کے موجودہ خلیفہ مرزا مسرور احمد بھی کبھی اپنے مربیوں کو یہ ہدایت کرتے ہوئے نہیں پایا گیا کہ مرزا قادیانی کی باتوں یا کتابوں کی تبلیغ کرو اور ایک بات مکرر عرض کرتا ہوں کہ معاذ اللہ قادیانیت کے یہاں قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے مقابلے پر مرزا قادیانی کی باتوں اور کتابوں کو جو معراج حاصل ہے، مرزا قادیانی کی انہی باتوں اور کتابوں پر آج بھی جب علمائے اہل اسلام کی جانب سے حقائق پر مبنی اعتراضات اور سوالات اُٹھتے ہیں تو قادیانی مربی فوراً کہتا ہے: قرآن کریم سے بات کرو اور یہ بات بھی قادیانیوں کی جانب سے محض اس لیے کہی جاتی ہے، تاکہ دنیا کو اسلام کے نام پر قادیانیت کا دھوکا دیا جا سکے۔

نوٹ:

یہ سارے حوالہ جات جو اوپر مذکور ہیں، عالمی مبلغِ ختمِ نبوت حضرت مولانا سہیل باوا صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے فراہم کردہ ہیں، جن کو بندہ احقر نے ان کی راہنمائی میں نقل کر کے اس مضمون کو تیار کیا ہے، جن کو پڑھ کر حق کے متلاشی قادیانی لوگ اپنے لیے صحیح راہِ عمل متعین کر سکتے ہیں۔

قراردادِ پاکستان اور ایک غلطی کا ازالہ

ڈاکٹر صفدر محمود صاحب

مرزا قادیانی کے پیروکار کوئی موقع اور کوئی دن ہو، دنیا کی توجہ اپنی طرف مرکوز کرنے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے، بات کو طوالت دینے کے بجائے اصل قصہ کی طرف آتے ہیں کہ منکرینِ ختمِ نبوت کا ہدف اسلام کا ہی تخرُّب نہیں، بلکہ اس کے ساتھ جڑی ہر وہ چیز جس کے ساتھ شعارِ اسلامی اور شناخت کا تعلق ہو، اس کو ہر صورت میں مسخ کرنا، اصل حلیہ کو بگاڑنا، شکوک وشبہات پیدا کرنا، تاکہ عالم اسلام کی جڑیں کمزور ہوں، ان سب کے باوجود یہ طبقہ دورِ حاضر میں بھی رہبری کا متقاضی ہے، ان کو روزِ اول سے تکلیف ہے کہ پاکستان کی بنیاد سے منکرینِ ختمِ نبوت کو خارجِ اسلام کیوں سمجھا گیا؟! اسی لیے ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے کے مصداق'' انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ قراردادِ پاکستان ہمارے گرو کے ایک خاص تابعدار فرزند نے لکھی ہے۔

قارئین! ہرگز نہیں، قراردادِ پاکستان ظفر اللہ خان کی تخلیق نہیں ہے، قادیانی دعویٰ بلا دلیل ہے، یہ دعویٰ مشہور سیاستدان، ولی خان مرحوم نے اپنی انگریزی کتاب:

''Facts are facts The untold story of Indias partition''

میں کر رکھا ہے، جو پہلی بار 1987ء میں طبع ہوئی تھی، دعویٰ ایک خط پر مبنی ہے جو وائسرائے ہند، لارڈ لنلتھگو نے لارڈ زیٹ لینڈ، انڈیا سیکرٹری (یعنی برطانوی حکومت میں ہندوستان کے اُمور دیکھنے والے وزیر) کے نام لکھا تھا، اس میں یہ ذکر بالکل غائب ہے کہ ولی خان نے خط کہاں سے نقل کیا؟ اور اب وہ کس جگہ پر موجود ہے؟ حوالے کے بغیر خط کا ذکر ایسے ہی ہے کہ کوئی ہوا میں ٹامک ٹوئیاں مارنے لگے، دنیائے انٹرنیٹ کی خاک چھانی تو افشا ہوا کہ جن تحریروں میں سر ظفر اللہ خان قادیانی کو قراردادِ پاکستان کا خالق بتایا گیا ہے، ان سب نے بطور حوالہ ولی خان صاحب کی کتاب سے بطور ماخذ نقل کیا ہے۔

قارئین کے لیے ایک اور حوالہ بطور شاہد کے پیش کرنا بہت ضروری سمجھتا ہوں، مجھے کہنے دیجئے کہ تحقیق میں کوئی حرفِ آخر نہیں ہوتا، اس لیے ضروری نہیں کہ میں جو کچھ لکھوں وہ حرفِ آخر ہی ہو، میں نے اس موضوع پر جو کچھ پڑھا اور جتنا ریکارڈ کھنگالا، اس سے سر

ظفر اللہ خان کا قرارداد کی ڈرافٹنگ کے حوالے سے کوئی سراغ نہیں ملتا، شیر بنگال مولوی فضل حق نے یہ قرارداد پیش کی تھی، ان کا بھی دعویٰ ہے کہ یہ قرارداد انہوں نے ڈرافٹ کی تھی، حالانکہ سچ یہ ہے کہ مولوی فضل حق اس اجلاس میں کلکتہ سے تاخیر سے پہنچے تھے، اور قرارداد اُن کی آمد سے قبل سارے مراحل طے کر کے حتمی صورت اختیار کر چکی تھی، چودھری خلیق الزماں نے بھی اپنی کتاب میں قرارداد کی ''تحریر'' کا کریڈٹ لیا ہے، لیکن تحقیق کے میدان میں اُتریں تو اُن کا دعویٰ بھی بے بنیاد ثابت ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ سر ظفر اللہ خان کا قراردادِ لاہور کی ڈرافٹنگ سے تعلق کا تاثر کہاں سے پیدا ہوتا ہے؟ 10 جنوری 1939ء کو وائسرائے ہند لارڈ لنلتھگو نے اعلان کیا کہ ہندوستان کو ڈومینین کا درجہ دے دیا جائے گا، مطلب یہ کہ خودمختاری یا آزادی دے دی جائے گی، اس اعلان کے جواب میں سر ظفر اللہ خان نے وائسرائے کے لیے ایک نوٹ تیار کیا، جس میں انہوں نے مسلم لیگ اور کانگریس کے مطالبے اور موقف کا تجزیہ کیا اور مسلمانوں کے حوالے سے تین سکیموں کا جائزہ لیا، پہلی سکیم چودھری رحمت علی کے تصورِ پاکستان کی تھی، دوسری مشرق اور مغرب میں دو مسلمان مملکتوں کے قیام کے حوالے سے تھی، جنہیں براہِ راست تاجِ برطانیہ کے تحت ہونا تھا، اس نوٹ میں انہوں نے علیحدگی کی تحریکوں کو مسترد کرتے ہوئے متحدہ ہندوستان کی حمایت کی، ان تمام مسودات اور سرکاری ریکارڈ کا مطالعہ کرنے کے بعد سید شریف الدین پیرزادہ اپنی انگریزی کتاب ''پاکستان کا ارتقا'' میں یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں، کہ سر ظفر اللہ خان کا قراردادِ پاکستان کی ڈرافٹنگ سے کوئی تعلق نہیں تھا، بلکہ انہوں نے بعد ازاں ایک پبلک بیان میں واضح کیا تھا کہ انہوں نے کبھی بھی تقسیمِ ہند کا کوئی فارمولا پیش نہیں کیا، اور ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ یہ ناممکن ہے کہ اس حوالے سے قائداعظم ان کی رائے کو کوئی اہمیت دیتے، قارئین کی معلومات کے لیے عرض ہے کہ شریف الدین پیرزادہ اس کتاب کی اشاعت کے بعد کئی سال تک زندہ رہے، ان کے اس بیان کی ان کی زندگی یعنی 2017ء تک کسی نے تردید نہیں کی۔

پس منظر کے طور پر یہ جاننا ضروری ہے کہ مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس 21 مارچ 1940ء کو لاہور میں ہوا، جس میں قراردادِ لاہور کی ڈرافٹنگ کے لیے ایک کمیٹی بنائی گئی، جو قائداعظم، سر سکندر حیات، ملک برکت علی اور نواب اسماعیل خان پر مشتمل تھی، پیر علی محمد راشدی کا دعویٰ ہے کہ ڈرافٹ ریزولیشن قائداعظم نے تیار کیا، اور مجھے دیا کہ میں اُسے سر سکندر حیات کو پہنچا دوں، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ ڈرافٹ مولانا غلام رسول، شیخ عالم اور میر مقبول کی موجودگی میں سر سکندر کو دیا، سر سکندر حیات نے پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی میں 11 مارچ 1941ء کو انکشاف کیا کہ اوریجنل ڈرافٹ انہوں نے تیار کیا تھا، جس کا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی نے حلیہ بدل کر رکھ دیا، اس بیان کی مسلم لیگ کی جانب سے کبھی تردید نہیں کی گئی، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بنیادی ڈرافٹ سر سکندر نے تیار کیا تھا، جس میں مسلم لیگ نے بنیادی تبدیلیاں کیں۔ 22 مارچ کو رات آٹھ بجے مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا اجلاس ہوا، جس میں قائداعظم نے اراکین کو بتایا کہ قرارداد ٹائپ ہو رہی ہے۔

(اقتباس مضمون ڈاکٹر صفدر محمود کالم برائے جنگ)

میرا پاکستان مرزائیوں کے احسان کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے کیا؟

تحریر: محمد اکرم مرزا

جماعت قادیان لندن کے جناب طارق آفتاب صاحب کا غیر مربوط مرتب شدہ ایک مضمون نظر سے گزرا ہے، جواب دینے کے لائق تو نہیں ہے، نقل در نقل کیا ہوا ایک پراپیگنڈہ ہی ہے، سوائے جھوٹ اور اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرنے کے لیے غیر مستند سطریں صاف نظر آرہی ہیں، راقم کو ان سطروں میں کوئی مدلل بات نظر نہیں آئی۔ جناب آفتاب صاحب! آپ نے اپنی ان سطروں میں بانی پاکستان محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ انہوں نے سر ظفر اللہ خان کو وزیر خارجہ مقرر کیا، اور آپ اس بات کو فخریہ طور پر بیان کرتے ہیں، مگر ایسا کرتے وقت آپ بانی پاکستان کے اس فرمان کو یکسر بھول جاتے ہیں، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ: میری جیب میں سارے ''کھوٹے سکے'' ہیں۔

بانی پاکستان حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ پاکستان کی فوج کشمیر میں پیش قدمی کرے اور سری نگر پر قابض بھارتی افواج کو نکالنے کے لیے بھرپور اور جاندار کارروائی کرے، لیکن مسلمانوں کی یہ بدقسمتی رہی ہے کہ انہیں اپنے کسی حکمران، کسی مقتدر حکومتی عہدیدار اور میر جعفر و میر صادق جیسے غداروں کی وجہ سے ایسی بدتر صورت حال کا سامنا کرنا پڑتا رہا ہے کہ وہ اس کے نتائج صدیوں تک بھگتتے رہے ہیں۔

یہی حال کشمیر میں ہوا، اس وقت کے پاکستانی فوج کے کمانڈر انچیف جنرل گریسی نے کشمیر میں پیش قدمی کے لیے قائد کے فرمان پر عمل کرنے سے معذرت کر لی، اور بھارت کو کشمیر میں اپنی پوزیشن مستحکم کرنے کا موقع مل گیا، بھارت نے ایک طرف کشمیر میں اپنے پاؤں جما لیے اور دوسری طرف وہ یکم جنوری 1948ء کو کشمیر کا تنازعہ اقوام متحدہ میں لے گیا۔

آپ سر ظفر اللہ خان کے کشمیر کو اقوامِ متحدہ سے مسئلہ منظور کروانے کے اقدام کو بھی اپنے لیے باعثِ افتخار سمجھتے ہیں، جبکہ سر ظفر اللہ خان کے اسی اقدام کی وجہ سے جنگ بند ہو گئی تھی، اس کے باوجود پاکباز جاں نثار قوم کے بیٹے جو ایک تہائی کشمیر آزاد کروا چکے تھے، جو کہ ابھی بھی آزاد کشمیر کہلاتا ہے، اور پاکستان کے زیر انتظام ہے، لیکن اپنی پیش قدمی روکنی پڑی، جس کی وجہ سے باقی ماندہ

کشمیر بھارت کے حصے میں چلا گیا، اور آئندہ کے لیے دونوں ممالک کے درمیان مستقل تنازعہ کا سبب بنا، اس کے علاوہ آپ نے سر ظفر اللہ خان کے 1948ء تا 1962ء تک عالمی عدالتِ انصاف کے صدر کے طور پر تقرری کے دوران مسئلہ فلسطین کو اجاگر کرنے کی خدمات کا ذکر کیا، مگر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے اس منصب پر اپنے فرائض کے انجام کے دوران مسئلہ فلسطین کے حل کرنے کے بجائے اور خراب کیا، کوئی ایسے اقدامات نہیں کیے جن سے مسئلہ فلسطین کا کوئی حل نکل پاتا، اس کے علاوہ آپ نے عرب افریقی ممالک کی آزادی کے بارے میں ان کے اقدامات کی تعریف کی، مگر ان ممالک کی آزادی کے ثبوت کہاں ہیں؟

آپ نے کشمیر اور چونڈہ کے محاذ پر مرزا قادیانی کے پیروکاروں کی خدمات کا ذکر کیا، مگر یہ صرف آپ کا پروپیگنڈا ہے، جنرل اختر ملک اور عبدالعلی ملک وہاں موجود تو تھے، مگر وہاں پر کوئی مرزائی مارا نہیں گیا۔ شہید ہونے والے تمام ہی مسلمان تھے، ہر محاذ پر شہید ہونے والوں کی ایک لسٹ ہوتی ہے، اسے چیک کر لیں، جغرافیائی سرحد کو دیکھا جائے تو شکر گڑھ اور نارووال الگ اضلاع نہیں تھے، سیالکوٹ کی ہی تحصیلیں تھیں اور قادیان شکر گڑھ کے ساتھ ہی ہے تو قادیانیوں نے صرف اپنے مذہبی مقام کا ہی دفاع کیا۔

جنرل ایوب کے دور میں سیکرٹری خزانہ ایم ایم احمد کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے لکھا، کہ انہوں نے پاکستان کو منگلا اور تربیلا سے نکلنے والا دنیا کا سب سے بڑا نہری نظام دیا، مگر حقیقت یہ ہے کہ نہری نظام پاکستان میں تقسیم سے پہلے سے ہی موجود تھا اور جہاں تک تربیلا اور منگلا ڈیم کی بات ہے تو مشرف دور میں منگلا ڈیم کے توسیعی منصوبے کے مکمل ہونے کے بعد اس کی بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت ایک ہزار میگا واٹ ہے، جو کہ پاکستان کی موجودہ ضرورت کا بیسواں حصہ ہے اور تربیلا ڈیم دریا کے بہاؤ کے ساتھ کام کرتا ہے، جب اس میں سے پانی گزرتا ہے تو اس کی زیادہ سے زیادہ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت پینسٹھ سو میگا واٹ ہے، جبکہ تربیلا اور منگلا ڈیم بنانے پر پاکستان کو تین دریاؤں، ستلج، بیاس اور راوی کے پانی سے محرومی کی صورت میں اس کی انتہائی بھاری قیمت ادا کرنی پڑی ہے، مرزا محی الدین جو کہ قیام پاکستان سے پہلے محکمہ انہار سندھ میں ایکسیئن تھے، اس خدشے کا اظہار پہلے ہی بانی پاکستان سے بمبئی میں ایک ملاقات کے دوران کر چکے تھے۔

1948ء میں بھارت کی طرف سے پاکستان کے مشرقی دریاؤں کا پانی بند کر دیا گیا، جس کے بعد انسانی ضرورت سے متعلق بنیادی معاملہ کو چھیڑنے پر دونوں ملکوں میں موجود کشیدگی بڑھ گئی، کئی برس تک معاملات یونہی چلتے رہے، جس کے بعد ستمبر 1960ء میں کراچی میں سندھ طاس معاہدہ طے پایا، جس کا ضامن عالمی بینک بنا۔

معاہدے کے تحت تین مغربی دریاؤں یعنی سندھ، جہلم اور چناب سے آنے والے 80 فیصد پانی پر پاکستان کا حق تسلیم کیا گیا، جب کہ پنجاب میں بہنے والے تین مشرقی دریاؤں بیاس، راوی اور ستلج کا کنٹرول بھارت کو دے دیا گیا۔

پاکستان کی جانب سے صدر ایوب خان اور بھارت کی جانب سے وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے معاہدہ پر دستخط کیے تھے،

ورلڈ بینک نے سندھ طاس کے معاہدے کے تحت پاکستان کو تین دریاؤں کے پانی سے محروم کرنے کے بعد 0 شرح سود پر تربیلا اور منگلا ڈیم بنانے کے لیے قرض دیا، ان تین دریاؤں کے پانی سے ہاتھ دھونے کے بعد پاکستان کو پانی کی قلت کا سامنا ہے اور آئندہ اس میں اور زیادہ قلت کا سامنا ہوگا، زیرزمیں پانی کی سطح جو کہ قیام پاکستان کے وقت تقریباً 20 سے 30 فٹ تک تھی، اب 100 سے 150 فٹ تک پہنچ گئی ہے، اب بھی جن علاقوں میں دریائے راوی پاکستان میں داخل ہوتا ہے، ان میں زیرِزمین پانی کی سطح دوسرے علاقوں کی نسبت بلند ہے۔

ایم ایم احمد کے بارے میں جنرل ایوب کے ان الفاظ کا ذکر کیا جن میں انہوں نے پاکستانی عوام کو ایم ایم احمد کے احسانات کے بوجھ تلے دبی ہوئی قوم قرار دیا، تو واقعی اس میں کوئی شبہ نہیں پاکستانی عوام ایم ایم احمد کے کیے ہوئے احسانات کی وجہ سے ہی آج ایک انتہائی ناقابل برداشت بوجھ تلے دبی ہوئی ہے کہ اس کا جینا ہی محال ہوگیا ہے، ڈاکٹر عبدالسلام کی حب الوطنی کا بھی ذکر آیا، مگر یہ کونسی حب الوطنی ہے کہ جب انہیں پاکستان آنے کو کہا گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں ایسے لعنتی ملک میں قدم نہیں رکھنا چاہتا، یہ حب الوطنی کی کونسی قسم ہے؟ اس کی بھی وضاحت کردیں۔

ملک میں ٹیکس دہندگان میں آپ نے مرزائی حضرات کے اداروں کو سب سے آگے قرار دیا، مگر یہ یاد رہے کہ پانامہ پیپرز میں موجودہ قادیانی خلیفہ بلاتمکنت فی الارض مرزا مسرور کی تین کمپنیوں کا نام بھی آیا ہے، غیر اسلامی افکار میں قادیانی کہیں دکھائی نہیں دیں گے، اس دعویٰ کے ضمن میں چناب نگر میں پولیس کی جانب سے پکڑی جانے والی شراب کی کھیپ، چوہدری احمد یوسف ایڈووکیٹ کا قتل، جس میں جماعت کو ہی نامزد کیا گیا ہے، اس کے علاوہ ڈاکٹر مہدی علی قمر کا بہشتی مقبرہ کے باہر قتل، یہ سب مرزائی جماعت کے ''اصل اسلامی'' افکار کا ہی تو نتیجہ ہیں۔ اس سلسلے میں مزید معلومات کے لیے سابق قادیانی شفیق مرزا کو پڑھیں، جنہوں نے مرزائی خلیفہ کی غیر اخلاقی حرکات کی وجہ سے قادیانیت سے کنارہ کشی اختیار کر لی تھی۔

موجودہ دہشت گردی کے خلاف ملک میں ہونے والی جنگ میں 70 ہزار ہلاکتوں کا مولویوں کو قصور وار ٹھہرانا قطعی درست نہیں، کیونکہ پاکستان میں پہلی پرائیویٹ عسکری جماعت بنانے کا سہرہ بھی جماعت مرزائیہ کے سر ہے۔ 1948ء میں فرقان بٹالین کے نام سے عسکری جتھا جنرل ڈگلس گریسی کے زیر سایہ قائم کر کے سامراج سرکار سے تمغہ اور سند وصول کی، اور مرزا غلام احمد قادیانی کے اجداد کی اپنی روایت کو قائم رکھا، جس کے تحت اس نے بھی بقول قادیانی کے 50 گھوڑے اور سوار سامراج سرکار کو دیئے، یاد رہے کہ یہ وہی جنرل گریسی تھا جس نے بانیِ پاکستان محمد علی جناح کا کشمیر میں لڑنے کا حکم ماننے سے انکار کر دیا تھا، اور اس طرح مسئلہ کشمیر آج تک ایک مسئلہ ہی بنا ہوا ہے۔

پتا نہیں جماعت مرزائیہ کس منہ سے مولویوں کو دہشت گردی کا طعنہ دیتی ہے، جس نے ملک میں سب سے پہلا نجی عسکری جتھا

قائم کیا اور قیام پاکستان سے پہلے بھی سامراجی غاصبین کو برصغیر کی عوام کو مارنے کے لیے پچاس گھوڑے اور سوار دیئے، ان کے اسی نقش قدم پر آج اگر کوئی جتھا چل رہا ہے تو اس کے ذمہ دار بھی یہی لوگ ہیں، جنرل گریسی اور فرقان بٹالین کے بارے میں آپ اپنی تاریخِ احمدیت ہی کو ایک دفعہ غور سے پڑھ لیں تو کافی ہوگا۔

قادیانی سالانہ بیعت کی اصل حقیقت

محمد اکرم مرزا

چند روز قبل کینیڈا میں ہونے والے جماعتِ قادیانیہ کے سالانہ جلسہ کے موقع پر بیس ہزار لوگوں کے قادیانیت میں داخل ہونے اور مرزا مسرور کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا دعویٰ کیا گیا ہے، مگر اس سلسلے میں جاری کی جانے والی ویڈیو دیکھ کر کچھ سوالات بھی سر اُٹھاتے ہیں، جس کا جواب بھی جماعت کو لازماً دینا چاہیے۔

1:- قوانین کی رو سے جماعت میں شامل ہونے والے ہر فرد کو شمولیت کا فارم بھرنا ہوتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ جماعت کے پاس یقیناً جماعت میں شامل ہونے والے لوگوں کے بارے میں مکمل معلومات ہوں گی، اگر ایسا ہے تو کیا جماعت ہمیں یہ بتا سکتی ہے کہ سالانہ جلسہ کے موقع پر حتمی طور پر کتنے لوگ جماعت میں شامل ہوئے، اور ان میں سے کتنے لوگ تھے جو اسلام کو چھوڑ کر جماعت میں شامل ہوئے؟

اسی طرح ہندومت، عیسائی، سکھ یا دیگر مذاہب چھوڑ کر جماعت میں شامل ہونے والے لوگوں کی تعداد الگ الگ کتنی ہے؟ مزید یہ کہ ان کا تعلق کن کن ممالک سے ہے؟

2:- جلسے کی ریلیز کی جانے والی ویڈیو میں لگنے والے نعروں کے متعلق کیا کوئی قادیانی یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ ساؤنڈ ایفیکٹس کا استعمال نہیں کیا گیا؟ کیونکہ ''کورس'' ایک ایسا ساؤنڈ ایفیکٹ ہے، جس کے ذریعے ایک انسان کی آواز کو ہزاروں انسانوں کی آواز میں بدلا جا سکتا ہے۔

3:- کیا آج تک جماعت نے ایسا کوئی ڈیٹا جاری کیا ہے، جس سے پتا چل سکے کہ پوری دنیا میں اس وقت قادیانیوں کی کل تعداد کتنی ہے؟ اور کس کس ملک میں یہ کتنی تعداد میں موجود ہیں؟ مزید پوری دنیا میں کیا کوئی ایسا ملک ہے، جس میں قادیانیوں کی تعداد اس ملک میں بسنے والے مسلمانوں سے زائد ہے؟

چندہ وصیت

از: شاہد کمال (سابق قادیانی)

چندہ وصیت، وہ وصیت ہے کہ موت کے بعد کل ملکیت اور جائیداد کے دسویں حصے سے ایک تہائی حصہ قادیانی کمیونٹی کو دیا جائے گا، اور موصی (وصیت کرنے والے کو) ہر ماہ تنخواہ کا زیادہ شرح والا چندہ ساری زندگی ادا کرنا ہے، وصیت بہشتی مقبرہ اور جنت کا ٹکٹ ہے کہ اس کے بغیر جنت میں داخلہ ممکن نہیں، اور یہ اسکیم ان کے مسیح فراڈ نے اپنی جھوٹی ''وحی'' کے تحت قائم کی تھی۔

ان کے مطابق یہ ایک رضا کارانہ چندہ ہے، لیکن حقیقت یہ ہے ان کے عہدیداروں کو وصیت کا عہد قبول کرنے کے لیے دھمکیاں دی جاتی ہیں، اور تجویز کردہ شرح سے کم دینے پر بھی سرزنش کی جاتی ہے، جیسا کہ مجلس عاملہ کے ممبران کو لکھے گئے اس نوٹس سے واضح ہے۔

اس خط میں موصی بن کر مرزا کی دعائیں پانے کا لالچ دیا گیا ہے، یعنی اگر مرزا کی دعائیں لینی ہیں تو وصیت چندہ دینا ضروری ہے۔

سوال یہ ہے کہ اگر ''وحی'' کے مطابق اس چندے کا حصول عمل میں آیا تو تمام خدام کو پہلے ہی اس کا حصہ ہونا چاہیے تھا، وجہ یہ تو نہیں کہ ان کو اس بات کا ادراک ہے کہ یہ چندہ ان کو لوٹنے کا ایک اور بہانہ ہے؟ کیا یہ خط اس بات کا واضح ثبوت نہیں کہ یہ کلٹ صرف اور صرف کمانے اور پیسہ لوٹنے کا دھندا ہے؟؟

پچھلی قوموں نے بھی انبیاء کو جھٹلایا

از: شاہد کمال

قادیانیوں کی طرف سے سب سے زیادہ کیا جانے والا argument ہے کہ:

''پچھلی قوموں نے انبیاء علیہم السلام کو جھٹلایا، ان کی غلطیوں سے سبق سیکھیں اور مرزا پر ایمان لے آئیں۔''

پچھلی قوموں کی بات کریں تو:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی تھے، لیکن بنی اسرائیل نے محض سیاسی وسماجی وجوہات اور لالچ اور ضد کی بنا پر ان کو نہیں مانا تھا کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، حالانکہ وہ بغیر کسی شک کے یقینی طور پر جانتے تھے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مشرکین مکہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی ماننے سے انکار کیا، تو محض بغض وعناد اور تکبر کی بنا پر زبان سے کہنے سے اعراض کیا، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ وہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔

جنگ بدر میں ابوجہل سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں یا جھوٹے؟ اس نے قسم کھا کر کہا کہ: ''سچے ہیں، انہوں نے اپنی زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا!۔''

اب مرزا کی طرف آتے ہیں، ہم مرزا کو بغیر کسی شک کے جھوٹا نبی اور اللہ کا کھلا دشمن مانتے ہیں، اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی بنا پر بغیر کسی دلیل کے بھی اس کو جھوٹا مانتے ہیں، گو کہ اس کی بے شمار دلیلیں اور گواہیاں موجود ہیں۔

اگر پچھلی قوموں نے انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلایا تو کیا ہم آنکھیں بند کر کے تمام نبوت کے دعوے داروں اور مہدی مسیح کو مان لیں؟ اللہ نے ہمیں عقل دی ہے۔

مہدی کی یہ نشانیاں احادیث مستند سے پتہ چلتی ہیں:

1:- مہدی کا نام محمد بن عبداللہ ہوگا۔

2:- قبیلہ قحطان سے ہوں گے۔

3:- مدینے سے مکہ آئیں گے اور کعبہ میں پناہ لیں گے۔

4:- رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان بیعت کریں گے۔

5:- وہ خود مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کریں گے، بلکہ دوسرے ان کو پہچانیں گے۔

ان نشانیوں میں سے ایک نشانی بھی مرزا پر پوری نہیں اُترتی اور یہ دلیل کہ وہ مہدی ہونے کا دعوی نہیں کریں گے، دلیل ہے کہ جو مہدی ہونے کا دعویٰ کرے (یعنی مرزا) وہ مہدی ہرگز نہیں۔

ایک سابق قادیانی کا قادیانیوں کے نام پیغام

از: شاہد کمال (سابق قادیانی)

میرے بھائیو! میں بھی آپ کی طرح کبھی جماعت میں شامل تھا، میرا بھی اس سے محبت وعقیدت کا تعلق تھا، اللہ کی طرف سے ہدایت ملی، حقیقت جاننے، اس کے لیے وقت ومحنت صرف کرنے کی توفیق نصیب ہوئی اور میں نے قادیانیت کو چھوڑنے کا ارادہ کیا، اگر قادیانیت کی بنیاد اور ان کی حقیقت کا علم ہوجائے تو مجھے یقین ہے کہ آپ بھی قادیانیت چھوڑ کر اسلام کی آغوش میں آنا ہی پسند کریں گے۔

اپنا مذہب تبدیل کرنے میں طرح طرح کی مشکلات ورکاوٹوں، جماعت کی طرف سے بائیکاٹ اور ذلت اور سب سے بڑھ کر آگے کی فکرات کا سامنا کرنا ہوتا ہے، لیکن دین اتنا اہم اور ضروری مسئلہ ہے کہ اس میں غلطی نہیں کرسکتے، زندگی مختصر ہے، صرف ایک بار ملی ہے، دین کو ہم دوسروں کے رحم وکرم پر نہیں چھوڑ سکتے، خود ریسرچ کریں، اللہ سے ہدایت مانگیں اور خود فیصلہ کریں، اگر اپنے ہی مذہب پر اتنا زعم ہے تو علماء کرام سے مباحثہ ومناظرہ کیجیے، آپ صحیح ہیں تو ڈرنا کیسا؟ اور اگر غلطی پر ہوں تو صحیح بات کا علم ہوجائے گا، غیر جانبدار ہو کر سچ کو قبول کرنے کے متلاشی ہوں گے تو حق دیکھتے ہی پہچان لیں گے!

علماء کرام سے پوچھیے، جانیے، علم حاصل کیجیے، اپنے بانی مرزا غلام کی کتابیں ہی پڑھیے، آپ پر حقیقت کھلے گی، سچ اور جھوٹ واضح ہوگا، جس کو مانتے ہیں کیا اس کی کتابیں پڑھنا نہیں چاہئیں؟!

غیر جانبدار ہو کر کھلے دل سے جانیے کہ کیوں سارے مسلمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی نبوت کے دعویٰ کو گستاخی سمجھتے ہیں؟!

یہ زندگی مختصر ہے اور آنے والی زندگی ہمیشہ کی ہے، اللہ پر بھروسہ کریں، جماعت پر نہیں، اللہ اور اپنے درمیان کسی ثالث کو قبول نہ کیجیے، وہ اسلام قبول کیجیے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں مکمل ہوگیا تھا۔

اللہ آپ کا حامی وناصر ہو، اللہ ہمت وحوصلہ عطا فرمائیں اور ہدایت سے ہمکنار فرمائیں، آمین!

اعلانِ قبولِ اسلام

از: شاہد کمال (سابق قادیانی)

میں شاہد کمال احمد لندن میں رہائش پذیر ایک کٹر قادیانی خاندان کا چشم و چراغ تھا، 38 سال کی عمر میں سن 2004ء میں ختمِ نبوت اکیڈمی لندن عالمی مبلغ ختم نبوت مولانا سہیل باوا صاحب کے ہاتھ پر قبولِ اسلام اور جماعتِ قادیانیہ لندن سے تائب ہونے کا اعلان کیا، میرے ذمے یونیورسٹی اور کالج کے طلباء میں قادیانیت کی تبلیغ کا کام تھا۔

قبولِ اسلام کے وقت جو اعلان وخطاب کیا، وہ تحریر کی شکل میں موجود ہے۔

''میں شاہد کمال احمد ولد مبارک احمد، ایک قادیانی گھرانے میں پیدا ہوا اور ان ہی عقائد میں پرورش پائی، جماعت کی سرگرمیوں میں پیش پیش رہتا تھا، ان سرگرمیوں کے دوران میرے ذہن میں کئی سوالات اور شکوک وشبہات نے جنم لیا، جس کے نتیجے میں علم حاصل کرنے کی خواہش بیدار ہوئی۔

ایک سال مطالعہ کیا، لیکن آخری تین ماہ میں رمضان کے بعد سے یہ طلب شدت اختیار کر گئی، میں دن میں 200 سے 300 صفحات اور کبھی اس سے بھی زیادہ پڑھتا۔

اس تمام تحقیق کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ کے بہت سے عقائد و اصول، اسلام کی تعلیمات کے مطابق نہیں ہیں، اور کئی حوالوں سے یہ اسلام کے بالکل مخالف ہیں۔

جب مجھے یقین ہو گیا کہ جماعت احمدیہ گمراہی کا شکار ہے تو میں نے ان سے علیحدگی اختیار کرنے اور ان سے تعلق ختم کرنے کا ارادہ کر لیا، میں خوش ہوں اور فخریہ اعلان کرتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ کا آخری نبی مانتا ہوں، اور یہ کہ جو نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کرتا ہے، وہ ہدایت پر نہیں ہے، میرے تمام قادیانی رشتے دار اور دوست میرے اس فیصلے سے تشویشناک ہوں گے، لیکن اگر وہ خود حق جاننے کی کوشش کریں گے تو میرے فیصلے کی قدر کریں گے، جب مجھے اطمینان ہو گیا کہ

جماعت احمدیہ کے اصول وعقائد غلط ہیں، اور یہ گمراہ ہیں تو میں نے ان سے علیحدگی اختیار کرلی اور بیعت ختم کردی، اور اب اپنی آگے آنے والی زندگی میں ہر طرح کے حالات سے نبٹنے کے لیے تیار ہوں، اور ان شاء اللہ! میرا فیصلہ کبھی نہیں بدلے گا۔

میں دل کی گہرائیوں سے اپنے بچوں، خاندان، دوستوں اور تمام قادیانیوں کے لیے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کو ہدایت کی راہ دکھائیں، اور وہ قادیانیت جو کہ ایک خودساختہ نبی کے نام پر پیسے جمع کرنے والا انسان کا بنایا ہوا مذہب ہے، کو چھوڑ دیں۔

اور یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ وہ قرآن وسنت کے بتائے ہوئے دین کو اختیار کریں۔

آخر میں، میں ان تمام مسلمان بہن بھائیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے مجھے میری تحقیق کے لیے مدد اور مواد فراہم کیا، اور ایک سچا مسلمان بننے میں راہ ہموار کی، ہدایت صرف اللہ کی طرف سے ہے، لیکن وہ اچھے لوگوں کو صراطِ مستقیم دکھانے کے لیے استعمال کرتا ہے۔

والسلام

شاہد کمال

احمدیت کو چھوڑنے کے بعد...

تحریر: شاہد کمال (سابق قادیانی)

بحکم عالمی مبلغ ختمِ نبوت مولانا سہیل باوا (جاری کردہ: ختمِ نبوت اکیڈمی لندن)

نوٹ: یہ ایک ای میل ہے جو ہمیں موصول ہوئی۔ اصل نام حذف کر دیئے ہیں۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آج آپ کو یہ لکھتے ہوئے آپ کی شاندار ویب سائٹ کے مستقبل کے لیے دل سے دعا گو ہوں، یہ ان لوگوں کے لیے مشعلِ راہ ہے جو مرزا غلام قادیانی اور اس کے عقائد کے بارے میں اُلجھن کا شکار ہیں، الحمدللہ میں نے اور میری اہلیہ نے مرزا غلام کے جھوٹے عقائد کی غلاظت اپنی زندگی سے نکال دی ہے، اور اس کے لیے ہم سب سے زیادہ اللہ عزوجل کے شکر گزار ہیں جو بہت رحیم و کریم ہے۔

میں تین سال سے زیادہ عرصے سے احمدیت کی گمراہی میں تھا، جس کی وجہ ان کی طرف سے عقائد کے بارے میں غلط بیانی ہے، مجھے کبھی بھی واضح طور پر نہیں بتایا گیا کہ مرزا نے اللہ کا نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے، نہ ہی یہ کہ اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دوسرا ظہور ہے، اور وہ نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنے آپ کو افضل جانتا ہے، (نعوذ باللہ)۔

میں خوش قسمت ہوں کہ مجھے مرزا غلام کے کفر کو چھوڑنے کے بعد اپنی عزیز اہلیہ سے جدائی زیادہ عرصے کے لیے برداشت نہیں کرنا پڑی، انہوں نے خود مرزا کی تحریریں پڑھنے کی جرأت کی اور ان پر یہ حقیقت کھلی کہ ان کو ساری زندگی لاعلمی اور گمراہی میں رکھا گیا تھا، یہ سچ ہے کہ بہت سے احمدی مرزا کے اصل عقائدِ قبیحہ سے بے خبر ہوتے ہیں، جھوٹ کی دنیا میں رکھے جاتے ہیں اور کیونکہ وہ دوسرے مسلمانوں سے گھلتے ملتے نہیں، ان کو کبھی موقع نہیں ملتا کہ وہ مرزا کو اس کی تحریرات سے جانچیں، اس کو چاہے کسی پیمانے سے پرکھیں وہ دنیا میں ظہور پذیر ہونے والے سارے انسانوں میں سے غلیظ ترین انسان ہے۔

میری اہلیہ کا خاندان ابھی بھی احمدی ہے اور ہم دونوں کا شدید مخالف ہے، میں اپنی اہلیہ کا نام ان کی خواہش پر نہیں بتانا چاہتا کہ شاید اس ''کرب'' کا کچھ ازالہ ہو سکے، جو بقول ان کے خاندان کے وہ احمدیہ کو بدنام کر کے ان کو پہنچا رہی ہیں، مگر میں خاموش نہیں رہوں گا، کیونکہ میں کھلے عام مرزا کے عقائد اور اس کی رذیل تحریرات کے بارے میں لوگوں کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں، مرزا کے عقائد ایک سرطان کی طرح ہیں، اور ان کو ان نیک نیت لوگوں میں پھیلنے سے بچانا چاہیے جو اس خطرہ سے لاعلم ہیں، چاہے مسلم ہوں یا غیر مسلم۔

ہم نے ایک ویب سائٹ بنائی ہے، جو ہم اُمید کرتے ہیں ان لوگوں کو مدد فراہم کرے گی جو احمدیت چھوڑ چکے ہیں، یا چھوڑنے کا ارادہ رکھتے ہیں، ہم جانتے ہیں کہ ایک کمیونٹی، خاص طور سے احمدی کمیونٹی سے جڑے ہوتے ہوئے ان کے لیے سب کچھ چھوڑنا کتنا مشکل ہوتا ہے، ہم ان کو ای میل، فون اور ذاتی طور پر سہارا فراہم کریں گے۔ ویب سائٹ ایڈریس یہ ہے:

http//:www.islamafterahmadiyya.com

آپ سے گزارش ہے کہ ہماری اس ویب سائٹ کو اپنی ویب سائٹ سے لنک کر لیں، تا کہ زیادہ سے زیادہ احمدی بھائی اور بہنیں مرزا غلام کے کفر سے آزاد ہو سکیں، ہم ان معصوم قادیانیوں کو نقصان سے بچانا چاہتے ہیں، جو اپنی پیدائش سے ہی لاعلمی اور جہل میں رکھے گئے ہیں، ان شاء اللہ! ان میں شعور بیدار ہو سکتا ہے اور وہ سمجھ سکتے ہیں کہ مرزا اتنا گھٹیا تھا، کہ اس کے برابر میں کوئی عبادت کرنا پسند نہیں کر سکتا تو اس کے پیچھے کیا عبادت کرے گا اگر وہ زندہ ہو۔

میں شکر گزار ہوں آپ کی قابلِ تعریف محنت کا جو آپ نے اپنی ویب سائٹ پر کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی تمام کاوشوں کو شرفِ قبولیت عطا فرمائیں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

محترم بھائی!

آپ کی خواہش کے مطابق ویب سائٹ کو ''کونیکٹ'' کر دیا گیا ہے۔

قادیانیت: پروپیگنڈا، دھوکہ اور سینسر شپ

از: شاہد کمال (سابق قادیانی)

قادیانی لیڈرشپ اپنے ممبرز کو آزادیِ اظہار کے حق کے استعمال سے روکتی ہے، قادیانیوں کی لکھی جانے والی تمام تحریرات ان کے اعلیٰ عہدیداروں سے باقاعدہ اپروول اور سینسر شپ کے بعد ہی میڈیا پر دی جاتی ہیں، لوگوں کی سوچ پر کنٹرول کرنا صرف اور صرف کلٹس کا ہی خاصہ ہوتا ہے۔

مجلس سلطان القلم پروٹوکول

مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ممبرز کو ان گائیڈ لائنز پر پورا اُترنا ضروری ہے، کوئی بھی تحریر جس میں قادیانی کمیونٹی کے کسی بھی آفیشل ٹائٹل یا آفیشل پوزیشن یا مسیح موعود یا خلافت احمدیہ کی پوزیشن کے بارے میں اگر کوئی ذکر ہو تو مجلس سلطان القلم اس کی تصحیح و تبدیلی کی مجاز ہوگی، اگر ایسی بات لکھی گئی جو قادیانی کمیونٹی کے حق میں نقصان دہ ہو تو وہ حذف کر دی جائے گی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک گروپ جو آزادی اور عزت کا دعویدار ہو کس طرح اپنے ہی ممبران کی آزادیِ اظہار کے حق کو سلب کر سکتا ہے؟

اسلاموفوبیا سے پیسے کمانے کی جدوجہد میں میڈیا جو کہ قادیانی ایجنڈے کو پروموٹ کرنے میں معاون رہا ہے، اس کو جاننا چاہیے کہ اس کا واسطہ ایک ایسے کلٹ سے ہے جس کا بزنس اپنے ممبر شپ سے پیسے کمانا ہے، جبکہ وہ اپنے آپ کو ترقی یافتہ آرگنائزیشن ظاہر کرتی ہے۔

میڈیا کو ایسی آرگنائزیشن کو سپورٹ نہیں کرنا چاہیے جو بیرونی ممالک میں قوانین کی تبدیلی کے لیے تو لابنگ کرتی ہے، جبکہ اپنی ہی ممبر خواتین کو اپنے لیڈرشپ الیکشنز میں حصہ لینے سے روکتی ہے، غرباء سے بھی ضرورت سے زیادہ پیسے بٹورتی ہے، آزادی اور دوسرے اقتدار کے سپورٹ کا ڈھنڈورا پیٹ کر اپنے ممبران کی معاشرتی، معاشی اور روحانی آزادی کو تلف کرتی ہے۔

مغربی یورپ کی سب سے بڑی عبادت گاہ

تحریر: شاہد کمال (سابق قادیانی)

بحکم عالمی مبلغ ختم نبوت مولانا سہیل باوا صاحب (جاری کردہ ختمِ نبوت اکیڈمی لندن)

احمدی دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی عبادت گاہ مغربی یورپ کی سب سے بڑی عبادت گاہ ہے، یہ دعویٰ اس وقت کیا گیا جب میں بھی قادیانی تھا اور میں نے بھی کوئی سوال زبان پر لائے بغیر اس بات کو اخبارات اور سیاستدانوں وغیرہ تک اشاعت کرتا رہا، جیسا کہ ہمیں مجبور کیا جاتا ہے اور اس کامیابی پر فخر کرایا جاتا ہے۔

مسجد کیا ہوتی ہے؟

کیا ایک بھائی ایک عمارت کی تعمیر کر کے اس کو مسجد کا نام دے سکتا ہے؟ لفظ مسجد پر غور کریں تو ''مسجد'' عربی لفظ سَجدَ سے ماخوذ ہے، یہ وہ جگہ ہے جہاں کوئی سجدہ کرتا ہے، اس لحاظ سے تو قادیانیوں کی عبادت گاہوں کو بھی مسجد کہہ سکتے ہیں، لیکن مذہبی لحاظ سے یہ دعویٰ کرنا لاہوری گروپ اور خصوصاً قادیانیوں کے لیے ایک جرم ہے، کیونکہ امت اور علماء کرام اجتماعی طور پر بغیر کسی اختلاف کے ان کو کافر مانتے ہیں، لہٰذا ''مسجد'' وہ جگہ ہے، جہاں مسلمان اپنے اللہ کے حضور سر بسجود ہونے کے لیے جمع ہوتے ہیں۔

مذہبی معاملے کو ایک طرف کر کے ان کے دعوے کی جرح کرتے ہیں، یہ بات سب کے علم میں ہے کہ قادیانیوں کو ایسے بھونڈے دعوے کرنے کی عادت ہے، جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ان کے ماننے والوں کو ان دعووں کا یقین اور زبان زدِ خاص و عام کرنا ہی ہوتا ہے، دو سو ملین لوگوں کی رکنیت کا نامعقول دعویٰ اسلاموفوبک میڈیا پر طوطے کی طرح رٹا جاتا ہے، ''مغربی یورپ کی سب سے بڑی مسجد'' کا شرف ہونے کا شرمناک دعویٰ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جو The Guardian لندن کے اخبار میں شائع ہوا اور ظاہر ہے حقائق کی چھان بین بھی نہیں کی گئی تھی۔

اب اس ''سب سے بڑی مسجد'' کا موازنہ اسلام کی مساجد سے کرتے ہیں، پورے یورپ کو چھوڑیں، صرف برطانیہ کی مساجد ہی کو لے لیں، www.muslumsinbritain.org کی حقائق پر مبنی مستند و معروف رپورٹ کے مطابق:

''بیت الفتوح'' کو احمدیہ قادیانی کمیونٹی 10,500 لوگوں کی گنجائش کا دعویٰ کر کے مغربی یورپ کی سب سے بڑی عبادت گاہ مشہور کرتی ہے، جس کے پیچھے ان کے اپنے مقاصد ہیں، وہ اعتراف کرتے ہیں کہ خاص عبادت کی جگہ کی گنجائش 4000 ہے، لیکن حقیقت میں 3000 کی گنجائش ہے، جبکہ اس کے مقابلے میں ہماری بڑی مساجد کے وہ علاقے جہاں عام طور سے جمعہ، عیدین اور تراویح ادا کی جاتی ہیں، مثال کے طور پر ریجنٹ پارک مسجد کا صحن، بیسمنٹ اور پلازہ تمام جمعے کے وقت 5400 کی گنجائش سے دوگنا بھرے ہوتے ہیں۔

ماضی میں قادیانی ہونے کے حیثیت سے مجھے بھی بیت الفتوح جانے کا اتفاق ہوا تھا، وہ بڑی عبادت گاہ ہے، مگر برمنگھم سینٹرل مسجد سے بڑی نہیں، اور نہ ہی اتنی بڑی ہے جتنا اسلامک کلچرل سینٹر، جس کی کئی منزلیں ہیں اور ایک صحن ہے جو عام طور سے استعمال ہوتا ہے، اور نہ ہی اتنی بڑی ہے جتنی ایسٹ لندن مسجد ہے، جہاں مجھے اکثر جانے کی سعادت ملتی رہتی ہے، اور جس میں مسلسل توسیع کا کام جاری رہتا ہے۔

اب بیت الفتوح قادیانی عبادت گاہ کی سائٹ کے دعووں کا جائزہ لیتے ہیں:

قادیانی عبادت گاہ کا مکمل رقبہ	4000
متصل اضافی رقبہ	2000
باقی رقبہ	4500

ظاہر ہے اس کو لکھنے میں بہت مبالغے سے کام لیا گیا ہے، کیونکہ اتنی گنجائش تو کبھی استعمال ہی نہ ہوئی ہوگی۔

اب دوسری مساجد کو دیکھتے ہیں

http//:thecult.info/blog/wp-content/uploads/2012/07/Britains-Largest-Mosques.png(Source:
http//:www.muslimsinbritain.org/resources/masjid_report.pdf

اس میں قادیانیوں کی عبادت گاہ کا ذکر آخر میں ہے۔

اب اگر آپ کو کوئی یہ کہے کہ: ''قادیانی عبادت گاہ مغربی یورپ کی سب سے بڑی عبادت گاہ ہے'' تو ان کو صرف یہ نہ بتائیں کہ ''یہ مسجد نہیں''، بلکہ ان کو حقائق سے بھی آگاہ کریں اور اگر وہ واقعی شوق رکھتے ہوں، اور آپ لندن میں ہوں تو ان کو اصل مساجد کا دورہ کرائیں اور ان کو دکھائیں کہ اسلام کو دھوکہ کی ضرورت نہیں، اس پر اگر وہ اپنی اصلیت پر اتر آئیں اور اس رپورٹ کے پس پشت

لوگوں کا اخلاقی قتلِ عام کرنے لگیں تو حیران ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں، یہ ان کی عادت ہے۔

اللہ سے دعا ہے کہ مرزا غلام کے ماننے والوں کو اسلام کی طرف ہدایت نصیب ہو! جس کا شرف مجھے آٹھ رمضان المبارک کو نصیب ہوا، الحمد للہ رب العالمین.

”مرزا کے وقت کے ضائع شدہ مستند تراجم“

از: شاہد کمال (سابق قادیانی)

پرانی کتابوں کی دکان سے کچھ کتابیں ملیں جن میں تحریر غیر متوقع اور حیرت انگیز طور پر جانی پہچانی معلوم ہوئی، یہ کتابیں نہایت پرانی اور مخدوش حالت میں تھیں، لیکن میری خوشی ایسی تھی کہ جیسے میرے ہاتھ کوئی سونے کی کان لگ گئی ہو، ہم نے ان کتابوں کے مختلف ٹکڑوں اور صفحات کو جوڑنے اور ترتیب دینے کے بعد کمپیوٹر میں محفوظ کرنے اور انٹرنیٹ پر اپلوڈ کرنے کا ارادہ کیا، یہ اصل میں مرزا کے اشتہارات کی اس کے اپنے زمانے میں کیے گئے انگریزی ترجمہ کی مستند کتابیں تھیں، جو اس نے اپنے لوگوں اور مسلمانوں کو لکھے تھے، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ کتابیں اتنے زمانے سے انگریزی میں دستیاب تھیں تو کیوں نظر انداز کی گئیں؟ بلکہ درحقیقت کیوں ضائع کردی گئی تھیں؟

جواب آسان ہے، قادیانیت ایک کلٹ ہے، وہ لوگوں کو مرزا کی حقیقت اور اس کی اصل فطرت واضح کرنا نہیں چاہتے ہیں، ان کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ مرزا کی اصلیت اور ذلت آمیز کردار کی سچائی کو جانتے ہیں، ان کو بھی فضول بحثوں میں لگادیں۔

1:- پہلا سبب یہ مستند کتابیں جو مرزا کے اپنے زمانے کی ٹرانسلیٹ کی ہوئی تھیں، ان کو دبا دیا گیا ہے کہ یہ تحریک مرزا کا شرمناک چہرہ اور اصلیت مغرب کے سامنے نہیں لانا چاہتی، اس خوف سے کہ وہ یہ جان لیں گے کہ یہ اسلام نہیں۔

2:- دوسرا سبب یہ کہ قادیانیت کا ”پاور بیس“ اب مغرب میں ہے، اور وہ اپنی نئی نسل کو مرزا کی مضحکہ خیز شخصیت اور اصلیت سے لاعلم رکھنا چاہتے ہیں، اگر نئی نسل نے یہ کتابیں پڑھ لیں تو متنفر ہوجائیں گے، وہ جان لیں گے کہ مرزا نبی اور مسیح تو کیا کوئی شریف انسان بھی نہ تھا، اور پھر وہ یقیناً قادیانیت میں نہیں رہیں گے اور بہت سارے تو چھوڑ ہی چکے ہیں۔

ان کو یقین ہے کہ وہ جھوٹ جو قادیانیت نے مسیح کے حوالے سے گھڑ کر مذہب کے نام پر مال بٹورنے کا خاندانی بزنس بنا رکھا ہے، اور اس کے بیٹے نے مزید اس کو ترقی دے کر پوپ کے درجے تک پہنچایا ہے، چکنا چور ہوجائے گا اگر مرزا کے اشتہارات کا یہ ترجمہ منظرِ عام پر آ گیا۔

حق بات یقین پر چوٹ ضرور ڈالتی ہے

قبولِ اسلام سے قبل میرے ذہن میں اُبھرنے والے سوالات

ڈائری، بدھ،20 اکتوبر 2004ء

از: شاہد کمال

’’اگر قادیانیت کوئی نئی شریعت نہیں ہے، نہ اس میں کچھ اضافہ ہے، نہ کمی، تو چندے کی ادائیگی کیوں ضروری ہے؟

اور اگر میں چندہ نہ ادا کروں تو مجھے ووٹ دینے اور عہدہ سے محروم کیوں کیا جاتا ہے؟

ایسا کیوں ہے کہ خلیفہ مرزا کے خاندان سے ہی ہو؟

کیا کوئی دوسرا خلیفہ بننے کے قابل نہیں؟

اگر خلیفہ اللہ تعالیٰ کے چنے بندے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ایک ہی خاندان سے ہی کیوں چنتا ہے؟

چندے پر اتنا زور کیوں ہے اور زکوٰۃ پر کیوں نہیں؟ جبکہ زکوٰۃ اسلام کا ستون ہے؟

حج کے بجائے جلسہ سالانہ کا کیوں اتنا ذکر ہے؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ ہم مسلمان کے بھیس میں ٹیکس لینے والے ایک خاندانی کلٹ کا حصہ ہیں؟

اللہ مجھے ہدایت دیں! آمین!‘‘

اور الحمدللہ، اللہ نے مجھے ہدایت کی راہ دکھائی اور ہدایت کے لیے قبول کیا۔

میں اس وقت بھی مسلمانوں کو گمراہ اور سیاہ دل والا سمجھتا تھا، لیکن میرے یقین پر چوٹ پڑ رہی تھی، مسلمانوں پر اعتراض کرنے کے باوجود مجھے شک تھا کہ سچ ہم سے مخفی ہے، اور آہستہ آہستہ مجھے ہدایت مل رہی تھی۔

''زکوٰۃ'' قادیانیت چھوڑنے کا سبب بنی

از: شاہد کمال (سابق قادیانی)

''زکوٰۃ سے کوئی فرق نہیں پڑتا''

ایک قادیانی میٹنگ میں سنا گیا یہ جملہ میرے ذہن میں کئی سوالات اور اُلجھنوں کا باعث بنا، اور میں نے یہ جاننا شروع کیا کہ کیا واقعی زکوٰۃ ایک عام قادیانی کے لیے کوئی حیثیت نہیں رکھتی؟ جبکہ اسلام میں زکوٰۃ ایک ستون کی حیثیت رکھتی ہے اور اس حقیقت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔

لہٰذا میں نے اسلام کی اس مالی فرض عبادت کے بارے میں علم حاصل کرنا شروع کیا، زکوٰۃ کا ذکر قرآن میں کئی جگہ نماز کے ساتھ آیا ہے، اور یہ مال کا صرف ڈھائی فیصد ہے اور اس کی ادائیگی کے لیے مالی استطاعت ہونا لازمی ہے۔

اتنا آسان حکم اور اس کا انعام اتنا زیادہ ہے، جبکہ قادیانی چندے کو جنت کا راستہ بتاتے ہیں، لیکن اسلام میں چندے اور مال کے سولہویں حصے کا کوئی ذکر نہیں، لہٰذا چندہ زکوٰۃ نہیں اور یہ صدقہ بھی نہیں، کیونکہ چندہ امیر، غریب، بے روزگار ہر ایک کو ادا کرنا لازمی ہے، یہاں آ کر میں قائل ہو گیا کہ چندے کی کوئی حیثیت نہیں اور اسلام اور قادیانیت بالکل الگ الگ ہیں، اس کمیونٹی کو چھوڑنا جس کو ساری زندگی بچپن سے جانتا تھا، میرے لیے پریشان کن تھا، لیکن میرے دل میں چنگاری لگ چکی تھی، قرآن کا غیر احمدی ترجمہ پڑھنا شروع کیا اور پھر احادیثِ مبارکہ۔

بخاری شریف کی یہ حدیث سامنے آئی جو مجھے آخر کار قادیانیت چھوڑنے پر مجبور کر گئی:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل بنایا، مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگا دی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں وہی (کونے کی

آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔'' (صحیح بخاری، کتاب، صفحہ:501، جلد:1)

پھر مجھے قرآن کی وہ آیت یاد آئی:

''وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' (سورۃ الاحزاب:40)

مجھے سمجھ میں آیا کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور وہ آخری اینٹ ہیں، بخاری کی یہ حدیث اتنی طاقتور تھی کہ اس نے قادیانیت پر میرے یقین کو توڑ کر رکھ دیا، اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب قادیانیت میں مزید رہنا میرے لیے منافقت ہوگی۔

پھر میں نے دی اسلام چینل اور دیگر چینلز دیکھنے شروع کیے جو کہ قادیانیوں کے نزدیک خطرناک تصور کیے جاتے ہیں، نماز پڑھنے اور مسلمانوں کے اخلاق کو دیکھنے کے لیے مسجد جانے کا ارادہ کیا، جس کا خوف بچپن ہی سے میرے ذہن میں بٹھایا گیا تھا، مجھے معلوم ہوا کہ یہ مخلص لوگ ہیں، جو نماز و عبادات اپنے رب کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔

قادیانی کمیونٹی میں بھی ایسے بہت سے لوگ ہیں جو قادیانی نظریات پر یقین نہیں کرتے، شاید یہ میری تحریر ان کی حوصلہ افزائی کا باعث بن جائے، اسلام دینِ فطرت ہے جس پر ہم سب پیدا ہوئے، اس پر آنے کا سب کو حق ہے۔

عکرمہ نجمی کا مرزائیت سے توبہ تائب ہونے کا اعلان

ترجمہ: شیخ محمد یعقوب خالد حسین بلیاوی

احمدیت (مرزائیت) سے براءت کا اعلان

میں دنیا بھر میں اپنے سبھی احمدی دوستوں کے سامنے یہ اعلان کرتا ہوں، کہ احمدیت (قادیانیت) کے بانی (مرزا غلام احمد) کے بارے میں مجھ پر یہ بات عیاں ہو چکی ہے، کہ وہ ایک جھوٹا اور بداخلاق انسان تھا، اور اس کی جماعت (قادیانیت) اس کے بعد مسلسل جھوٹ، گمراہی اور کھوٹے پیمانے پر قائم ودائم ہے، ہر آدمی کے لیے یقیناً یہ بات باعثِ صدمہ ہوگی کہ وہ (بحث وتحقیق کے بعد) اس نتیجہ پر پہنچے، لیکن اس کے بغیر کوئی چارہ بھی نہیں کہ ہم اب اپنی اگلی نسل کو ''شھادۃ الزور'' کی بنیاد پر مزید خیانت اور گمراہی کے راستہ میں چھوڑ کر انہیں مزید مصیبتوں کے دلدل میں دھکیل دیں۔

احمدیت (قادیانیت) کے ساتھ میرا گزرا ہوا یہ زمانہ جو ولادت سے لے کر اب تک تقریباً نصف صدی پر مشتمل تھا، اس کے آخری ایام میں، مَیں عالم عرب کے مختلف ممالک میں جماعتِ احمدیہ (قادیانیت) کا مرکزی ذمہ دار تھا، اور نئے مبایعین کی ذمہ داری بھی مجھ پر تھی، اور اسی طرح کچھ دوسری ذمہ داریاں بھی میرے سپرد تھیں، اور اس سے پہلے عربی چینل کے ڈائریکٹر کی نیابت، اور دوسرے فرائض بھی انجام دے رہا تھا۔

میں پیدائشی احمدی (قادیانی) ہوں، اور میرے نانا کبابیر (فلسطین) میں عودہ خاندان کے سب سے پہلے قادیانی تھے، جو تقریباً 90 سال قبل قادیانی ہوئے، میں نے جب ہوش سنبھالا، اور دین کی طرف متوجہ ہوا، تو میں نے اس جماعت کی تعلیمات کو بغور پڑھا، اور دل وجان سے ان تعلیمات کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیا، اور کبابیر میں کافی عرصہ اس جماعت کا مرکزی رکن رہا، پھر جب 2007ء میں لندن منتقل ہوا، تو لندن مرکز میں تقریباً ایک سال کام کرتا رہا، اور میں مرزائی خلیفہ کے بہت مقربین میں سے تھا، اور ان کی مسجد (عبادت گاہ) کا مؤذن بھی رہا، اور نائب امام کے فرائض بھی انجام دیتا رہا۔

بلا شبہ آپ انتہائی کٹھن صورتحال سے اس وقت گزر رہے ہوتے ہیں، جب آپ کسی جماعت کے آغوش میں آنکھیں کھولیں، اور پھر اس کی خدمت میں دل وجان ایک کردیں، اور اس کام سے عشق کی حد تک لگاؤ ہوجائے، اور اس کی خدمت کی خاطر آپ اپنی پوری زندگی صرف کردیں، اس گمان میں کہ یہ کام اللہ اور حق مبین کے لیے ہورہا ہے، لیکن پینتالیس سال گزارنے کے بعد آپ کو یہ اندازہ ہو کہ یہ جماعت پہلے دن سے ہی جھوٹ وفریب کی بنیاد پر قائم تھی، اور یہ جماعت نہ اسلام کے لیے کوئی خدمات سرانجام دی رہی ہے، نہ انسانیت کی ترقی کے لیے، بلکہ یہ صرف اپنی ذات اور جماعت کی مصلحت کے لیے اپنی قوت صرف کر رہی ہے۔

بہرحال میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوں کہ جس نے غیر جانبدارانہ بحث وتحقیق کے بعد، محض اپنے فضل وکرم سے مجھے اس جماعت سے نکلنے میں میری مدد فرمائی، اور اب میں یقین کے اس مرحلہ پر پہنچ چکا ہوں کہ اب میں اپنی یہ ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ میں اپنی گواہی اور اس جماعت کے ساتھ گزارا ہوا اپنا تجربہ لوگوں سے شیئر کروں، شاید اللہ تبارک وتعالیٰ ان قابل قدر اور مخلصین لوگوں کو احمدیت سے نجات حاصل کرنے میں مدد فرمائیں، جو اس جماعت کی اَصلیت سے ناواقف اور بے خبر ہیں، یا ان کے اندر اس جماعت کی حقیقت کا سامنا کرنے کی صلاحیت نہیں، یا وہ لوگ جو اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہتے۔

میں کافی عرصہ سے اس بات کو نوٹ کررہا تھا کہ یہ جماعت ہانی طاہر صاحب کی باتوں کا حقیقت پسندانہ جواب نہیں دے پارہی، چنانچہ مرزائی خلیفہ نے ایک دن اس بارے میں میری رائے لی، تو میں نے کہا: درحقیقت ان کی باتوں کا دانداں شکن جواب نہیں دیا جارہا، تو خلیفہ نے کہا کہ آپ بحث وتحقیق کریں اور ان کا جواب دیں، چنانچہ میں نے بحث وتحقیق کرنے کا تہیہ کرلیا، مگر پھر ندامت ہوئی اور بحث وتحقیق کا اردہ ترک کرنا چاہا، مجھ پر اس بات کا خوف وقلق طاری تھا کہ اگر واقعی تمہاری جماعت جھوٹی ثابت ہوگئی، تو تم کیا کروگے؟ اور اگلی زندگی کا کیا لائحہ عمل ہوگا؟ اور ان دوستوں کا کیا ہوگا جنہیں تم نے اس جماعت کا حصہ بنایا تھا؟ اور اپنے اہل خانہ واقارب اور بچوں کا سامنا کیسے کروگے؟ انھیں یہ سب حقائق کیسے بتاؤگے؟ اور ان کا ردِعمل کیا ہوگا؟ اور ان پر اس کے کیسے نفسیاتی اثرات مرتب ہوں گے؟

اس کے بعد دعاء کا سلسلہ شروع ہوا، اور میں نے اپنے رب سے یہ معاہدہ کرلیا کہ میں صرف حق وسچ کا ساتھ دوں گا، اور حق کو تھام لوں گا، چاہے مجھے اس کی کوئی بھی قیمت ادا کرنی پڑے، کیونکہ آخر میں مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا ہی مطلوب ہے، چنانچہ اس دوران میں بہ کثرت اس دعاء کا ورد کرنے لگا:

''اللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَهُ، وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَهُ. ''

ترجمہ: ''اے اللہ! ہمیں حق کو حق سمجھنے، اور اسے اختیار کرنے کی توفیق عطا فرما، اور باطل کو باطل سمجھنے، اور اس سے بچنے کی توفیق عطا فرما۔''

اس کے بعد بحث وتحقیق، اور دردناک قصوں کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہوا، اس دوران میں ہمیشہ کرب کی صورتحال سے گزرا، کیونکہ مجھے میرے مَن کی بات کہیں بھی نہ ملی، مجھے اس بات کا غم کھائے جارہا تھا کہ عصر حاضر کے سب بڑے دھوکہ کا تم حصہ بن چکے تھے، مثلاً مرزا قادیانی کی عربیت کے بارے میں سب سے بڑا جھوٹ بولا گیا تھا، حالانکہ اس کی عربی کے اکثر الفاظ ''مقاماتِ حریری'' سے چرائے گئے تھے۔

بحث وتحقیق کی یہ دردناک کہانی اس وقت اپنے انجام کو پہنچی، جب میں نے یہ فیصلہ کیا کہ حقائق کا یہ پلندہ مرزائی خلیفہ کے سامنے رکھا جائے، چنانچہ میں نے ایک تفصیلی خط تحریر کیا، اور ملاقات کا وقت طے ہوگیا، ملاقات سے پہلے میں ایک عجیب کشمکش میں مبتلا تھا، خیر میں نے خط انکے حوالہ کردیا، جس کا مضمون یہ تھا:

''قابل ستائش وقابل احترام، بعدازسلام!

میں خدا کو حاضر وناظر جان کر یہ گواہی دے رہا ہوں کہ میں کبھی بھی یہ تصور نہیں کرسکتا تھا کہ میں اس کشمکش میں مبتلا ہوجاؤں گا، لیکن مجھے اتنا بڑا دلی صدمہ پہنچا ہے کہ میری صحت پر بھی اس کا بہت بُرا اثر پڑا۔

آپ کے ساتھ ہم نے زندگی کے بہت خوبصورت اور کٹھن ایام گزارے، ہمارا یہ خواب تھا کہ اس جماعت کے ذریعہ ہم اسلام کی خدمت کریں، ہم اس جماعت کے ساتھ اتنے خوش تھے کہ اس کی خدمت کے لیے ہمہ تن گوش رہتے تھے، اور اس پر من، تن اور دھن قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے، ہمارا یہ گمان تھا کہ ہم اللہ کی راہ میں یہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں، اسی بنا پر ہم احمدیوں کی بہت سی غلطیوں سے صرفِ نظر کرتے رہے، اور ان سے اچھا گمان قائم کیا، اور یہ صرف اس لیے کہ اس جماعت کے مؤسس اور خلیفہ کو دل وجان سے چاہتے تھے۔

اور ہم نے بہت کوشش کی کہ ان حقائق سے صرف نظر کرتے رہیں، جو پچھلے چند ماہ میں ہماری نظر سے گزرتے رہے، لیکن کب تک؟ انسان کب تک اپنی عقل کو دھوکہ دے سکتا ہے؟ ہانی طاہر صاحب کی باتوں کے جوابات حقیقت پسندی سے بالکل عاری، بلکہ سب وشتائم سے لبریز تھے، جس سے یہ صاف ظاہر ہورہا تھا کہ یہ جماعت ایک متکبرانہ اور ظالمانہ سوچ کی حامل ہے، جو لوگوں کی سوچنے کی صلاحیت پر قدغن لگاتی ہے، حالانکہ ہانی طاہر صاحب اُخوت ومودت، سوچ وفکر، اور حقیقت پسندانہ تجزیہ کی دعوت دیتے رہے، اور انہوں نے اب تک اپنا یہ طرز جاری رکھا ہوا ہے، حالانکہ بعض لوگوں نے انہیں سب وشتائم کی طرف کھینچنے کی بہت کوشش کی، جو انہوں نے ناکام بنادی، انہوں نے صرف اتنا ہی تو کیا تھا کہ مؤسس جماعت (مرزا غلام احمد) کی (ناجائز) باتوں کو اُجاگر کرتے رہے۔

مجھے سب سے زیادہ دکھ اس بات پر ہوا تھا کہ یہ جماعت اپنے مؤسس کے دفاع میں یک جان نہ ہوسکی، اور ان لوگوں پر یہ کام چھوڑ دیا جو دلی رنجشوں کے مارے ہوئے تھے، اور ہانی طاہر صاحب کی باتوں کا حقیقی رد کرنے سے یکسر عاجز رہے۔

مثال کے طور پر ہانی طاہر صاحب نے ایک اعتراض یہ کیا تھا کہ اگر سن 1906ء میں یہ جماعت چار لاکھ نفوس پر مشتمل تھی، تو سن 1944ء میں بھی اس کی تعداد صرف چار لاکھ ہی تھی؟ حالانکہ مرزائی خلیفہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کی تعداد سو گنا بڑھ چکی تھی؟

اسی طرح ہانی طاہر صاحب نے مرزا غلام احمد کی نحوی غلطیوں کی طویل فہرست پیش فرمائی۔

اسی طرح ہانی صاحب نے قرآن وحدیث، اور کتب تفسیر کی طرف ان کے غلط اور مَن گھڑت حوالوں کی فہرست بھی پیش فرمائی۔

اسی طرح انہوں نے ''اعجازِ مسیح'' نامی کتاب کا بھی مدلل رد پیش کیا، اور یہ مطالبہ بھی کیا کہ ایک غیر جانبدارانہ کمیٹی تشکیل دی جائے، جو اس کا فیصلہ کرے۔

لیکن ہماری جماعت ان کی کسی بھی بات کا نہ تو مدلل جواب پیش کر سکی، بلکہ ہر شخص اپنے تئیں نامعقول جواب دینے کی ناکام کوشش کرتا رہا، کسی نے کہا کہ مؤسس نے کبھی ''مقاماتِ حریری'' پڑھی ہی نہیں، اور کسی نے کہا کہ وہ ''مقاماتِ حریری'' سے بہت متأثر تھے، اور کسی نے کہا کہ جان بوجھ کر اس کتاب سے اقتباس کیا، تاکہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکیں، جس سے اس جھوٹ کا بخوبی ادراک ہوا جس میں یہ دعویٰ کیا گیا تھا کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے چالیس ہزار عربی الفاظ القاء سکھائے گئے تھے، اگر یہ ان کا معجزہ تھا تو ''مقاماتِ حریری'' سے چوری چہ معنی دارد؟

اور جب ہمیں مؤسس کے بُرے اخلاق اور گندی گالیوں کا علم ہوا، تو ہم بہت ہی صدمہ سے دوچار ہوئے، کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ ہماری اولاد یہ باتیں سنیں، اور دنیا میں یہ باتیں نشر ہوں، مثال کے طور پر ایک کتاب میں متواصل ایک ہزار لعنتیں لکھنا، اور ایک شادی شدہ عورت سے شادی پر اصرار کرنا، اور لوگوں کے سامنے بار بار اس بارے میں اعلان شائع کرنا، ہم ان سب باتوں کو ناقابلِ قبول جُرم، اور باعثِ عار سمجھتے ہیں۔

اسی طرح مؤسس کی باتوں میں خود از دراء ادیان سے متعلق کافی کچھ مواد موجود ہے، مثال کے طور پر عیسائیت کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ ایسا دین ہے جس سے انسان کو متلی آجائے۔

جہاں تک مؤسس کی غیبی نبوت کا تعلق ہے، تو یہ بات بہرحال واضح ہے کہ وہ کبھی بھی سچ نہ ہوئی، بلکہ ہمیشہ ان کے خلاف گئی، مگر جماعت احمدیہ والے ہمیشہ اس کی غلط تاویلات پیش کرتے رہے، یہاں تک کہ انہیں ان کی نبوت سے متعلق جھوٹی عبارتیں گھڑنی پڑیں، مثال کے طور پر ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں یہ کہنا کہ: مؤسس نے اکتوبر 1907ء کو یہ فرمایا تھا کہ ہم میں سے جھوٹا شخص سچے کی موت کے بعد زندہ رہے گا، حالانکہ اس جھوٹ کا حوالہ تاحال میسر نہ آسکا۔

میری گزارشات:

میں اب بھی یہی اُمید رکھتا ہوں کہ ہمارے تعلقات پہلے جیسے قائم رہیں گے، لیکن یہ بات میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ مؤسس جماعت اپنے دعوی میں سچے نہیں تھے، میں اب بھی جماعت احمدیہ کے ساتھ اپنا تعلق اس شرط پر برقرار رکھنا چاہتا ہوں کہ میں مؤسس جماعت کو نہ تو مہدی مانتا ہوں، نہ مسیح موعود، بلکہ میں اس جماعت کو اس گڑھے سے نکالنا چاہتا ہوں، بصورتِ دیگر آپ مجھے اس جماعت سے نکالنے کے مجاز ہوں گے۔

سر! مجھے آپ سے بہت امیدیں ہیں، کیونکہ آپ ہی وہ واحد شخصیت ہیں جن کے پاس احمدیت کا مؤثر حل موجود ہے، آپ چاہیں تو موجودہ احمدیوں اور ان کی اگلی نسل کو اس دلدل سے نکال سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر سکتے ہیں، میرا مشورہ ہے کہ آپ اس جماعت کو نئے منشور سے تبدیل کر کے کوئی جمعیہ خیریہ یا اس طرز پر کوئی نیا پروگرام پیش کریں اور اس جماعت کو خیر، اور سلامتی پھیلانے والی جماعت میں تبدیل کر دیں، میں اس نئے پروگرام میں آپ کا بھرپور تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں، چاہے اس کام میں جتنا وقت لگ جائے۔

میں یہ جانتا ہوں کہ لوگوں کو یکدم اس جماعت کی حقیقت بتانا بہت مشکل ہے، بلکہ اس کے منفی اثرات شاید زیادہ ہوں، لیکن ان حقائق سے پردہ پوشی کر لینا اور بڑا جرم ہوگا، اگر واقعی آپ اس مسئلہ کو جڑ سے اکھاڑنے میں کامیاب ہو گئے تو یقین جانئے! تاریخ آپ کو سنہرے الفاظ میں یاد کرے گی، اور اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو جائے گا، اگر میری یہ گزارشات آپ کو قبول ہوں، تو میں آپ کے ساتھ مکمل تعاون کرنے کے لیے تیار ہوں، فقط والسلام۔"

چنانچہ یہ خط میں نے ان کے حوالہ کر دیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ نے اس میں کیا لکھا ہے؟ میں نے جواب دیا: حقیقت تو بہت کڑوی ہے، میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ میں اس پریشانی میں مبتلا ہو جاؤں گا، مگر پہلے آپ اسے پڑھ لیں، پھر ہی ہماری میٹنگ ممکن ہے۔

انہوں نے کہا: کیا بات ہے؟ کہیں تم جماعت کو چھوڑنا تو نہیں چاہتے؟ میں نے کہا: پہلے آپ اس مضمون کا مطالعہ کرلیں، میں نے بہت تفصیلی خط لکھا ہے۔تو انہوں نے کہا: مجھے ایک دو دن کا ٹائم دو، میں پڑھ کر دوبارہ ملاقات کرتا ہوں، مگر تقریباً چالیس منٹ بعد میرا چوکیدار گھبرایا ہوا آیا، اور مجھ سے کہنے لگا کہ: خلیفہ نے آپ کو ابھی اور اسی وقت طلب کیا ہے، چنانچہ میں دوبارہ حاضر ہوا، تو وہاں مجھے یہ جواب ملا کہ: آپ نے مؤسس جماعت کے بارے میں غیر منطقی باتیں کی ہیں، جو ہم کسی صورت قبول نہیں کرسکتے، میں نے آپ کا پورا خط پڑھ لیا ہے، اور میں آپ کو آپ کے کام اور جماعت احمدیہ سے نکالنے پر مجبور ہوں۔

اس طرح بغیر کسی بات چیت، بغیر کسی قیل وقال، اور بغیر کسی اپنی (خودساختہ) روحانی کرامت دکھائے یہ قصہ تمام ہوا، بلکہ مؤسس جماعت (مرزا غلام احمد قادیانی) کے دفاع میں اپنے کسی اعتقاد کا ذکر تک نہیں کرسکے، بلکہ فوراً مجھے کام سے نکالنے اور جماعت سے الگ کرنے کی دھمکی دے دی۔

میں نے ان سے پوچھا کہ اگر آپ میری جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟ انہوں نے کہا: شاید میں بھی وہی کرتا جو تم نے کیا، اس کے بعد میرے ساتھ گالی گلوچ، کردار کشی کا ایک ایسا سلسلہ شروع کیا گیا، جو ہر اُس شخص کو ہزار دفعہ سوچنے پر مجبور کردے جو احمدیت سے توبہ کرنے کا خیال بھی اپنے دل میں لانا چاہے، یا وہ کرے جو میں نے کیا، یا حقیقت پسندی سے احمدیت کا جائزہ لینے کی کوشش کرے، اور آزادی کی وہ زندگی جیئے جو میں جی رہا ہوں۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احمدیوں کو حق وسچ قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور انہیں اپنے خاندان، اپنے بچوں، اور عزیز واقارب کو حق وسچ بتانے کی ہمت عطا فرمائے، اور جھوٹ ومنکرات نشر کرنے سے چھٹکارہ عطا فرمائے، بلکہ ان پر یہ لازم ہے کہ حق وسچ کو پڑھنے اور سمجھنے میں ایک دوسرے کی مدد کریں، اور ہر بات کو باریک بینی سے مطالعہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مجھے معاف کرنا! میں 30 سال تک تمہارے ساتھ ظلم کرتا رہا

مترجم: محمد ارمان عتیق رحمانی (سلطنت عُمان)

عکرمہ نجمی کا اپنے خالہ زاد بھائی حسن عودہ کے نام کھلا خط

جن کا ۳۰ سال قبل قادیانیت چھوڑنے کے باعث بائیکاٹ اور کردارکشی کی جاتی رہی

''میرے عزیز خالہ زاد بھائی، حسن عودہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ علیہ وبرکاتہ

مجھ پر لازم ہے کہ میں آپ کے حق میں کی گئی اپنی غلطی کا عذر پیش کروں، جب میں بنا سوچے سمجھے بدکلامی، کردارکشی اور کراہت کے ساتھ بائیکاٹ کا حصہ بنا۔

جب آپ کے جماعت سے خارج ہوجانے کی خبر مجھ تک پہنچی تو میں اس وقت سترہ سال کا تھا، اور جب ہر طرف سے آپ پر سب وشتم کی بارش ہوئی، ہر کسی کو آپ کے بائیکاٹ پر مجبور کیا گیا اور آپ کے والد پر بھی دباؤ ڈالا گیا کہ وہ آپ سے براءت کا اعلان کریں، تو میرے پاس سوائے اس نام نہاد ''ایمانی سُر'' میں سُر ملانے اور اس شور وشغب میں اپنی آواز شامل کرنے اور سامنا کرنے سے کترانے کے علاوہ کوئی چارہ نہ رہا، لہٰذا میں معذرت چاہتا ہوں۔

ہاں! میں معذرت چاہتا ہوں کہ میں آپ پر تیر برسانے، لعن طعن کرنے اور بدترین القاب کے ساتھ آپ کو یاد کرنے میں شامل رہا، اور سب نے آپ سے براءت کے اظہار پر مجھے بھڑکایا، یہاں تک کہ میں نے آپ کو بدبخت کے لقب سے ملقب کیا، جیسا کہ اور لوگوں نے کیا اور یہ سب (مرزائیوں کے) چوتھے خلیفہ کی ایما پر ہوا، یہ تو گویا یوں ہوا کہ ہر وہ شخص جو پہلے سے شادی شدہ محمدی بیگم کو مرزا کی منکوحہ ماننے میں کوئی عار سمجھے، اور اس نکاح کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہ کرے تو وہ بدبخت ٹھہرا۔

میں معذرت خواہ ہوں کہ میں نے کبابیر (فلسطین) والوں کا اس رسالے کے حوالے سے بائیکاٹ پر ساتھ دیا، جسے آپ نکالتے تھے اور ان (مرزائیوں) کی خیرخواہی اور نجات کی لاحاصل کوشش کرتے تھے۔

احمدیوں (مرزائیوں) کا وطیرہ یہی رہا ہے کہ اس رسالے کو ان لوگوں سے لے کر اکھٹا کریں، جن تک وہ پہنچ چکا ہے اور اس میں مکتوب آپ کے مضامین کو علاقے والوں سے نظریں بچا کر ضائع کردیں، اور حیلے بہانوں سے کام لیں، تاکہ ''فتنہ'' دفع ہو۔

میں آپ سے تہہ دل سے معذرت خواہ ہوں کہ میں نے آپ کے بھائی ابومحمود کے ساتھ اس وقت انصاف نہیں کیا، جب اس نے کبابیر کی مسجد میں جمعے کی نماز کے بعد پوری بہادری سے مجمع کے سامنے کھڑے ہوکر احترام اور ثابت قدمی کے ساتھ احمدیت (مرزائیت) سے خروج کا اعلان کیا، میں نے اس کی شجاعت کا درآں وقت اندازہ نہیں کیا، باوجویکہ وہ جانتا تھا کہ اس اعلان کی بنا پر اُس پر ایسے بائیکاٹ کو مسلط کردیا جائے گا، جس کی بنیاد احمدیوں (قادیانیوں) کے خلیفہ کے ظلم اور تاریکی پر مبنی اوامر ہیں۔

لوگو! ربِ کعبہ کی قسم! میں اپنے خالہ زاد بھائی حسن عودہ سے ملا، اس کو اپنے سے چمٹایا، اسے بوسہ دیا، اس سے بات چیت کی اور اس سے معافی مانگی، اور اسے میں نے کامیاب، پرلطف، بااخلاق، دیندار، اور اپنی سوچ وفکر اور کلام میں کھرا پایا، اور اب تو ہم دونوں روح وکلام اور دکھ درد میں ایک دوسرے کے مشابہ ہوگئے، کیسے نہ ہوتے؟ ہم دونوں ہی معنوی اور اجتماعی نسل کشی کی بھینٹ چڑھے، ایسی قربانی جس سے جماعت کو چھوڑنے والے ہر فرد کو گزرنا پڑتا ہے۔

اس چوتھے مرزائی خلیفہ نے تو کبابیر میں ہمارے خاندان کو ٹکڑوں میں بانٹ دیا ہے، اب وقت آن پہنچا ہے کہ ہمارا خاندان ایک ایسا نیا صفحہ کھولے، جو سارا کا سارا عفو ودرگزر پر مشتمل ہو، اس امید پر کہ ہمارے خاندان والے اس شخص کا بائیکاٹ نہ کریں جس نے مرزا کی لعن طعن، گالم گلوچ اور خرافات کو نہیں مانا، اور ہم یہ بھی اُمید کرتے ہیں کہ تمام لوگوں کو بنا کسی دباؤ اور حاکمی کے اُس اظہار رائے کا حق دیا جائے گا جس کا وہ اظہار کرنا چاہتے ہیں، اس بات کے کہنے کا حق جسے وہ کہنا چاہتے ہیں، اس بحث ومباحثے کا حق جو وہ کرنا چاہتے ہیں، اور جس پر ایمان لانا ان کا حق ہے، اس کے اظہار کا حق اُن کو دیا جائے گا۔

کبابیر والوں کے لیے اب وقت آن پہنچا کہ وہ لوگ اُمتِ مسلمہ کی آغوش کی طرف لوٹ آئیں، ان کے معاملات اور غموں میں شریک ہوں اور قول وفعل کے ذریعے ان کی مشکلات حل کرنے میں ان کا تعاون کریں، اب ہمیں چاہیے کہ ہم سب محبتوں کے ساتھ کاندھے سے کاندھا ملا کر کھڑے ہوجائیں اور خیر اور حق کے داعی بن جائیں۔''

والد کے مشن پر

ہمارے بچپن کے دوست، ہم سبق ساتھی شروع ہی سے تحفظِ ختمِ نبوت کے کام سے لگاؤ رکھتے تھے۔ اس ضمن میں بالکل ابتدائی درجات میں ختمِ نبوت کا لٹریچر اور ہفت روزہ ختمِ نبوت کا رسالہ کلاس میں لا کر طلبہ میں تقسیم کرتے، قادیانیت کے اسٹیکرز بھی تقسیم کرتے، اس میں سے ایک تو مجھے ابھی بھی زبانی یاد ہے کہ: ''تین چیزوں سے بچو: شیطان، قادیان، وغیرہ۔''

اور اسٹیکرز ہم خوشی خوشی تقسیم کرتے، گھر پر، بسوں میں اور اپنی کاپیوں پر لگاتے۔ ایک مرتبہ ایک خوبصورت کیلنڈر جو اسماء حسنیٰ پر مشتمل تھا، ان کے والد محترم جناب حاجی عبد الرحمٰن باوا صاحب نے عالمی مجلس کے دفتر سے چھپوایا، بہت ہی خوبصورت کیلنڈر تھا۔ اسی طرح مختلف قسم کے پمفلٹ بھی لا کر تقسیم کیا کرتے، گویا کہ ہمیں اس تحریک کی طرف راغب کرنے میں اُنہی کی کاوش ہے۔

اُس وقت سے ان کی دلچسپی اور شوق اُن کی طبیعتِ ثانیہ بن گئی۔ ان کے والد محترم مرزا طاہر کے تعاقب میں لندن جا پہنچے اور ہونہار بیٹے کو علومِ دین کے لیے کراچی میں اکیلا چھوڑ دیا، تا کہ رہتی دنیا تک ان کے گھرانے کا ہر فرد مرزائیوں کا تعاقب کرتا رہے، اور الحمد للہ وہ خوش قسمت والدین آج اپنے اس مشن میں کامیاب ہوتے نظر آتے ہیں، اس پر وہ والدین مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور ان عظیم والدین کا سایہ اُن کے سر پر تا دیر رہے۔ آمین!

آمدم برسرِ مطلب! ہمارا وہ ساتھی، جس کی گھٹی میں ہی تحفظِ ختمِ نبوت بطور ایک مشن کے موجود تھا، آج وہ بھی مرزائیت کے تعاقب میں ترقی کی منازل طے کرتا ہوا اپنے والد بزرگوار کا دست و بازو بن گیا اور پوری دنیا میں مرزائیوں کو ایسی لگام دے رکھی ہے کہ چار دانگ عالم میں ختمِ نبوت کا بول بالا ہو گیا اور ہر طرف عقیدۂ ختمِ نبوت کا ڈنکا بج رہا ہے، ان کی تقریروں اور تحریروں سے ہزاروں سادہ لوح مسلمان قادیانیت کی ریشہ دوانیوں سے محفوظ ہیں، بیسیوں رشتے محفوظ ہیں، نہ صرف عامۃ الناس بلکہ خواص کی خدمت میں بھی مصروفِ عمل ہیں۔ کوئی دن، کوئی ہفتہ، ایسا نہیں کہ مشنِ ختمِ نبوت کے لیے سفر پر نہ ہوں۔ حال ہی میں برطانیہ کے مشہور شہر بولٹن میں عظیم الشان کانفرنس منعقد کی اور پورے ملک سے علماء کرام کو جمع کیا۔

میری مراد اس ہونہار طالب علم سے عالمی مبلغ مولانا سہیل باوا صاحب ہیں۔ وہ آج بھی ''دامے درمے سخنے'' مرزائیت

کے سامنے سینہ سپر ہیں۔ ہر وقت 24 گھنٹے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناموس کے تحفظ کے لیے آن لائن موجود ہوتے ہیں۔

باوا صاحب! اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ہمت دے، صحت دے، توفیق دے۔ آپ کی خدمات کا سلسلہ جاری وساری رہے۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی آج آپ کے ہاتھوں میں موجود ''دھوکے کا لائسنس'' نامی کتاب ہے، جو مولانا سہیل باوا صاحب کی تحریر ہے، اس کو پڑھیں، تقسیم کریں اور مرزائیوں کے دھوکے سے محفوظ رہیں، اس عہد کے ساتھ کہ ہم میں سے ہر فرد مرتے دم تک ختمِ نبوت کا کام ''دامے درمے سخنے'' کرتا رہے گا۔

مولانا اشتیاق زاہد

فاضل جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

2021-09-13ء

۰۵-۰۲-۱۴۴۳ھ

تحفظِ ختمِ نبوت کے خادم ہیں سہیل باوا

تحفظِ ختمِ نبوت کے خادم ہیں سہیل باوا
ہم سب کے رہنما و استاذ سہیل باوا
قادیانی فتنے کی بیخ کنی کے لیے
ہر گھڑی بیدار و تیار سہیل باوا
تحریکِ ختمِ نبوت کے خادمِ اعلیٰ عبدالرحمٰن باوا کا
سنہرا خواب اور آنکھوں کا نور ہیں سہیل باوا
فتنہ قادیانی کی سرکوبی کے لیے
مرضِ قادیانیت کے معالج وہتھیار ہیں سہیل باوا
عہدِ حاضر کے مسلمانوں کے لیے
میرے ملک کا عظیم سرمایہ ہیں سہیل باوا
مکار اندھے قادیانی فتنے سے بچانے کے لیے
ایک روشن چراغ ہیں میرے استاذ سہیل باوا
اُمت کو بیدار و ہوشیار کرنے والے
شرق وغرب میں عرب وعجم کے مجاہدِ ختمِ نبوت ہیں سہیل باوا
روزِ محشر حوضِ کوثر پر نبی علیہ السلام کے خاص غلاموں میں
صدیقین وصالحین کے ہم راز ہوں گے سہیل باوا
صرف ایک شفیق استاذ و مجاہد ہی نہیں
ڈائریِ فلسطین کے قلمکار بھی ہیں سہیل باوا
سدا سلامت و آباد رہیں میرے رہبر واستاذ
آقائے دو جہاں کے حق کے جانثار محافظ ہیں سہیل باوا
از: سیدہ ارم

دعوتِ خاص

مرزا مسرور قادیانی کو گفتگو کے لئے خصوصی دعوت

۳رمئی ۱۸۹۱ء کو مرزا صاحب نے علمائے لدھیانہ کو مناظرہ کا چیلنج کیا کہ وفات مسیح پر مجھ سے مقابلہ کرلیں۔علماءلدھیانہ نے جواب دیا کہ ہم آج سے آٹھ سال پہلے آنجناب کے کفر اور خروج از اسلام کا فتویٰ دے چکے ہیں، اس لئے کوئی جگہ تجویز کر کے ہمیں مطلع کیجئے۔ہم بلا تاخیر وہاں پہنچ جائیں گے۔آنجناب پہلے اپنا اسلام ثابت کر کے دکھائیں، اس کے بعد حیات مسیح اور دیگر مسائل پر بھی گفتگو ہوجائے گی۔لیکن مرزا صاحب نے اس کے جواب میں **"خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید"** پر عمل کیا۔

علماءلدھیانہ کا چیلنج آج تک قائم ہے۔کوئی قادیانی اس کا جواب نہیں دے سکا، نہ ان شاءاللہ قیامت تک دے سکتا ہے۔راقم ایک بار پھر جماعت قادیان لندن کے سربراہ سے براہِ راست مخاطب ہے کہ اگر آپ کے پاس مناسب وقت ہو تو اللہ پاک کے فضل وکرم سے ان شاءاللہ یہ "خادمِ ختم نبوت" مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے دیئے گئے چیلنج پر گفتگو کرنے کے لئے جب کہیں حاضر ہوسکتا ہے۔

خادمِ ختم نبوت لندن

مولانا سہیل باوا

شیخ کے علوم کی تخریج شاگردی کا حق

از مرتب سہیل باوا لندن

میرا جامعہ میں پہلا قدم جب عمر سات سال تھی حفظ کرتے تھے شام بعد نماز عصر میں اور میرے ساتھی مولانا سعید اسکندر اور دیگر ساتھی نیوٹاؤن مسجد موؤذن صاحب اور خادمین کے کمرے کے سامنے ایک چھوٹا سا صحن تھا وہاں کھیلا کرتے تھے۔ایک دن بالکونی سے آواز آئی سعید اوپر آؤ میں نے سعید سے کہا کہ یہ بزرگ کون ہے انہوں کہا کہ ابو ہیں۔ وہ پہلی زیارت تھی استاد محترم کی۔

زمانہ حفظ میں زیارت تو ہوتی رہی ایک آدھ بات والد ماجد کے ساتھ ملاقات شرف بھی رہا قربت نصیب نہیں ہوئی۔اولی کے سال با قائدہ شاگردی کا شرف حاصل ہوا۔فضلائے بنوری ٹاؤن 1997 وہ خوش نصیب جماعت ہیں جنہوں نے غیر معمولی شہرت حاصل کرنے والی عربی زبان کی تدریب کے لئے الطریقۃ الصریۃ سبق پڑھا ہے۔جبکہ وہ طباعت کے مرحل سے گزر رہی تھی۔بس راقم نے بچپن سے جو دیکھا ہے اس کا خلاصہ تو نہیں میرے پاس۔کئی صفحات مرتب کئے جاسکتے ہیں سراپا اسلام اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مکمل نمونہ تھے۔آپ نے علم و اور عمل سے دونوں سے ایسی کامل جماعت تیار کرنے محنت فرمائی مشرق و مغرب کے علماء فضلاء نے کھل کر اعتراف کیا ہے۔استاد محترم رح ہمیشہ بڑے نفیس لباس زیب تن فرماتے چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ ہوتی گفتگو میں سنجیدگی رہتی کم آمیز اور یکسوئی زیادہ پسند کرتے تھے مگر مہمانوں اعزاز اکرام جب لوگوں سے ملتے تو پوری بشاشت وتحائف کے ساتھ پیش آتے۔ضرور کے موقع پر کوئی ناراضگی اظہار کرنا بھی ہوتا تو بڑے ہی لطیف لب ولہجہ میں کہہ دیتے اللہ کے بندے۔

استاد محترم ڈاکٹر حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی ذات کے اعتبار سے مربی بنوری ٹاؤن کے نونہالوں کی عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق تعلیم وتربیت میں تشریح کا انداز اختیار کرتے تھے۔راقم کو الحمدللہ طالب علمی کے دور میں مکمل حاضری حضوری خدمت والی رہی۔سابعہ کے سال سے تاقیام کراچی ایک اور اعزاز بھی حاصل رہا۔

باتھائی لینڈ میں واقع طیبہ مسجد میں استاد محترم ڈاکٹر حضرت مولانا عبدالرزاق اسکندر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کی خطابت کی نیابت کی ذمہ داری کی خدمت بھی حاصل رہی۔

معصومانہ فطرت

بچپن کے یادوں کے دریچے کھلے تو یہ اعزاز بھی بندہ کو حاصل ہے بندہ نے حفظ قرآن کریم بنوری ٹاؤن کی پر فضا اور بابرکت پاکیزہ ماحول میں کیا اور ختم قرآن کے موقع پر امام اہلسنت مفتی احمد الرحمن مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکی استاد الاساتذہ ولی کامل مولانا ادریس میرٹھی نوراللہ مرقدہم کیساتھ میرے مشفق استاد اور مربی حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر بھی شریک ھوئے۔انہی بزرگوں کی دعا کی برکت سے بنوری ٹاؤن کی درسگاہوں کا رخ کیا اسی برکت سے آج بندہ دیارغیر میں اس مقام پر ہے۔عجب اتفاق ہے کہ اس دن میرا بھی ختم قرآن تھا اور تمام اکابرین امین کی تقریب میں شریک ہوئے اسی دن ہمارے دیرینہ ساتھی اور ہم سبق مولانا اشتیاق زاہد صاحب کا بھی ختم تھا یہی تمام اکابرین انکی آمین میں بھی شریک ہوئے دعا کروائی تو یوں میری شاگردی کا پہلا قدم تقریب آمین سے ہوا۔حضرت الاستاد ڈاکٹر صاحب کی نگاہ شفقت ایسی پڑی کہ یہ رشتہ مضبوط سے مضبوط تر ھوتا گیا۔

حضرت الاستاد نے ساری زندگی سادگی اور عاجزی کیساتھ گزاری کبھی دنیاداری اور عہدوں کی تمنا کی اور نہ ھی کسی فریق سے اختلاف کیا ڈاکٹر صاحب کی معصومانہ فطرت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ھیں کہ انکے سامنے عہدے تقسیم ہوتے گئے لیکن ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی بھی اس طرف التفات نہیں کیا قربان جاؤں رب کے قانون پر کہ وہی عہدے کہ جس کیلئے بڑے بڑے نام پیش ہوتے تھے وہ ڈاکٹر صاحب کی گود میں آگرے سب سے پہلے ڈاکٹر صاحب بنوری ٹاؤن کے مہتمم بنائے گئے پھر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے دو دفعہ صدر بنائے گئے۔مجلس ختم نبوت کے امیر مرکزیہ بنائے گئے۔حضرت الاستاد ڈاکٹر صاحب کی زندگی تو اعزازات سے بھری پڑی ہے لیکن موت کے بعد کا اعزاز بھی دیکھ لیں کہ حضرت کا مرقد مبارک بھی جامعہ کے احاطے میں بنا میں سمجھتا ہوں اس پر اتفاق ہونا حضرت الاستاد کی کرامت بعد الوفات ہے۔ من کان للہ کان اللہ لہ۔

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پاس ہی ہیں۔

جب راقم نے چھوٹے استادزادے مولانا یوسف اسکندر کو تعزیت کے لئے رابطہ کیا، تو ایک بڑی عجیب بات کہی، کہنے لگے کہ اتنی تو تسلی ہے کہ ابو جی ہمارے پاس ہی ہیں اللہ کا شکر ہے کہ جامعہ میں ہی تدفین ہوئی۔

کیا سماء کیا حسین گھڑی ہوگی، یوم محشر کی طرف جب پکارا جائے گا، جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی عالم اسلام کی عظیم دینی درسگاہ کے مغربی حصہ سے امیر کارواں قائد تحریک ختم نبوت محدث العصر حضرت مولانا علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ چل پڑیں گے، اور

ایک طرف امام اہلسنت ونائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت اوران کے ساتھ اسی کارواں کے امیر مرکز یہ حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر رحمۃ اللہ علیہ دوشہیدوں کی رفاقت میں حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہید رحمۃ اللہ علیہ۔صاحبزادے محمد بنوری رحمۃ اللہ علیہ ہوں گے۔

شیخ کے علوم کی تخریج شاگردی کا حق

حضرت محدث بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے تلاش وتفحص اورمظان وغیرمظان سے اپنے شیخ کے علوم کی تخریج وتوضیح کا حق ادا کر دیا ہے۔محدث کشمیری رحمۃ اللہ علیہ بحرِ بے کراں تھے،آپ کے درس میں حدیث کی روایت، درایت اور دوسرے مسائل کے سلسلے میں دوسرے علوم وفنون کے حوالے آجاتے تھے۔کہیں صرف ونحو کا مشکل حوالہ آجاتا،کہیں علمِ منطق وفلسفہ کا کوئی مسئلہ زیرِ بحث آجاتا،پھرایسی کتابوں کے حوالے آجاتے جو عام طور پر اہلِ علم کے یہاں متداول نہیں تھیں۔

علامہ نے متداول اورغیر متداول کتابوں سے مسائل نکالنے میں کسر نہیں اٹھا رکھے اوراس کیلیے بےنظیر محنت کی شاندار مثال قائم کی۔چند مسئلوں کی تحقیق کے لیے کئی کئی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑی تب جا کر مسئلہ دستیاب ہوا۔

خودفرماتے ہیں:

> ”میں نے اپنی قوت وطاقت تخریج و ماخذ سے مطلع ہونے پر پوری طرح صرف کی؛ ورق گردانی، مظان اور غیر مظان سے مسئلہ نکالنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔کبھی میں ایک مسئلہ کی تلاش میں گھڑیاں ہی نہیں، کئی کئی راتیں اوردن گزار دیتا، اوراس کیلیے ایک ایک کتاب کی مجلدات پڑھتا اور جب مجھے اپنی متاع گم گشتہ مل جاتی تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہتا۔شیخ نے دورانِ درس جس کتاب کا حوالہ دیا ہوتا،اس سے مسائل نکالنے کا التزام رکھا تھا، لہٰذا میں کتاب سیبویہ،شرح کافیہ،دلائل الاعجاز،اسرارالبلاغہ،“

عروس الافراح،کشف الاسرار دیکھنے پر مجبور تھا:

> ”جس طرح شروحِ حدیث کی اہم کتابیں فتح الباری،عمدۃ القاری اور فقہِ مذاہب میں شرح مہذب، مغنی لابن قدامہ اوررجال میں کتب رجال دیکھنے پر مجبور تھا۔اگر میری جوانی، بحث وجستجو کا شوق اور شیخ کے جواہر پارے سمیٹنے کا عشق نہ ہوتا تو میں اس بارگراں کا اہل نہیں تھا۔حدیث کی اہم کتابوں میں سے کتاب کی شرح میرے لیے اس کٹھن کام سے بہت زیادہ آسان تھی۔“

مفت حاصل کیجئے

PUBLISHED BY:

KHATM-E-NUBUWWAT ACADEMY

387 Katherine Road, Forest Gate, London E7 8LT United Kingdom.
Phone: 020 8471 4434 | **Cell:** 0788 905 4549, 0795 803 3404
Email: khatmenubuwwat@hotmail.com | **Website:** www.khatmenubuwwat.org

Design by: brandswitch | +92-321-8952785